







مِنْ اللَّهِ خَيْرٌ لِّكُمْ فِي الدِّينِ

جلد ۵

# علم الفقہ

CESSIONED.

جو  
مسائل فقہیہ دینیہ کی تعلیم کے لیے نہایت سلیس و عام فہم  
اُردو زبان میں بے نظیر کتاب ہے

مرتبہ  
خاکسار سراپا عمر تصور محمد عبدالشکو غفرلہ اللہ الغفور  
بہتمام

کاہرہ دازان صحیفہ مبارکہ انجم ایفا ہا اللہ وادامہا واعانہا آمین

مَدْرَسَةُ الْمَطْلَعِ الْكَلْبِيِّ مِینِ طَبْعِ ۱۳۴۰ھ



# علم الفقہ

## مسلمانوں کے لیے نہایت ضروری مفید کتاب

پہلے یہ کتاب بارہ سالہ کی صورت میں شائع ہوئی اسلئے بحری میں اسکا آغاز اب ہونہ چاہی اس وقت  
چھ جلدیں اسکی ترتیب میں آئی قیمت حسب ذیل ہے۔ جلد اول میں طہارت کا بیان ہے قیمت ۸ روپے جلد دوم  
میں نماز کا بیان ہے قیمت ۸ روپے جلد سوم میں روزہ کا بیان ہے قیمت ۸ روپے جلد چہارم میں زکوٰۃ و عشر و غیرہ کا بیان  
ہے قیمت ۸ روپے جلد پنجم میں حج و زیارات کا بیان ہے قیمت ۸ روپے جلد ششم میں نکاح کا بیان ہے قیمت ۸ روپے  
ترجمہ سعد الغالبہ یہ بھی مقدس کتاب ہے جس میں (۵۰۰) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے  
حالات ہیں اور دوران میں آج تک کوئی ایسی کتاب نہ تھی خدا کا شکر ہے کہ انجم ہے اس کی کو پورا کروایا۔ جلدیں  
اس کتاب کی تباہ ہیں پہلی جلد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جامع تذکرہ کے بعد (۴۲۴) صحابہ کا ذکر ہے قیمت ۸ روپے  
دوسری جلد میں (۵۴۸) صحابہ کا ذکر ہے قیمت ۸ روپے تیسری جلد میں (۵۴۸) صحابہ کا ذکر ہے قیمت ۸ روپے چوتھی جلد میں  
(۵۰۲) صحابہ کا ذکر ہے قیمت ۸ روپے پانچویں جلد میں (۵۰۲) صحابہ کا ذکر ہے قیمت ۸ روپے چھٹی جلد میں (۵۰۲) صحابہ  
کا ذکر ہے قیمت ۸ روپے ساتویں جلد میں (۵۰۲) صحابہ کا ذکر ہے قیمت ۸ روپے  
ترجمہ تاریخ طبری عربی کی یہ قدیم و مستند تاریخ اب تک نہ تھی ترجمہ کا تو خیال بھی نہ آتا تھا۔ جو ترجمہ  
کر اس کتاب کے ایک جلد کا ترجمہ ہو گیا پہلی جلد کامل ہو جو دہے جس میں آغاز آفرینش سے حضرت موسیٰ علیہ السلام  
تک کے حالات ہیں قیمت ۸ روپے

### چمل حدیث

حدیث شریف میں ہر کہ جو چالیس حدیثیں یاد کیا قیامت کے دن وہ علمائے مشہور ہوگا  
حضرت امام ربانی اس بنا پر اکثر علماء نے چمل حدیثیں لکھیں حتی کہ چمل حدیثوں کی تعداد ہزاروں تک ہو چکی  
یہ چمل حدیث امام ربانی مجدد الف ثانی کی جمع کی ہوئی ہے بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیثیں صرف نماز روزہ کے  
متعلق جمع کی ہیں اب تک نہ طبع ہوئی تھی اسکا ترجمہ کر کے نہایت اہتمام سے طبع کیا ہے اصل عربی پر علمائے  
بین الاطریقین ترجمہ ہو اس قابل ہو کہ ہر مسلمان صبح کو ورد رکھے قیمت ۲ روپے جلد دہن کے خریدار سے ہم  
انصاف مصنفہ مولانا شیخ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ جس قدر نفی اختلافات امت مرحومہ

CHECKED

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U843

9/85

DUPLICATE

۲۹۷

ش ۳۷  
جلد ۵

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَضَعَ لِلنَّاسِ بَيْتَهُ بِبَكَّةَ مَبَادِكًا وَهَدَى لِلْعَالَمِينَ  
وَبَعَثَ فِيهَا أَشْرَفَ الرُّسُلِ دَاعِيًا إِلَى الشَّرْعِ الْمُبِينِ فَصَلَّى اللَّهُ  
تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ مَا لَهَا مِنْ طَائِفٍ  
بِالْبَيْتِ الْقُدْسِيِّ وَمَا دَامَ الْبَلَدُ الْأَمِينُ حَتَّى جُلَّ شَانُهُ كِي تَوَقُّفٍ  
سے علم الفقہ کی چار جلدیں تمام ہو چکیں اب یہ پانچویں جلد شروع ہوتی ہے  
جس میں اسلام کے پانچویں رکن حج کا بیان ہے امید ہے کہ خدا سے تعالیٰ  
اسکو بھی بخیر و خوبی انجام کو پہنچائے آمین بالنبی الامین۔

حج کے معنی لغت میں کسی با عظمت چیز کی طرف جانے کا قصد کرنا اور اصطلاح  
شرعیہ میں کعبہ مکرمہ کا طواف اور مقام عرفات میں ٹھہرنا انھیں خاص طریقہ  
سے جو صاحب شریعت و منقول ہیں اسی میں رہیں جو شریعت سے ثابت ہے (مراقی افلاح) وغیرہ  
صحیح یہ ہے کہ حج کی فرضیت اسی بہت مکرمہ کے ساتھ خاص ہے گو حج کا رواج

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے ہے مگر اُس وقت اسکی فرضیت کا حکم نہ تھا۔ حج کی فرضیت مسند ہجری کے آخر میں ہوئی جب اللہ پاک کا یہ فرمان نازل ہوا تھا کہ **وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا** ترجمہ اللہ کی خوشنودی کے لیے لوگوں پر کعبہ کا حج (ضروری) ہے (یعنی اُس شخص پر) جو وہاں تک جاسکے۔ جس سال یہ آیت نازل ہوئی حج کا زمانہ باقی نہ تھا سال آئندہ یعنی مسند ہجری میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس فرمان عالی شان کی تعمیل فرمائی اور یہ آپکا آخری حج تھا جو حجۃ الوداع کے لقب سے مشہور (المختار) فرضیت کے بعد ہی ایک حج کا اتفاق ہوا اس کے بعد آپ نے اپنی مفارقت سے دنیا کو بے نور کر دیا فالی اللہ شکی۔ **اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ**

### حج کی تاکید اور فضیلت

حج کا ضروری ہونا (جسکو اصطلاح فقہ میں فرضیت کہتے ہیں) قرآن مجید سے اُسی مرتبہ کے ساتھ ثابت ہے جیسے نماز روزہ زکوٰۃ کا قرآن مجید میں اُس کے چند سال بھی مذکور ہیں سچے مسلمانوں کے لیے تو یہی دو تین لفطین کافی ہیں مگر سوتوں کے جگمگانے کے لیے چند احادیث بھی نقل کی جاتی ہیں۔

۱۔ آخر علماء میں طعن ہے کہ حج کی فرضیت مسند ہجری میں ہوئی مگر علامہ ابن عابدین نے رد المحتار میں لکھا ہے کہ اُن علماء کے پاس کوئی اسکی دلیل نہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سے بہت بعید ہے کہ خدا کے حکم کی تعمیل میں اس قدر تاخیر کریں حج کی فرضیت تو مسند ہجری میں ہوا اور آپ مسند پورے چار برس تک اسکی تعمیل نہ کریں قلیلہ علیہ القیس کے لوگ جب آپ کے پاس آئے تو آپ نے انکو حج کا حکم نہیں دیا (صحیح بخاری) قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ حج کا حکم دینے کی وجہ یہ ہے کہ اُس وقت تک حج فرض نہ ہوا تھا اور یہ واقعہ مسند ہجری کا ہے اور حج مسند میں فرض ہوا تھا

اس سے زیادہ اور کیا تاکید ہوگی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز روزہ کی طرح حج کو بھی سہل  
کامیابی قرار دیا ہے۔ (بخاری مسلم) اسی طرح بہت سی حدیثیں ہیں کہ کچھ اُن میں سے دوسری دوسری  
چوتھی جلد میں مذکور ہو چکی ہیں یہاں ہم چند حدیثیں نقل کرتے ہیں جو ابھی تک نہیں لکھی گئیں۔

(۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! بیشک اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے لہذا تم حج کرو تو ایک شخص بولا کہ  
یا رسول اللہ کیا ہر سال (حج فرض ہے) تو آپ نے سکوت فرمایا یہاں تک کہ اُس شخص نے  
یہی تین مرتبہ کہا تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں کہہ دیتا کہ ہاں تو یقیناً (ہر سال کے لیے) ضروری  
ہو جاتا اور بلاشبہ تم لوگ (ہر سال حج) نہ کر سکتے پھر آپ نے فرمایا کہ جو کچھ میں نے کہا کرو  
مجھ سے نہ پوچھا کرو اس لیے کہ اگلے لوگ جو ہلاک ہوئے تو انبیاء سے زیادہ پوچھنے اور  
اختلاف کرنے سے ہوئے لہذا جب میں تم کو کسی بات کا حکم دیدوں تو حتی الامکان اُسکو کرو  
اور جب میں تم کو کسی بات سے منع کردوں تو اُسکو چھوڑ دو (مسلم)

(۲) ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا گیا کہ کونسا عمل زیادہ فضیلت رکھتا  
تو آپ نے فرمایا کہ اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لانا عرض کیا گیا کہ پھر کون آپ نے فرمایا کہ اللہ کی  
راہ میں (کافروں سے) لڑنا عرض کیا گیا کہ پھر کون آپ نے فرمایا کہ حج مبرور (بخاری مسلم)

(۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو شخص اللہ کی خوشنودی کے لیے حج کرے اور  
(انشائے حج میں) فحش گوئی سے بچے تو وہ (ایسا بیگناہ ہو کہ) لوٹے گا جیسے اُس نے  
بیگناہ تھا) کہ (جس دن) اُس کو اُس کی مان نے جنت تھا۔ (بخاری مسلم)

(۴) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عمرہ اُن گناہوں کا کفارہ ہے جو دوسرے  
عمرہ تک ہوں اور حج مبرور کا بدلہ سوا جنت کے کچھ نہیں ہے۔ (بخاری مسلم)

(۵) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ رمضان میں عمرہ کرنے کا ثواب حج کے برابر ہے۔ (بخاری مسلم)

(۶) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مرد کسی جہنی عورت کے ساتھ تہنہ نہ رہے اور کوئی عورت بغیر اپنی محرم (کی ہمراہی) کے سفر نہ کرے تو ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ میرا نام تو غلان فلان جہا دین لکھ دیا گیا ہے اور میری بی بی حج کرنے نکلی ہے آپ نے فرمایا کہ (تو جہا دین بخا بلکہ اپنی عورت کے ساتھ) جا اور اپنی عورت کے ہمراہ حج کر۔ (بخاری مسلم)

(۷) عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ (ایک مرتبہ) میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جہا دین (جلنے کی) اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا کہ تمہارا جہا و حج ہو (بخاری مسلم)

(۸) علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص زادراہ اور سواری رکھتا ہو جو اُسے بیت اللہ تک پہنچا دے اور (پھر بھی) وہ حج نہ کرے تو اُسے

یہ یودی یا نصرانی مرجانے میں (اور بے حج مرجانے میں) کچھ فرق نہیں اور یہ اس کے کہ اللہ بزرگ و برتر فرماتا ہے کہ اللہ (کی خوشنودی) کے لیے لوگوں پر کعبہ کا حج کرنا (ضروری) ہے (یعنی) اُس پر جو وہاں تک جاسکتا ہو۔ (ترمذی)

(۹) ابن سعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج اور عمرہ ساتھ کر دے اس پر کہ یہ دونوں فقر کو اور گناہوں کو ایسا دور کرتے ہیں جیسے بھٹی لوہے اور آگ سے اور چاندی کے میل کو دور کرتی ہے اور حج مبرور کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں ہے (ترمذی)

(۱۰) ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو حج کرنے سے کوئی کھلی ہوئی ضرورت یا کوئی ظالم بادشاہ یا کوئی مسافر در کرنے والا مرض نزد کے

اور وہ بغیر حج کے مرجلے تو اُسے اختیار ہے چاہے یہودی (ہو کر) مرجلے  
چاہے نصرانی ہو کر (دارمی) اس حدیث کو خوب غور سے دیکھو اور سمجھو کیسی سخت تاکید ہے  
(۱۱) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج کرنے والے  
اور عمرہ کرنے والے اللہ کے ہمان ہیں اگر وہ اللہ سے دعا کریں تو اللہ انکی دعا قبول  
کرے اور اگر وہ اُس سے مغفرت مانگیں تو اللہ انکی مغفرت فرمائے (ابن ماجہ)

(۱۲) ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم  
کسی حج کرنے والے سے ملاقات کرو تو اُسے سلام کرو اور اُس سے مصافحہ کرو اور  
اُس سے کہو کہ وہ تمہارے لیے استغفار کرے کیونکہ اُسکی مغفرت ہو چکی ہے (مسلم احمد)  
(۱۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج کرے  
یا عمرہ کرنے کے لیے یا جہاد کرنے کے لیے (اپنے گھر سے) نکلے پھر رستہ ہی میں مرجلے  
تو اللہ اُسکو غز کرنے والے کا ثواب دیگا۔ (بیہقی)

(۱۴) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قیامت اُس وقت قائم ہوگی کہ  
بیت اللہ کا حج نہ کیا جائے۔ (بخاری)

احادیث میں وارد ہوا ہے کہ قیامت اُس وقت قائم ہوگی جب معاصی کی کثرت ہو جائیگی اور  
حج نہ کرنا چونکہ ایک بڑی معصیت ہے لہذا آپ نے اسے ترک کو علامات قیامت سے  
قرار دیا۔ یہاں تک تو حج کے مسائل تھے مگر کہ فضائل میں بھی بہت صحیح حدیثیں ہیں  
مگر اُس کی تفصیلات کے لیے یہ بات کیا کہ جو اللہ جل شانہ کا مقدس مکان یعنی کعبہ مکرّمہ  
وہاں ہے اور یہ شہر خدا کے پیارے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعائی آباد ہو  
حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس شہر مقدس کو بلداً امین اور اُمّ القریٰ

کے خطاب سے مشرف فرمایا ہے۔

حج کی نسبت اگر صحابہ اور اگلے مسلمانوں کے ذوق و شوق کی کچھ کیفیت بیان کی جائے تو بلابالغہ ایک بہت بڑا ضخیم دفتر بھی کفایت نہ کریگا اور انکی دل جذبات اور شوقی کیفیات کا ایک شمع بھی بیان نہ ہو سکے گا۔ اب تو روز بروز خشکی اور تری کے سفرون میں آسانی پیدا ہوتی جاتی ہے پہلے زمانہ میں یہ باتیں کمان تھیں مگر وہ اپنی ذوق و شوق میں تمام مصائب کو راحت سمجھتے تھے۔

اس بیان کو طول دینا مناسب نہیں گو ائمہ ماضین کے حالات کا دل پر بہت بڑا اثر پڑتا ہے لیکن حج تو ایسا ایسی پیاری اور مرغوب عبادت ہے کہ اس کے لیے زیادہ غریب ترمیم کی کچھ ضرورت نہیں۔ وہ کون مسلمان ہے جس کا دل یہ نہ چاہتا ہوں کہ خدا کے مقدس گھر کی زیارت کرے اس پاک سرزمین کے جمال سے اپنی آنکھوں کو روشن کرے جہان سے اسلام نکلا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پیدا ہوئے دین نبی ہوئے برسوں وہاں وعظا فرمایا صد ہا صحابہ سو رہے ہیں۔ وہ کون مسلمان ہے جس کو یہ آرزو نہ ہو کہ اس پرانے اور با عظمت گھر کا طواف کرے۔ جس کے گرد حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہما وسلم پھرا کرتے تھے اے میرے ذوالجلال پروردگار اے خداوند لوح و قلم اے آفریدگار عالم اے وہ کہ تیرا پاک جلوہ عرش برین پر ہے اے وہ کہ کعبہ مکرمہ کا رب البیت ہے اپنے برگزیدہ نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے پسندیدہ ہفت سینوں کے طفیل میں تمام مسلمانوں کو اس نعمت عظمیٰ سے فیضیاب کر سب کے دلوں کو اپنے جمال ہمیشا کا پروانہ بنائے اور اس ناچیز عاجز کو بھی اپنی نیک نظر سے مورد لطف و کرم فرماؤ



اگلے بزرگوں کے ورد و ذوق کا ایک آدھا قطرہ اُسکو بھی عنایت کر آئیں بی لایین

زبانِ حریفم اگر رسدِ حرفے بندم از دولتِ ابدِ طرفے

## اصطلاحی الفاظ اور مقامات کے ناموں کی تشریح

میتقات - وہ مقام جس سے آگے مکہ مکرمہ کا جانے والا بغیر احرام کے نہ جاسکے

آفاقی کے لیے پانچ میتقات ہیں۔ اہل مدینہ کے لیے ذوالحلفہ - کوثر بصرہ والون

کے لیے ذاتِ عرق شام والون کے لیے جحفہ نجد کے رہنے والون کے لیے

یلملم ہندوستانوں کی بھی یہی میتقات ہے۔ اور حلی کی میتقات حلیہ اور حرمی

کی میتقات حج کے لیے تو حرام ہے مگر عمرہ کے لیے حلی

آفاقی و شخص جو میتقات سے باہر کا رہنے والا ہو جیسے مدنی عراقی شامی

ہندوستانی۔

حلی و شخص جو میتقات کے اندر مگر مکہ مکرمہ سے باہر رہتا ہو جیسے نخلہ محمود کے رہنے والے

حرمی خاص مکہ مکرمہ کا رہنے والا۔

احرام حج یا عمرہ کی نیت کر کے تبلیہ یا کوئی ایسا فعل کرنا جو قائم مقام تبلیہ کہلو

مثل ہی کے روانہ کرنے کے۔ جو شخص احرام باندھے اُسکو محرم کہتے ہیں۔

حج بحالت احرام کعبہ مکرمہ کا طواف اور عرفہ کا وقف ایک مخصوص زمانہ میں

اور حج کرنے والے کو حاج کہتے ہیں۔

عمرہ بحالت احرام کعبہ کا طواف اور سعی۔ عمرہ کرنے والے کو معتمر کہتے ہیں۔

افراد میں حج کا احرام باندھنا اور صرف حج پر اکتفا کرنا۔ جو شخص ایسا کرے

اُسکو مفرد کہتے ہیں۔



قرآن حج و عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھنا اور پہلے عمرہ کر کے پھر حج کرنا جو شخص ایسا کرے اُسکو قارن کہتے ہیں۔

تمتع ایام حج میں پہلے عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کر لینا اور اُسکے بعد اُسی سال اُسی سفر میں حج کا احرام باندھ کر حج کرنا۔ جو شخص ایسا کرے اُسکو تمتع کہتے ہیں طواف کعبہ شریفہ کر کے دو گھونٹنا اور کبھی صفا مروہ کے درمیان میں بھی کرنے کو کہتے ہیں۔ شوط۔ ایک چکر۔

استلام جب حجر اسود کی نسبت متصل ہوتا ہے تو اُسکا بوسہ لینا مقصود ہوتا ہے اور جب رکن یمانی کی نسبت بوجا ہوتا ہے تو صرف اُسکا پھولنا مراد ہوتا ہے۔

تلبیہ اُس عبارت کا پڑھنا اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكُ لَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔

تہلیل کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمدٌ رسول اللہ کا پڑھنا۔

تلبیہ کی چیز کا مثل گوند وغیرہ کے احرام میں پہلے باون میں لگا لینا تاکہ ٹوٹنے سے محفوظ رہیں وقوف کہنے لغت میں ٹھہرنا اور اصطلاح میں عرفات اور مزدلفہ میں پہنچ جانا۔ رمی ایک خاص مقام میں کھینک پھینک کر مارنا۔

رمل شانہ ہلا کر کچھ تیزی کے ساتھ قریب قریب قائم رکھ کر چلنا۔

اضطباع چادر کا اس طرح اوڑھنا کہ ہنکا ایک سر اوڑھنے شانہ اتار کر دہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں شانہ پر ڈال لے۔

سے لے ائمہ تیرے دروازہ پر بار بار آفریون اور تیری طلبی کو بار بار قبول کرتا ہوں تیرا کوئی شریک نہیں بیشک تیرے لئے اور جہان تیرا ہی ہے اور بادشاہت تیرا ہی ہے کوئی تیرا شریک نہیں ۱۲

تقلید بالون کی یا کپڑے کی رسی بنا کر اس میں جوتی کا ٹکڑا یا کسی درخت کی چھال وغیرہ باندھ کر  
ہدی کے گردن میں ڈال دیتا تاکہ دیکھتے ہی ہر شخص سمجھ لے کہ یہ ہدی ہے اور  
اس سے مزارحمت نہ کرے اور اس رسی کو قلاوہ کہتے ہیں۔

اشعار ہدی کی پہچان کے لیے اُسکے داہنے شانے پر خفیف زخم لگا دینا جو اُسکی  
کھال کو کاٹ دے مگر گوشت تک نہ پہنچے۔  
تجلیل ہدی کو جھول اور عادینا۔

تخلیق بالون کا منڈوانا۔

تقصیر بالون کا کتر وانا۔

رفت جماع کرنا یا عورتوں کے سامنے جماع وغیرہ کا ذکر کرنا اِثارتہ یا صراحتہ۔

مکہ ایک شہر ہے جو کسی زمانہ میں بالکل جنگل تھا کہ وہستان اور بے آب و گیاہ  
ریگستان ہونے کے سبب سے لوگ وہاں رہنے کا قصد نہ کرتے تھے جب حضرت  
ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام  
اور انکی والدہ ماجدہ بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو اس جنگل میں لاکر چھوڑا اور  
خدا سے دعا کی کہ اس جنگل کو آباد کر دے اور یہاں میوہ جات پیدا کرے  
اُسوقت سے حق تعالیٰ نے اُس جنگل مقدس کو آباد کر دیا۔ میوہ جات بھی ہاں بکثرت  
پیدا ہونے لگے۔ وہ جنگل خدا کو ایسا محبوب ہوا کہ اُس کو خوب سسر بنایا اور بلدا میں  
کامبارک لقب دیا اور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں بھوست فرمایا  
بلکہ بھی اسی شہر کو کہتے ہیں۔

کعبہ شہر کہ مکرمہ میں ایک مقدس مکان ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں

نے حضرت آدم علی نبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش سے پہلے زمین بیت عمور  
 کی محاذات میں تعمیر کیا تھا بیت عمور ساتویں آسمان پر ایک مکان ہے جس کا فرشتے  
 طوفان کیا کرتے ہیں پھر حضرت آدم علیہ السلام نے اُس کو بوجہ پہلی عمارت  
 کے منہدم ہو جانے کے درست کیا اور اُنکی اولاد نے اُس کو آباد رکھا یہاں تک کہ  
 نوح علیہ السلام کے طوفان میں وہ غرق ہو گیا پھر حق تعالیٰ نے اپنے خلیلِ مکرّم حضرت  
 ابراہیم علی نبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اُسکی تعمیر کا حکم دیا اور انھوں نے اور  
 حضرت اسمعیل علیہ السلام نے اُسکی تعمیر کی جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے حضرت  
 ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ مکرمہ میں دو دروازے بنائے ایک بجانب مشرق دوسرا  
 بجانب مغرب کہ ایک دروازہ سے آدمی داخل ہوا دوسرے سے نکل جائے اور انھوں  
 نے دروازوں کی چوکھٹا اونچی نہ بنائی تھی بلکہ زمین سے ملی ہوئی۔ پھر لوگ بلا برائے  
 مکان تقدس نشان کی تعمیر اور رستی کرتے رہے اور اُسکا طواف کرنے کو دور دور  
 سے لوگ آتے رہے یہاں تک کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں نبوت سے  
 پہلے کچھ حصہ کعبہ شریفہ کا آگ سے جل گیا اہل مکہ نے اُسکی تعمیر کا ارادہ کیا اور  
 اس بات پر اتفاق کیا کہ پاک کمائی سے جو مال پیدا کیا ہو وہی اُسکی تعمیر  
 میں صرف کیا جائے الغرض انھوں نے تعمیر شروع کی مگر قدیم طرز عمارت کو بدل دیا  
 اور جیسے دور دراز دن کے صرف ایک دروازہ بجانب مشرق باقی رکھا اتفاق  
 سے سرمایہ کم پڑ گیا اس سبب بقدر چھوڑ کے دیوار چھوٹی کر دی گئی۔ اسرا اعلام  
 الا اعلام بنابر مسجد الحرام) پھر آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آخر عمر میں  
 اپنی یہ تمنا ظاہر فرمائی کہ اگر میں سال آیندہ تک زندہ رہا تو کعبہ کی از سر نو

تیسرے کو نکالا اور خلیل علیہ السلام کے طرز پر اُسکی عمارت کروانگا اور جو حصہ کفار قریش نے کعبہ سے نکال دیا ہے اُسکو پھر اُس میں داخل کر دے گا مگر سالانہ میں آپ کی وفات ہو گئی خلفاء راشدین کو ہمارے خلاف اتنی ہمت ملی کہ وہ آپ کی اس تمنا کے پوری ہو نیکی کوشش کرتے جب عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو اہل حجاز وغیرہ نے خلیفہ بنایا تو انھوں نے کعبہ کی تعمیر و مرافقہ کی تمنا کے موافق شروع کی اور خلیل علیہ السلام کے طرز پر کعبہ کی عمارت بنادی بعد اُسکے جب عبد الملک نے عبد اللہ بن زبیر سے لڑنے کے لیے حجاج کو بھیجا اور اُس نے اپنے فرخ پائی تو اُس نے نہ چاہا کہ ابن زبیر کا بنایا ہوا کعبہ باقی رہے چنانچہ لے کر اسود کی طرف دیوار توڑ دی اور اُسکی عمارت کو پھر وہی طرز کر دیا۔ جو زمانہ جاہلیت میں تھا اور اب بھی اُسی طرز پر ہے۔ کعبہ مکرمہ دنیا میں سب سے پہلا مکان ہے جو اللہ جل شانہ کی عبادت کے لیے بنایا گیا چنانچہ حق سبحانہ اُسکی تعریف میں فرماتا ہے إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا ترجمہ بے شک (سب سے) پہلا گھر جو لوگوں کے (عبادت کرنے کے) لیے بنایا گیا یقیناً وہی ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور لوگوں کا رہنما اُس میں واضح نشانیاں (ہماری قدرت کی) ہیں جیسے مقام ابراہیم اور جو کوئی وہاں داخل ہو جاتا ہے (دشمن کے شر سے) بے خوف ہو جاتا ہے۔

حیثم وہ حصہ جو حضرت خلیل علیہ السلام کے عہد میں کعبہ کے اندر داخل تھا اور قریش نے سرمایہ کے کم ہو جانے کے سبب سے اُسکو داخل نہیں کیا۔

حجر اسود ایک سیاہ رنگ کا پتھر ہے جو کعبہ مکرمہ کے شرقی گوشہ میں جو دروازہ سے قریب ہے گرا ہوا ہے یہ پتھر جنت سے نازل ہوا ہے جس وقت

تازل ہوا تھا وودھ سے زیادہ پیسہ تھا مگر آدمیوں کے گناہ نے اُس کو سیاہ کر دیا (ترمذی) قیامت کے دن یہ پتھر بھی اٹھایا جائیگا اور اُس کو آنکھیں اور زبان عنایت ہوگی جسے اُسکا اسلام کیا ہو اُسکے مومن ہونے کی گواہی دیگا (ترمذی رحمہ اللہ) رکنِ یانی ایک پتھر ہے جو کعبہ مکرمہ کے ایک گوشہ میں بجانبِ یمن گڑا ہوا ہے مقامِ ابراہیم ایک پتھر ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے فرزند اسمعیل علیہ السلام کے دیکھنے کو مکہ آتے تھے تو اونٹ سے اسی پتھر پر اترتے تھے اور جب جانے لگتے تو اسی پتھر پر کھڑے ہو کر اونٹ پر سوار ہوتے اس پتھر کو اُنکے دونوں ہمارک قدموں کا نشان بن گیا ہے۔

زمرم ایک چشمہ ہے جو بنی ہاجرہ اور اُنکے فرزند اسمعیل علیہ السلام کے لیے حق تعالیٰ نے جاری کیا تھا اس پانی کے بہت فضائل احادیث میں وارد ہوئے ہیں اسی سبب سے اس پانی کو کھڑے ہو کر پینے کا حکم ہے۔

میلین اخضرین صفا اور مردہ کے درمیان میں ایک نشیب تھا جس سے بنی ہاجرہ دھڑ کر نکل جاتی تھیں اب وہ نشیب تو باقی نہ رہا مگر اُسکی حد معلوم کرنے کے لیے اس کے دونوں سروں پر ایک ایک نشان گاڑ دیا گیا ہے ان دونوں نشانوں کو میلین اخضرین کہتے ہیں۔

منیٰ ایک گاؤں ہے حدودِ حرم میں مکہ مکرمہ سے تقریباً تین میل عرفات ایک پہاڑ کا نام ہے جس میدان میں وہ پہاڑ واقع ہے اُس کو وادی عرفات کہتے ہیں۔

بطن عرنہ میدانِ عرفات میں ایک خاص مقام کا نام ہے۔

مزدلفہ ایک مقام ہے منیٰ اور عرفات کے درمیان میں۔

محشر مزدلفہ میں ایک خاص مقام کا نام ہے۔

ذوالحلیفہ ایک مقام ہے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ آتے ہوئے ملتا ہے مسجد نبوی سے پانچ میل سے کچھ کم ہے۔

ذات عرق ایک مقام ہے اُسمین عرق نامی ایک پہاڑ ہے کوفہ بصرہ سے مکہ مکرمہ آتے ہوئے ملتا ہے مکہ مکرمہ سے بیالیس میل ہے۔

جحفہ ایک مقام ہے شام سے مکہ مکرمہ آتے ہوئے ملتا ہے مکہ سے تقریباً تین مراحل ہے۔

قرن ایک مقام ہے نجد سے مکہ مکرمہ آتے ہوئے ملتا ہے مکہ مکرمہ سے بیالیس میل ہے۔

یلک ایک پہاڑ کا نام ہے حرمین سے مکہ مکرمہ آتے ہوئے ملتا ہے ہندوستان سے جو لوگ مکہ جاتے ہیں اُن کو بھی یہ پہاڑ ملتا ہے مکہ سے دو مراحل ہے۔

جبل الرحمة میدان عرفات کے وسط میں ایک پہاڑ ہے۔

جبل قریح مزدلفہ میں ایک پہاڑ ہے۔

مسجد خیف منیٰ میں ایک مسجد ہے اُس کا نام ہے۔

مخصب منیٰ اور مکہ مکرمہ کے درمیان میں ایک مقام ہے۔

## حج کے فوائد اور اُسکی حکمتیں

اگرچہ شریعت کا کوئی حکم مصالح اور فوائد سے خالی نہیں مگر انکی حکمتوں کا کمال بیوقوف سمجھ لینا بڑی عقل قدسی کا کام ہے اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک بات سمجھ میں آجاتی ہے مگر اُسکے بیان کرنے کے لیے بہت سے مقدمات کے تمہید کی ضرورت

پڑتی ہے اور انکے مبادی ذہن میں حاضر نہیں ہوتے ہر کیف جو کچھ سمجھ میں آ رہا ہے اور جہاں تک قوت بیانہ کام دیتی ہے لکھتا ہوں۔

(۱) حج حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ ہے جو حق سبحانہ کے خلیل اور بڑے برگزیدہ تھے اور یہ بڑی حکمت ہے کہ جب کسی سے تقرب اور ازدیاد محبت منظور ہو تو ان لوگوں کا طریقہ اختیار کیا جائے جو اسکی نظر میں محبوب اور پسندیدہ ہوں۔  
(۲) خاص کر اس امت کے لیے حج کی فرضیت میں یہ بڑی حکمت ہے کہ حج کرنے سے ان مقامات مبارکہ کی زیارت نصیب ہوتی ہے جہاں اس امت کے سردار کے آثار نمایاں طور پر موجود ہیں وہیں آپ پیدا ہوئے وہیں رہے وہاں کی مبارک زمین سے آپ کے مقدس قدموں نے مس کیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ان امور کے ملاحظہ کرنے سے ایمانی کیفیت میں ایک عجیب ترقی ہوتی ہے۔ اسی سبب سے ہر مذہب کے عقلماند اپنے مذہبی مقامات کی زیارت کو لازم کر لیا ہے۔

(۳) حج کے جتنے افعال ہیں وہ سب عاشقانہ ہیں اور ان سے ان خود رغبتی اور شیفگی ظاہر ہوتی ہے اپنے محبوب کے لیے اپنے وطن گھر بار کا چھوڑ دینا مصائب سفر کا برداشت کرنا۔ ایک مدت تک جنگل جنگل پھرنا تمام آرائش اور زیب و زینت کی چیزوں کو ترک کر دینا اور اکثر نفسانی خواہشوں سے اجتناب کرنا پھر اس کے گھر کے گرد نہایت شغف کے ساتھ چکر لگانا یہ تمام باتیں ایسی ہیں کہ اگرچہ بتکلف کی جائیں اور ذی کیفیت سے نہ صادر ہوں تب بھی ان میں کچھ نہ کچھ اثر کر جاتی ہیں اور خدا خواستہ یہ بھی ہو تو یہ بات تو ضرور ہے کہ عشاق کی صورت بنائی جاتی

ہے اور محض اللہ کے لیے تکلیف اور مصائب اٹھانے اور گھربار چھوڑنے کی نفس کو عادت ہوتی ہے۔

(۴) وہ مقامات متبرکہ جنکی زیارت حج میں نصیب ہوتی ہے انوار و برکات الیہ کے مہبط ہیں پس لامحالہ اُنکے زیارت کرنے والے پر اُن انوار و برکات کا ضرور انعکاس ہوتا ہے اسی کی طرف حدیث شریف میں اشارہ ہے کہ حج کرنے والا گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے اُسی دن کا پیدا ہوا بچہ۔

(۵) شریعت کا ایک بڑا مقصود اتحاد فیما بین المسلمین اور اظہار شوکت و جلالت بھی ہے یہ مقصود بھی حج میں پوری طور سے حاصل ہوتا ہے و در دراز ممالک کے مسلمان ایک جگہ جمع ہوتے ہیں سب ایک ہی کام میں مصروف ہوتے ہیں اس اجتماع سے کیسی کچھ ہیبت اور شوکت اسلام کی ظاہر ہوتی ہے۔

### حج کے احکام

فرض ہے عمر بھر میں ایک بار جبکہ وہ تمام شرائط پائے جائیں جن سے حج فرض ہوتا ہے باوجود پائے جانے اُن شرائط کے جو شخص حج نہ کرے وہ فاسق گنہگار ہے اور جو فرضیت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

صحیح یہ ہے کہ جب حج کے شرائط پائے جائیں تو علی الفور حج کرنا فرض ہے دوسرے سال تک اُس میں تاخیر کرنا گناہ ہے۔ (مراقی الفلاح و رہنما وغیرہ)

یہ امام ابو حنیفہ اور قاضی ابویوسف کا مذہب ہے اُنکے نزدیک بعد تمام شرائط کے پائے جانے کے اگر کئی سال حج نہ کیا جائے تو ایسے شخص کی گواہی نہیں قبول کی جاتی۔ امام محمد کے نزدیک علی الفور حج کرنا کچھ دیر یا نہیں اُنکے نزدیک تاخیر گناہ نہیں ہوتا ۱۲



واجب ہے (۱) اُس شخص پر جو میقات کے اندر بغیر احرام باندھے چلا جائے اور اُسکے بعد حج کا احرام باندھے (۲) اُس شخص پر جس نے حج کی نذر کی ہو۔  
حرام ہے۔ ناجائز مال سے حج کرنا۔

مکروہ تحریمی ہے (۱) بغیر اجازت اُن لوگوں کے حج کرنا جن سے اجازت لینا ضروری ہے۔ (۲) جن کا نفقہ اُسکے ذمہ واجب ہو اُنکے نفقہ کا انتظام کیے بغیر حج کرنا۔  
حج کے واجب ہونے کی شرطیں

(۱) مسلمان ہونا۔ کافر پر واجب نہیں۔

(۲) حج کی فرضیت سے واقف ہونا یا دارالاسلام میں ہونا۔

(۳) بالغ ہونا۔ نابالغ بچوں پر حج فرض نہیں۔

(۴) عاقل ہونا۔ مجنون مست یہوش پر حج فرض نہیں۔

(۵) آزاد ہونا لونڈی غلام پر حج فرض نہیں۔

(۶) استطاعت یعنی اس قدر مال کا مالک ہونا جو ضرورتِ صلیہ سے اور قرض سے محفوظ ہو اور اُسکے زاد راہ اور سواری کے لیے کافی ہو جائے اور رخصت لوگوں کا نفقہ اُسکے ذمہ واجب ہے اُنکے لیے بھی اُس میں سے اس قدر چھوڑ جائے جو اُسکے

میقات کے اندر بغیر احرام باندھے ہوئے جانا ممنوع ہے لہذا اگر کوئی شخص سہواً بے احرام باندھے چلا جائے تو آپ

واجب ہے کہ پھر میقات پر واپس آکر احرام باندھے پس اگر حج کا احرام باندھے گا تو یہ حج واجب ہوگا اور اگر عمرہ کا احرام

باندھے گا تو عمرہ واجب ہے۔ افسوس! کسی کے ان باب اسکی خدمت کے خارج ہون یا کسی کا قرض اُسکے ذمہ

آتا ہو اور اُسکے پاس مال نہ ہو یا کسی کی ضمانت کی ہو تو ان سب صورتوں میں ان باب یا قرض خواہ یا

جس سے ضمانت کی ہے اس سے اجازت طلب کرنا ضروری ہے ۱۲ (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ میں)

لو تھے تک ان لوگوں کو کفایت کر سکے۔

زاد راہ سے وہ متوسط مقدار مراد ہے جو اُسکی صحت قائم رکھ سکے مثلاً جو شخص گوشت اور مٹھائی وغیرہ کا عادی ہو اُسکے لئے انہیں چیزوں کا ہونا ضروری ہے اگر ایسے شخص کے پاس فقط اس قدر روپیہ ہو جو صرف خالی روٹی یا دال وغیرہ کے لئے کافی ہو سکے تو وہ شخص زاد راہ کا مالک نہ سمجھا جائیگا۔

سوار سچی اونہیں لوگوں کے لئے شرط ہے جو مکہ معظمہ کے رہنے والے نہوں مکہ مکرمہ اور اُس کے آس پاس کے رہنے والوں کے لئے بشرطیکہ وہ پیادہ چل سکیں چاری کی شرط نہیں اور جو پیادہ نہ چل سکیں تو ان کے لئے بھی شرط ہے (مراتی الفلاح) (۷) ان سب شرائط کے ساتھ اس قدر وقت کا ملنا جس میں ارکان حج ادا ہو سکیں اور مکہ معظمہ تک رفتا و معیاد سے پہنچ سکے (رد المحتار)

یہاں تک جو شرائط بیان ہو یہ وہ تھے کہ اگر نہ پائے جائیں تو حج فرض ہی نہ ہوگا اور باوجود نہ پائے جانے ان شرائط کے اگر حج کیا جائے تو اُسکے بعد جس وقت شرائط پائے جائیں گے دوبارہ حج کرنا یا ٹریکا پھلا جانا کافی نہ ہوگا اور اب آگے

۷ مالک ہونکی قید ایسے لگائی گئی کہ اگر کوئی شخص کسی حج کرنے کے لئے یا اور کسی فرض سے کھڑا ہو کرے تو اس پر حج فرض نہیں نہ اسکے ذمہ یہ کاقبول کرنا ضروری ہے گو یہ کہ نبی الا اسکا عزیز کیون نہی

باپان لگے بالوں ادبلی کے ف نفقہ کے معنی خراج نہ لکھانے پنے پڑے کا خراج نہ کا مکان فقہین داخل ہے ۱۲

۷ سوار کی بیان میں فقہانہ بہت تفصیل کی ہے کہ کس قسم کی ہونی چاہیے مگر اصل اسکا یہ ہے کہ ایسی سوار ہو جس پر سوار ہونکی سے عادت ہو یا اس پر سوار ہویشے اسکو تکلیف نہ ہو پس جو شخص گھوڑکی سوار کی عادی نہ ہو یا اس پر سوار ہویشے اسکو تکلیف ہوتی ہو اُسکے لئے گھوڑکی سوار کی کام چرنا کافی نہیں ہے۔

جو شرائط بیان کئے جاتے ہیں وہ ایسے ہیں کہ ان کے نہ پائے جانے سے فرضیت حج کی ثابت نہ ہوگی ان بذات خود اس وقت حج کرنا ضروری نہ ہوگا بلکہ دوسرے حج کر لینا یا وصیت کرنا کافی ہوگا اور جب شرائط پائے جائیں گے پھر بذات خود حج کرنا پڑیگا اور یا وجود نہ پائے جانے ان شرائط کے اگر حج کر لیا تو دوبارہ نہ کرنا پڑے گا۔  
(رد المحتار)

(۸) بدن کا ایسے عوارض سے محفوظ ہونا جنکے سبب سفر نہ کر سکے پس اندھے اور لنگڑے اپاہج اور ایسے بوڑھے پر جو سواری پر بیٹھنے کی قدرت نہ رکھتا ہو بذات خود حج کرنا فرض نہیں۔ اسے طرح تمام ان اراض کو قیاس کر لو جو سفر سے باز رکھیں  
(۹) کسی بادشاہ ظالم کا خوف یا کسی کی قید میں نہ ہونا۔

(۱۰) راستہ میں امن نہ ہونا۔ اگر راستہ میں ڈاکہ زنی ہوتی ہو یا کوئی دریا ایسا حائل ہو کہ آسمان بکثرت جہاز ڈوب جاتے ہوں یا اور کسی قسم کا خوف ہو تو ایسی حالت میں بذات خود حج کرنا فرض نہیں بلکہ اس امر کی وصیت کر جانا کہ بعد امن کے میری طرف سے حج کر لیا جائے کافی ہے۔

(۱۱) عورت کے لئے ہر ایسی چیز یا کسی اور محرم کا موجود نہ ہونا۔ اور محرم کا عاقل

عہ پر صاحبین کا نہ ہونا اور اس پر فتویٰ ہے امام ابوحنیفہ کے نزدیک ایسے عوارض کے حالات میں دوسرے

سے بھی حج کرنا ایک ضرورت نہیں ۱۲ عہ ہمارے زمانہ میں حجاج کے لئے قرطیہ مقرر ہو پس اگر

اس میں حج کرنا والوں کے ساتھ زیادہ سختی کی جائے تو اسکا شمار بھی بد امنی میں ہوگا ۱۲

۱۳ محرم منکوتہ میں جسکے ساتھ کبھی نکاح درست نہ ہو خواہ نسب سے پیچھے باپ چاچا یا بیٹا

وغیرہ یا دودھ کے باعث جیسے دودھ شریک بھائی وغیرہ یا سرالی قربات کی وجہ سے ضرور غیر لیکن ۱۴

بالغ مسلمان ہونا بھی شرط ہے اور فاسق نہ ہونا تو شوہر اور محرم دونوں میں شرط ہے  
 (۱۲) عورت کے لئے عدت کا ہونا جو عورت عدت میں ہو خواہ عدت وفات کی  
 ہو یا طلاق کی خواہ طلاق جمعی کی یا یائین کی بہر حال اسپر اس وقت حج فرض نہ ہوگا اگر  
 سفر کر چکے کے بعد عدت لاحق ہو جائے مثلاً اسکا شوہر مر جائے یا طلاق یائین  
 ہو جائے تو اسکو دیکھنا چاہیے کہ جس مقام میں وہ ہو وہاں سے مکہ مکرمہ کی دوری  
 بقدر مسافت سفر کے ہے یا اس کے وطن کی اگر دونوں اس مقدار سے کم ہیں تو اسکو  
 اختیار ہے چاہے مکہ مکرمہ جائے چاہے وطن واپس آئے اگر ایک کم ہے اور دوسری  
 زیادہ تو جو کم ہے اسکو اختیار کرے یعنی اگر مکہ مکرمہ مسافت سے کم ہو تو وہاں  
 چلی جائے اور اگر وطن کم ہو تو وطن واپس آجائے اور اگر دونوں کی دوری مسافت  
 سفر کی برابر ہو تو اگر وہ مقام جہاں وہ ہو کوئی شہر یا امن کی جگہ ہو تو وہیں ٹھہر جائے  
 اور عدت پوری کرے اور اگر امن کی جگہ نہ ہو تو امن کے مقام میں جو وہاں سے  
 قریب تر ہو جا کر عدت پوری کرے عدت کے پورا کرنے کے بعد اگر حج کا زمانہ باقی ہو  
 تو وہ حج کے لئے جاسکتی ہے اور اگر اسکے شوہر نے اسکو طلاق جمعی دی ہو تو اسکے  
 شوہر کو چاہیے کہ اسکو اپنے ہمراہ رکھے۔

۴۔ پھر بھی احتیاط اسکو چاہیے کہ جو امن عورت اپنے سسرالی یا دودھ کے رشتہ داروں کے ہمراہ

سفر نہ کرے ۱۳

۵۔ عدت اس زمانہ کو کہتے ہیں جو عورت کے لئے بعد طلاق کے یا بعد شوہر کی وفات کے  
 شریعت کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے کہ اس مدت کے اندر دوسرا نکاح نہیں کر سکتی ۱۴

## حج کے صحیح ہونے کی شرطیں

- (۱) مسلمان ہونا۔ کافر کا حج صحیح نہیں۔ بعد اسلام کے اسکا پہلا حج کافی نہ ہوگا۔
- (۲) حج کے تمام فرائض کا ایجا لانا اور مفسدات سے بچنا۔
- (۳) زمانہ حج میں حج کرنا اور اس کے ہر رکن کا اپنے اپنے وقت میں ادا کرنا مثلاً وقوف اپنے وقت میں طواف اپنے وقت میں۔ حج کرنے کے مہینہ یہ ہیں شوال۔ ذیقعدہ اور ذیحجہ کا پہلا عشرہ۔
- (۴) مکان یعنی حج کے ہر رکن کا اسی مقام میں ادا کرنا جو اسکے لئے معین ہے مثلاً طواف کا مسجد حرام کے گرد ہونا وقوف عرفات کا عرفات میں ہونا وغیرہ
- (۵) سمجھدار اور عاقل ہونا۔
- (۶) جس سال احرام باندھا ہے اسی سال حج کرنا۔

## حج کی فرضیت یا قضا ہونے کی شرطیں

- حج کے فرضیت کی پہلی سات شرطیں اور حج کے صحیح ہونے کی کل شرطیں جو مذکور ہوئیں اُنکا پایا جانا بھی ضروری ہے اور اُن کے علاوہ چار شرطیں اور ہیں۔
- (۱) اسلام کا آخر عمر تک باقی رہنا اگر خدا نخواستہ درمیان میں مرتد ہو جائے (سعادۃ اللہ منہ) تو وہ پہلا حج کافی نہ ہوگا اور در صورت پائے جانے شرائط فرضیت کے دوبارہ حج کرنا پڑے گا۔
  - (۲) بشرط قدرت بذات خود حج کرنا اگر باوجود قدرت کے دوسرے سے حج کرائے

تو فرض ادا نہ ہوگا گو ثواب مل جائے گا۔

(۳) حج کا احرام باندھتے وقت نفل کی نیت نہ کرنا۔

(۴) حج کا احرام باندھتے وقت کسی دوسرے کی طرف سے نیت نہ کرنا۔

## حج کا مسنون و مستحب طریقہ

اے زکات نازدہ مرحب دل	باندھ نہ رب و طنت پاہ گل
خیز کہ شد پردہ کش و پردہ ساز	مطرب عشاق براہ حجاز
رو بہ حرم کن کہ دران خوش حرم	ہست سپہ پوش نگارے مقیم
صحن حرم روضہ خلد برین	او بچیان صحن مربع نشین
قبلہ خوابان عرب روئے او	سجدہ شوخان عجم سوئے او

جب کسی خوش نصیب صاحب اقبال پر رب العرش کی رحمت خاصہ کا نزول ہو اور حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اسکو اس سعادت عظمیٰ کی توفیق دے اور حج بیت اللہ کا مبارک زادہ اُسکے قابل قدر دل میں پیدا ہو تو اُسکو چاہیے کہ استخارہ کر کے کوئی میلخ اس سفر مقدس کی معین کرے اور جہان تک ممکن ہو ابراہیم و اخیار کے ہر ایام کی کوشش کرے اور اس لڑکے لئے بھی استخارہ کرے اور اپنے مان یا پ سے اجازت حاصل کرے اور تمام اپنے احباب و اعزہ سے رخصت ہو اور اپنے معافی طلب کرے اور جن بن لوگوں کے حقوق مانند قرض وغیرہ کے اُسکے ذمہ ہوں انکو اکر دے یا اسے اجازت دے

۱۱۲ احزابہ کا مسنون طریقہ اور اُسکی تعداد دوسری جلد میں دیکھو ۱۱۳ بعض فقہانے لکھا ہے کہ پختہ بہرہ کے دن روانہ ہو کہ نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الودع کیلئے پختہ بہرہ کی درجہ طیبہ سے روانہ ہوئے ۱۲

جب چلتے لگے تو مسجد میں دو رکعت نماز سفر پڑھے اور کچھ صدقہ دے اور خدا کا  
شکر کرتا ہوا منزل مقصود کی طرف روانہ ہو جائے  
زہد سعادۃ ان بندہ کہ کردنزل گئے پر بیت خدا و گئے پر بیت رسول  
کم از کم اپنے وطن سے ایسے وقت چلے کہ مکہ مکرمہ میں ذی الحجہ کی ساتویں تاریخ سے  
پہلے پہنچ جائے تاکہ ساتویں تاریخ کا خطبہ سن سکے۔

جب میقات پر پہنچے تو احرام باندھ لے اگر مفرد ہو تو صرف حج کا اور قارن ہو تو حج و  
عمرہ دونوں کا متبع ہو تو صرف عمرہ کا۔

احرام کے بعد حمام گنا ہوں سے اور تمام آن باتون سے جو حالت احرام میں ممنوع  
ہیں پر ہیز کرے اور احرام کے بعد فوراً اور نیز ہر صبح کو اور جب بلند ہی پر چڑھے یا شیب  
میں اترے یا کسی کو سوار اتار دیا کیے اور جب باہم ایک دوسرے سے ملاقات  
کرے اور ہر نماز کے بعد غرض ہر حال میں ٹکڑے بیٹھے سوا حالت طواف کے بلند آواز سے  
تلبیہ کی کثرت کرے مگر اتنا نہ چلائے کہ تکلیف ہو اور جب مکہ مکرمہ قریب  
آجائے تو غسل کرے اور وہاں دن میں کسی وقت باب الملعلیٰ سے داخل ہو  
اور سب سے پہلے مسجد حرام کی زیارت کیے اور مسجد حرام میں باب السلام کی  
طرف سے شرف و وصول حاصل کرے اور اسوقت اگر بقیہ سعی سے خدا نخواستہ  
حالت ذوق و شوق میں کچھ کمی ہو تو بہ تکلیف آثار شوق پیدا کرے اور نہایت

سے گناہ کا ارتکاب نہ ہر حالت میں ممنوع ہے لیکن احرام کی حالت میں اسکا ارتکاب بھی زیادہ فضیلت ہے ۱۳

عدہ حالت احرام میں جو چیزیں ممنوع ہیں اُنکا ذکر انشاء اللہ آگے ہو گا ۱۴

سے زیادہ تکلیف کی بھی ضرورت نہیں صرف یہ خیال کر لینا کافی ہے کہ یہ کون کون مقام مقدس ہیں اگر ذوق

خشوع و خضوع کی حالت اپنے اوپر طاری کرے اور اس مقام مقدس کی جلالت و عظمت کا تصور ہر وقت دل میں رکھے اور تلبیہ کے ساتھ تہلیل بھی کرتا رہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا رہے اور اس وقت جو شخص اس سے مزاحمت کرے اسکے ساتھ نہایت نرمی سے پیش آئے اور کعبہ کے جلال و دریا پر نظر پڑتے ہی جو کچھ دل چاہے اپنے پروردگار سے طلب کرے پھر تکبیر و تہلیل کرتا ہوا حمد و صلوات پڑھتا ہوا حجر اسود کے مقابلہ میں آئے اور اسکا استلام کرے۔

آفاقی ہو تو طواف قدوم کرے طواف کرتے وقت اپنی چادر بصورت اضطباع اوڑھ لے۔ طواف اپنی داہنی طرف سے جو کعبہ مکرمہ کے دروازہ سے قریب ہی شروع کرے طواف میں حطیم کو بھی شامل کرے اور سات مشوط کرے ہر مشوط کا ختم حجر اسود کے مقابلہ میں اور ہر مرتبہ جب حجر اسود کے مقابلہ میں آئے تو اسکا استلام کرے اور پہلے تین مشوطوں میں رمل کرے۔ اور نیز ہر مشوط میں رکن یمانی کا بھی استلام کرے۔ بعد اسکے دو رکعت نماز طواف بہ نیت واجب مقام ابراہیم علیہ السلام میں پڑھے وہاں نہ میسر ہو تو کعبہ شریفہ کے اندر جس جگہ چاہے نماز پڑھے اسکے بعد ملزم میں آئے اور ملزم کا پانی پیے اور پھر حجر اسود کا

ص ہر سون لوگوں کے دل میں رہتی ہے اور بڑی خوش قسمتی سے یہ دن نصیب تاجر علاء دین اس عظیم الشان مجمع میں اکثر لوگ صاحب درود و ذوق ہونگے انکی حالت پر نظر کرنا بھی بہت مفید ہوگا ۱۲ عہ تلبیہ کے ساتھ تہلیل کرنے میں علما و نے یہ حکمت لکھی ہے کہ اس سے توہم نہ لگے نہ ہو جائے نہ کوئی بے نیچھے کہ اس مکان کی پرستش منظور ہے ۱۲ عہ علما و نے لکھا ہے کہ چند مقامات ایسے ہیں جہاں عاقل ہوتی ہوئی نہ جملہ انکے کعبہ مکرمہ کے دیکھنے کی وقت اور ملزم کا پانی پیتے وقت اور ملزم میں وغیرہ لکھا اسے ملزم کا پانی پڑھ کر



استلام کر کے سعی کرے اور جب صف پر چڑھے تو بیت اللہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور تکبیر و تیلیل کرے درود پڑھے اور ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگے پھر جب مردہ پر چڑھے تو اسی طرح کرے یہاں بھی سات غوطہ پورے کرے ہر غوطہ کی ابتدا صفا سے ہو اور انتہا مردہ پر اور ہر غوطہ میں یلین اخضرین کے درمیان میں سعی کرے اور بہرے کہ طوان قدوم کے بعد بحالت احرام مکہ مکرمہ میں ٹھہرا رہے اور جتنے دن وہاں رہے روزانہ حسب قدر چاہے طواف کرے طواف کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں جس وقت چاہے کرے مگر ان طوافوں میں رمل اور انکے بعد سعی کرے۔

پھر ذیچہ کی ساتویں تاریخ کو کعبہ مکہ کے اندر امام خطبہ پڑھے اور اسمین حج کے مسائل بیان کرے یہ خطبہ ظہر کی نماز کے بعد پڑھا جائے اور ایک خطبہ ہو۔ پھر ذیچہ کی آٹھویں تاریخ کو فجر کی نماز مکہ معظمہ میں پڑھ کر منیٰ جانے کی تیاری کرے اور ایسے وقت جائے کہ ظہر کی نماز منیٰ میں جا کر پڑھے اور منیٰ میں قیام کرے اور حتیٰ الوسع مسجد حنیف کے قریب ٹھہرے۔

منیٰ میں تین تاریخ کو فجر کی نماز اول وقت اندھیرے میں پڑھے پھر جب آفتاب نکل آئے تو عرفات جائے اور وہاں وقوف کرے جب ظہر کا وقت آجائے تو فوراً مسجد نمروہ میں جائے اور امام اس وقت مثل جمعہ کے دو خطبے پڑھے اور ان کے دہان میں خفیفت حلبہ بھی کرے اور جس وقت امام منبر پر بیٹھے اس کے سامنے اذان بھی دی جائے ان خطبوں میں حج کے مسائل بیان کئے جائیں خطبوں سے

حدیثنا صحیح علماء نے لکھا کہ تین قسم کے پانیوں کا بغرض تعظیم کھڑے ہو کر پینا دارو ہوا جو زہر م کا پانی و نہر کا پانی پانی۔ سوئیں کا جھوٹا پانی۔ ان کے علاوہ اور کسی پانی کا کھڑے ہو کر پینا مکروہ ہے

فراغت کر کے ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ پڑھ لی جائے اذان صرف ایک مرتبہ  
 دی جائے ہاتھ اقامت دونوں فرضوں کے لیے علیحدہ علیحدہ پڑھی جائے اور  
 دونوں فرضوں کے درمیان میں کوئی نفل نہ پڑھی جائے ان دونوں نمازوں کے  
 ایک وقت میں پڑھنے کی اُسی شخص کو اجازت ہے جو محرم ہو اور امام کے ساتھ نماز  
 پڑھے نماز سے فارغ ہو کر پھر موقف چلا جائے عرفات میں سو ابطنِ عنہ کے جہان  
 چاہے وقوف کرے اور وقوف کے لیے زوال کے بعد غسل بھی کر لے اور جہلِ ہمت  
 کے پاس قبلہ رو کھڑے ہو کر تکبیر تہلیل تلبیہ کرتا ہوا ہاتھ پھیلا کر خوب دل سے دعا  
 مانگے اور ہمت گرا کر گرائے اور اپنے اور اپنے والدین اور تمام اعزہ کے لیے استغفار  
 کرے اور اس وقت کو غنیمت سمجھے خصوصاً اگر آفاقی ہو کیونکہ اُس کو یہ دن کہاں  
 نصیب ہوتا ہے اور وقوفِ سماری پر افضل ہے ورنہ کھڑا رہنا بہ نسبت بیٹھے رہنے  
 کے بہتر ہے اور امام اسکے بعد ایک خطبہ پڑھے اُس میں حج کے مسائل بیان کرے  
 یہ خطبہ نماز ظہر کے بعد پڑھا جائے۔ پھر جب آفتاب غروب ہو جائے تو امام مع  
 تمام لوگوں کے بہتگی کے ساتھ عرفات سے مزدلفہ کی طرف روانہ ہو جائے اور جب  
 وسیع میدان پہنچے تو تیز روی بھی کر سکتے ہیں بشرطیکہ کسی کو تکلیف نہ ہو جب  
 مزدلفہ پہنچ جائیں تو جبلِ قزح کے قریب اُتریں اور آنے جانے والوں کے  
 لیے راہ چھوڑ دیں اور زمینِ مغرب و عشا کی نماز ایک ساتھ پڑھیں اذان بھی ایک ہی  
 مرتبہ پڑھی جائے اور اقامت بھی ایک ہی مرتبہ اور دونوں فرضوں کے درمیان میں  
 کوئی نفل نہ پڑھیں اور اگر کوئی شخص مزدلفہ کے راستہ میں مغرب کی نماز پڑھ لے  
 تو وہ درست نہ ہوگی بلکہ اُس کو چاہیے کہ طلوعِ آفتاب سے پہلے پہلے اُسکا اعادہ کر لے

دسویں تاریخ کی رات بھر مزدلفہ میں ٹھہرے صبح ہو جائے تو فجر کی نماز سب لوگ  
 اول وقت اندھیرے میں پڑھ لیں پھر سب لوگ وہاں وقوف کریں مزدلفہ  
 میں سواطین مکر کے جہان چاہیں وقوف کر سکتے ہیں اس وقوف کی حالت میں  
 سب لوگ نہایت الحاح و زاری کے ساتھ اپنے ذی و ذیوی مقاصد کے لیے خداوند  
 عالم سے دعا کریں اور بہت الحاح و زاری کے ساتھ یہ التجا کریں کہ اے پروردگار  
 جس طرح تو نے ہمارے سردار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں قبول  
 فرمائیں اُسی طرح اپنے فضل سے ہماری دعائیں بھی قبول فرما۔ آفتاب نکلنے سے  
 کچھ پہلے وقوف ختم کر دیں پھر جب روشنی خوب پھیل جائے تو آفتاب نکلنے سے پہلے  
 سب لوگ امام کے ہمراہ منیٰ واپس جائیں اور وہاں اُتریں پھر حجرۃ العقبہ کے  
 پاس آکر نشیب سے اُس گوری کریں سات کنکریاں ماری جائیں اور یہ کنکریاں  
 یا تو مزدلفہ سے ہمراہ لیتے آئیں یا راستہ سے اُٹھالیں حجرۃ العقبہ کے پاس سے نہ  
 لیں مئی کے ابتدائی سے تلبیہ سو قوف کر دیں بعد اسکے قربانی کریں پھر اپنے  
 سر کو منڈوا دیا لیں یا ایک انگلی کتر وادین مرد کے لیے منڈوانا بہتر ہے اور  
 عورت کو منڈوانا منع ہے اُس کو کتر وادینا چاہیے۔ اسکے بعد وہ تمام باتیں جو  
 حالت احرام میں منع تھیں سوارفت کے جائز ہو جائیں گی پھر منیٰ میں نماز عید پڑھ کر اُسی  
 دن مکہ معظمہ جائے اور طواف زیارت کرے اس طواف میں رمل اور سعی  
 دونوں نہ کرے اور اگر اس سے پہلے طواف میں سعی نہ کی ہو تو اس طواف میں رمل  
 اور سعی دونوں کرے طواف زیارت کر کے پھر منیٰ میں واپس آئے وہاں  
 ٹھہرے طواف زیارت کے بعد رفت بھی جائز ہو جاتا ہے۔

گیا رھوین تاریخ کو زوال کے بعد پیادہ پاتینوں جبرون کی رمی کرے جو سجد خیف کے پاس ہے اُس کو سات کنکریاں ماٹے ہر مرتبہ تکبیر کہتا جائے بعد اسکے وہیں ٹھہر کر حمد و صلوٰۃ پڑھ کر جو کچھ چاہے دعا کرے اپنے اور اپنے والدین اور تمام مسلمانوں کے لیے استغفار کرے پھر اسی طرح اُس جبرہ کی رمی کرے جو پہلے جبرہ کے قریب ہے اور اسکے پاس بھی ٹھہر کر دعا کرے پھر سو اور ہو کر حمرۃ العقبہ کی رمی کرے اور وہاں نہ ٹھہرے پھر رات بھر نہی میں رہے۔

بارھویں تاریخ کو تینوں جبرون کی بدستور سابق پھر رمی کرے اور اُسی دن غروب آفتاب سے پہلے مکہ مکرمہ واپس چلا آئے اور راستہ میں تھوڑی دیر کے لیے محصب میں اترے پھر جب مکہ مکرمہ سے سفر کرنے لگے تو طواف و دایع کرے اس طواف میں بھی رمل و سعی نہیں ہے پھر طواف کی دو رکعتیں پڑھ کر نرم کا مبارک پانی پیئے اور گھونٹ گھونٹ کر کے پیے اور ہر مرتبہ کعبہ مکرمہ کی طرف دیکھ کر حسرت سے آہ سرد بھرے پھر اُس مقدس چوٹھٹ کو بوسہ دے جو بیت اللہ میں ہے اور اپنا منہ اور سینہ منہ پر رکھ دے اور کعبہ مکرمہ کے پردوں کو پکڑ کر دعا کرے اور روئے اگر خود بخود حالت طاری نہ ہو تو اُس مقدس سرزمین کے فراق کا تصور کر کے بہ تکلف اپنے اوپر حالت پیدا کرے پھر پچھلے پیرون واپس آئے یعنی کعبہ شریفہ کی طرف پشت نہ کرے حج کے تمام افعال ختم ہو گئے۔

عورت بھی اسی طرح حج کرے مگر بلند آواز سے نلیہ نہ کرے اور میلیں اخضرین کے درمیان میں سعی نہ کرے اور ازود حام کے وقت بھر اسود کا اعتلام نہ کرے۔ اور رمی کے بعد اپنے بالوں کو نہ منڈوائے بلکہ ایک ایک انگلی کتر ڈوٹالے۔ یہ

طریقہ مفرد کے حج کا ہے قارن بھی اسی طرح تمام افعال ادا کرے صرف فرق یہ ہے کہ وہ جب مکہ مکرمہ میں پہنچے تو سب سے پہلے عمرہ کا طواف کرے اُسکے بعد طواف قدوم کرے عمرہ کا طواف اور طواف قدوم دونوں کا طریقہ ایک ہی ہر سعی بھی ہر طواف کے بعد کرے پھر دسویں تاریخ کو جمرۃ العقبہ کی رمی کر کے قربانی ضرور کرے اگر نہ استطاعت ہو تو تین روزے دسویں تاریخ سے پہلے اور سات روزے بعد ایام تشریق کے رکھ لے۔ متمتع کو چاہیے کہ وہ میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ معظمہ آئے اور عمرہ کا طواف کرے اور اُسی وقت تلبیہ سو قوت کرے۔ طواف کے بعد نماز طواف پڑھ کر سعی کرے اس طواف کے پہلے تین شو طون میں مل بھی کرے بعد اسکے اپنے سر کو منڈوا ڈالے یا بال کتر والے پھر چاہے تو احرام سے باہر ہو جائے چاہے نہ باہر ہو باہر جائے گا تو حج کے احرام کے لیے میقات جانا پڑیگا نہ باہر ہوگا اور مکہ میں رہیگا تو اُسکی میقات حرم ہے۔ الغرض اس طواف کے بعد از سر نو حج کا احرام باندھے اور بہتر ہے کہ آٹھویں تاریخ کوچ کا احرام باندھے پھر مفرد کی طرح حج کے تمام ارکان بجالائے اور قارن کی طرح قربانی اس پر بھی ضروری ہے نہ کر سکے تو اُس کے مانند دس روزے۔

اور اگر متمتع اپنے ہمراہ ہی لایا ہو تو وہ عمرے کے طواف کے بعد قربانی کرے اسکے بعد حج کا احرام کرے اور پھر بدستور سابق حج کرے بعد اسکے دسویں تاریخ کو تخلیق یا تقصیر کرے تب وہ عمرہ اور حج دونوں کے احرام سے باہر ہو جائیگا اس سے پہلے عمرہ کے احرام سے بھی باہر نہیں ہو سکتا۔

## حج کے فرائض

حج میں پانچ فرض ہیں۔

(۱) احرام۔ یہ حج کے لیے شرط بھی ہے اور رکن بھی ہے اگر شرط نہ ہوتا تو زمانہ حج سے پیشتر احرام صحیح نہ ہوتا اور اگر رکن نہ ہوتا تو جس شخص کو حج نہ ملے اُس کو احرام پر قائم رہنا درست نہ ہوتا۔

(۲) وقوف عرفات۔ گوا یک منٹ ہی کے بقدر رہنا اور خواہ دن میں ہو یا رات میں۔  
(۳) طواف زیارت کا اکثر حصہ یعنی چار شوط۔

(۴) ان فرائض میں ترتیب کا لحاظ یعنی احرام کو وقوف پر مقدم کرنا اور وقوف کو طواف زیارت پر مقدم کرنا۔

(۵) ہر فرض کو اُسی کے مکان مخصوص ہیں اور اگر نا یعنی وقوف کا خاص عرفات میں اور طواف کا خاص مسجد حرام یعنی کعبہ مکرمہ کے گرد ہونا۔

(۶) ہر فرض کا اُسی خاص وقت میں ادا کرنا جو شریعت سے اُس کے لیے مقرر ہے یعنی وقوف کا نوین ذی الحجہ کی نظر کے وقت سے دسویں تاریخ کی فجر سے پہلے ادا کرنا اور طواف کا اسکے بعد ادا کرنا۔

## حج کے واجبات

حج میں چھ واجب ہیں (۱) وقوف مزدلفہ (۲) سعی (۳) رمی (۴) آفاقی کے لیے طواف قدوم (۵) طلق یا تقصیر (۶) تارن اور تمتع کو قربانی کرنا حج کے واجبات

لوگوں نے بیستیس تک کھمبے بن گئے تھے وہ بلا واسطہ کے واجبات نہیں ہیں بلکہ اُسکے افعال کے ہیں کوئی احرام کا ہر اور کوئی طواف کا اور کوئی وقوف کا لہذا پہننے صرف انھیں چھ واجبات پر اکتفا کی اور باقی واجبات کو ہم اُسی فعل کے ضمن میں بیان کرینگے جس کا وہ واجب ہے۔

## حج کے مسائل

حج میں بہت سے ارکان ہیں ہر رکن کے مسائل علیحدہ بیان کیے جاتے ہیں تاکہ اُنکے معلوم کرنے میں آسانی رہے۔

احرام (۱) بیقات سے بغیر احرام کے آگے نکل جانا مکروہ تحریمی ہے گو کہ مخطئہ بغرض تجارت یا سیر ہی کیوں نہ جاتا ہو۔ (۲) بیقات پر پہنچ کر احرام باندھنا واجب ہے اور بیقات سے پہلے باندھنے بشرطیکہ اُسکے آداب کی رعایت کر سکے تو افضل ہے۔

ج۔ (۳) احرام جس چیز کا باندھا جائے خواہ حج کا یا عمرہ کا اُس احرام سے بغیر اُس چیز کے پورا کیے ہوئے باہر ہو جانا جائز نہیں اگرچہ وہ فاسد بھی ہو جائے بخلاف نماز کے کہ اگر وہ فاسد ہو جائے تو اُس کا پورا کرنا جائز نہیں ہاں اگر حج کا

احرام کیا ہو اور حج کا زمانہ فوت ہو جائے تو عمرہ کر کے احرام سے باہر ہو جائے اسی طرح سے روک دیا جائے تو بھی بدی فسخ کر کے احرام سے باہر ہو جائے (۴) احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنا سنت ہو کہ یہ ہے نہ جسکے تو صرف وضو پر

اکتفا کرے حیض و نفاس الی عورت اور بالغ بچوں کے لیے بھی غسل مستحب ہے۔ اس غسل کے عوض میں تیمم مشروع نہیں کیونکہ یہ غسل صحتائی

کے لئے ہے نہ طہارت کی غرض سے (ہ) غسل سے پہلے ناخون کا کروانا اور  
 حجامت کا بنوانا اور بعد غسل کے پسید چادر اور تہ بند کا پہننا اور خوشبو لگانا مستحب  
 ہے (۲۶) احرام کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نماز یہ نیت واجب پڑھے بشرطیکہ کوئی وقت  
 مکروہ نہ ہو بعد اسکے مفروض اپنے دل میں صرف حج کا ارادہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے  
 اس ارادہ میں کامیابی کی دعا مانگے کہ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ  
 اے اللہ میں حج کا ارادہ رکھتا ہوں پس تو اسکو میرے لیے آسان کرے اور اسکو  
 مجھے قبول فرما اور تمہارے دل میں صرف عمرہ کی نیت کرے اور یوں دعا مانگے اَللّٰهُمَّ  
 اِنِّیْ اُرِیدُ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ اے اللہ میں عمرہ کا ارادہ رکھتا ہوں پس تو  
 اسکو میرے لیے آسان کرے اور اسکو مجھے قبول فرما اور تین حج و عمرہ دونوں کی  
 نیت ایک ساتھ کرے اور یوں دعا مانگے کہ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْهُمَا  
 عَنِّیْ اے اللہ میں حج اور عمرہ کا ارادہ رکھتا ہوں پس تو ان دونوں کو میرے لیے آسان  
 کرے اور انکو مجھے قبول فرما اور متمتع پہلے عمرہ کی نیت بطریق مذکور کے بعد اسکے  
 جب عمرہ کے افعال سے فراغت پائے تو حج کی نیت کرے۔ بعد ان تینوں کے تلبیہ کرے  
 اور تین نیت حج یا عمرہ وغیرہ کی مضبوطی کے لیے نیت کر کے تلبیہ کہتے ہی احرام بندہ جاتا ہے  
 جس طرح نماز میں نیت کر کے تکبیر کہتے ہی تحریمہ بندہ جاتی ہے۔ اور اگر کوئی شخص  
 بعزیت کے تلبیہ کرے بلکہ مکہ مکرمہ کی طرف اونٹ قربانی کے لیے لیکر روانہ ہو جائے  
 یا کسی اونٹ کی تقلید کرے (خواہ وہ اونٹ کسی نفل قربانی کا ہو یا حرم میں کوئی شکار  
 اُسے کیا ہو سکے بدلے کا ہو) اور اس کے ہمراہ حج کے ارادہ سے خود بھی روانہ ہو جائے  
 یا اسکو پہلے رفقاء کرے اور بعد اسکے خود بھی چلے کہ یہاں تک سے پہلے اُس سے



جا کر مل جائے یا عمرہ یا قرآن کے لیے ہی روانہ کرے اور پھر خود بہ نیت احرام روانہ ہو جائے تو یہ افعال قائم مقام تلبیہ کے ہو جائیں گے اور ان افعال کے کرتے ہی احرام بند ہو جائیگا بشرطیکہ یہ سب افعال حج کے زمانہ میں ہوں۔ بخلاف اسکے اشعار اور تجلیل اور اونٹ کے سوا اور کسی جانور کی تقلید یا قربانی کا نہ بغرض عمرہ و قرآن کے روانہ کرنا اور پھر اُس سے میقات کے پہلے نہ بلانا قائم مقام تلبیہ کے نہیں اور ان افعال سے احرام نہ ہوگا (۱۷) احرام کے صحیح ہونے کیلئے کسی رکن خاص کا نیت میں معین کرنا ضروری نہیں بلکہ اگر کسی رکن کی تلبیہ کرے یعنی نیت میں حج کی تخصیص کرے نہ عمرہ کی تب بھی احرام صحیح ہو جائیگا ہاں قبل شروع کرنے افعال کے اُسکو معین کرنا ضروری ہے اور نکیچکا اور افعال شروع کر دیا تو وہ احرام عمرہ کے لیے معین ہو جائیگا۔ اور اگر کوئی شخص حج کی نیت کرے مگر اُس میں فرض یا نفل کی تخصیص کرے تو وہ احرام حج فرض کا ہو جائیگا بشرطیکہ اُسکے ذمہ حج فرض ہو اور اگر باوجود حج کے فرض ہو سکے نفل کی نیت کر لیا تو وہ احرام نفل ہی کا ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی کے ذمہ حج فرض ہو اور وہ اپنے حج میں کسی دوسرے کی طرف سے حج کرنے کی نیت کر لے یا نہ کرے حج کی نیت کر لے تو جیسی نیت اُس نے کی ہوگی ویسا ہی ہوگا۔

۱۸ جس صورت میں کہ عمرہ یا قرآن کی قربانی روانہ کرے تو اس صورت میں خود لیکر جانا اُس سے میقات کے پہلے جا کر مل جانا ضروری نہیں ۱۹ عمرہ یعنی ہر گاہ کہ وہ لیکر جانا اور یہ افعال قائم مقام تلبیہ کے اس سبب ہیں کہ جسطرح تلبیہ لیکر بھی حج یا عمرہ کی کوئی ہتھکڑی یا سبب جو یہ افعال ہی اسکے ساتھ خاص ہیں بخلاف اشعار وغیرہ کہ وہ باوقات اور فرائض کیلئے بھی کیے جاتے ہیں مثلاً اشعار بغرض علاج اور تجلیل مرضی غرض کہنے کیلئے ہی ہوتے ہیں ۲۰ چنانچہ علی رضی اللہ عنہ جہنم واپس آنے میں تو انھوں نے یہی کہہ کر احرام باندھا کہ جس نیک کیلئے رسول خدا صلعم نے احرام باندھا ہے اُس کیلئے میں بھی احرام باندھتا ہوں (بخاری و ابن ماجہ)

(۸) احرام کی حالت میں ان افعال کا ارتکاب ممنوع ہے۔ رفت کرنا۔ گناہ کا ارتکاب کسی سے جھگڑنا اگر ناجائز جلی جانور کا خود شکار کرنا یا اس کی طرف اشارہ کرنا تاکہ کوئی دوسرا شخص شکار کر لے یا کسی قسم کے شکار میں اعانت کرنا۔ سٹے ہوئے کپڑے کا پہننا مثل کرتہ پاجامہ۔ پونی۔ عجا۔ جبا۔ سوزون وغیرہ کے۔ ڈشس یا زعفران یا کسٹم یا کسی اور خوشبودار چیز سے رنگے ہوئے کپڑے کا استعمال کرنا۔ منہ اور سر کا کسی چیز سے چھپانا۔ ڈاڑھی اور سر کے بالوں کا جلّی سے دھونا خوشبو کا استعمال کرنا تیل کا استعمال کرنا۔ اپنے جسم کے بالوں کا خواہ وہ سر کے ہوں یا ڈاڑھی کے یا اور کسی مقام کے) منڈوانا یا کسی دوا کے ذریعہ سے اُن کا اڑا دینا یا کتر وانا یا اکھاڑا دینا یا جلا دینا۔ ناخون کا کتر وانا یا آن باتون کے علاوہ اور کسی بات کی مانعت نہیں نہانا۔ سایہ میں آرام لینا بشرطیکہ وہ چیز جس سے سایہ لے اُس کے سر اور چہرہ میں نہ لگنے پائے۔ ہمیاتی کا کمزین پاندھنا۔ ہتیاروں کا کمزین لگانا اپنے پاس رکھنا۔ انگوٹھی وغیرہ پہننا۔ بے خوشبو سرمہ کا استعمال کرنا۔ خستہ کرنا۔ نصہ لینا۔ پچھنے لگانا بشرطیکہ بال نہ ٹوٹنے پائے۔ دانت کا اکھڑانا۔ اپنے بدن کا یا سر کا نرمی کے ساتھ کھلانا کہ بال نہ ٹوٹنے پائیں نہ کوئی جوئیں وغیرہ کرنے پائے۔ نکاح کرنا غرض یہ تمام باتیں جائز ہیں۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲۔ امام ابو یوسف اور قاضی ابو یوسف کا مذہب ہے اور امام شافعی کے نزدیک جس شخص کے اوپر حج فرض ہے وہ اگر حج نفل کی نیت کرے یا کسی دوسرے کی طرف سے تو وہ احرام حج فرض ہی کیلئے ہوگا اور اُس کا فرض ادا ہو جائیگا امام شافعی حج کو روزے پر قیاس کرتے ہیں کہ جس طرح رمضان کے مہینہ میں اگر نفل روزہ کی نیت کی جائے تب بھی فرض ہی ادا ہوتا ہے اسی طرح حج کے زمانہ میں چاہے نفل کی نیت کرے تب بھی فرض ادا ہوگا مگر یہ قیاس صحیح نہیں حج کا وقت روزے کے وقت کے مثل نہیں ہے بلکہ نماز کی وقت کے مثل جو جیسا کہ اصول فقہ میں ثابت ہو چکا ہے

**حاشیہ صفحہ ۳۳** گناہ کا ارتکاب اگرچہ ہر حالت میں ممنوع ہے مگر حالت احرام میں اس کا قصد اور بھی زیادہ قبیح ہے جس طرح ریشمی لباس کا استعمال ہر حالت میں منع ہے مگر حالت نماز میں اس کا استعمال اور بھی زیادہ بُرا ہے (دور المختار)

**۱۷** اس سے مراد دنیاوی امور میں یا با ضرورت دینی امور میں بھگنا لینا لیکن اگر ضرورت سخت واقع ہو جائے اور دینی معاملہ ہو تو پھر کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر توحج کی تکمیل کا باعث ہے (شامی) **۱۸** دریائی جانوروں کے شکار کی ممانعت تین گودہ از قسم کولات نمون **۱۲** کسی شخص کی شکار کے ذبح کرنے کیلئے چاقو وغیرہ دینا یا کوئی آتشکار کا مثل بندوق وغیرہ کے اس کے حوالہ کرنا اور شکار کا بھگانا یا اس کے پروغیرہ کا توڑ ڈالنا یا کسی خرید و فروخت کرنا اس کا گوشت کھانا یا یہ شکار کی اعانت میں داخل ہے جو بین اور چھپر وغیرہ کا بھی شمار جنگلی جانور دن میں ہے ان کا قتل بھی ناجائز ہے لکن مر جانے کے لیے پترے کا دھوپ میں ڈالنا یا اس کا دھونا سب ممنوع ہے **۱۹** اگر کوئی کپڑا اس طرح بنایا گیا ہو کہ خود بخود جسم پر قائم رہے مثل پائتاہ بنیان وغیرہ کے وہ بھی سٹے ہوئے کے حکم میں ہے **۲۰** پھنے سے مراد وہ طریقہ استعمال ہے جو مردع ہو مثلاً کریم کا پہننا اس طرح معمول ہے کہ آستین میں ہاتھ ڈالے جاتے ہیں اور اس کے گریبان میں داخل کیا جاتا ہے اگر کوئی شخص کریم کو اپنی پشت پر ڈالے اور اسکی آستینوں میں ہاتھ نہ داخل کرے نہ اس کے گریبان میں سر ڈالے تو ممنوع نہیں **۲۱** ہاں اگر جوتیان نہ ملیں تو موزوں کو کاٹ ڈالے تاکہ ٹخنوں سے نیچے ہو جائیں اس کے بعد ان کو پہن سکتا ہے **۲۲** ہاں اگر اس کو دھو ڈالے کہ اس کی خوشبو بالکل جاتی رہے تو اس کا پہننا جائز ہے **۲۳** خواہ پورا منہ چھپائے یا اس کا بعض حصہ ہاں کسی بدبو وغیرہ کی وجہ سے یا وہ نہیں ناک پر ہاتھ رکھ لینا جائز ہے **۲۴** خوشبو کا بغیر استعمال کے بالاختیار سو گھنٹا مکروہ ہے **۲۵** (شامی) تیل کا اگرچہ اکثر مصنفین نے ذکر نہیں کیا لیکن وہ چونکہ تمام خوشبوؤں کی اصل ہے اس لئے وہ بھی خوشبو میں داخل ہے اور اس کا استعمال ممنوع ہے **۲۶** (بحر الرائق)

**۲۷** جس طرح اپنے باکون کا منڈھ انا منع ہے اسی طرح حالت احرام میں کسی دوسرے کے باون کا منڈھ دینا بھی ناجائز ہے اگرچہ وہ دوسرا حرم نہ ہو **۲۸**

**۲۹** ہاں اگر کوئی ناخون ٹوٹ گیا ہو کہ اس میں نمونہ کے تو اس کا کاٹ ڈالنا جائز ہے **۳۰** مگر مستحب ہے کہ نہانے میں بدن کا میل نہ صاف کیا جائے بلکہ حرارت کے دفع کرنے کے لئے نہائے کیونکہ حج میں نظافت اور لطافت مطلوب نہیں بلکہ پراگندگی اور شور ویدہ سری مرغوب ہے **۳۱**

تلبیہ (۱) احرام کے بعد ایک مرتبہ تلبیہ کرنا تو فرض ہے اور ایک مرتبہ سے زیادہ سنت ہے اور جس طرح نماز میں ہر انتقال کے وقت تکبیر مننون ہے اسی طرح حج میں ہر نئی حالت کے بعد تلبیہ مننون ہے مثلاً نماز پڑھنے کے بعد اور صبح شام کو اور نشیبت فرار میں اترتے چڑھتے وقت کسی سے ملاقات ہونے کے وقت۔

(۲) متحب ہے کہ جب تلبیہ کرے تو تین مرتبہ اُسکی تکرار کرے۔

(۳) تلبیہ بلند آواز سے کرنا مننون ہے مگر نہ ایسی بلند آواز کہ اُس سے شقت ہو (۴) تلبیہ کی عبارت جو اوپر لکھی گئی اُس سے کم نہ کہنا چاہیئے ہاں زیادہ رکھنے کا اختیار ہے۔

(۵) تلبیہ کرنے کی حالت میں سوا سلام کے جواب کے اور کوئی بات کرنا مکروہ ہے۔

(۶) تلبیہ کرنے والے کو سلام کرنا مکروہ ہے۔

(۷) تلبیہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا متحب ہے۔

طواف (۱) طواف میں بینل باتیں واجب ہیں کہ اُنکے ترک کر دینے سے ایک تہ بانی کرنی پڑتی ہے۔ طواف کا حجر اسود سے شروع کرنا۔ ابتدا طواف کی اپنی داہنی جانب سے کرنا۔ اگر کوئی عذر نہ ہو تو پیادہ پا طواف کرنا اگر بغیر عذر کے سوار ہو کر طواف کرے گا تو اُس کا

اعادہ اُس پر ضروری ہوگا ہاں اگر نفل کا طواف ہو اور تھکا ہوا ہو تو سوار ہو کر کر سکتا ہے لیکن پھر بھی پیادہ پا کرنا افضل ہے۔ طواف کی حالت میں نجاست حکیمہ کے دو وزن فروں یعنی حدیث اصغر و اکبر سے پاک ہونا۔ حالت طواف میں اپنے جسم عورت کا پوشیدہ رکھنا۔ طواف کے باقی تین شوط کما پورا کرنا۔ سعی کی ابتدا

عہ نجاست حکیمہ کی تعریف اور حد اصغر و اکبر کا بیان پہلی جلد میں ہو چکا ۱۲ عہ طواف میں تین شلوں میں سے دو فرض ہیں جب

صفائے کرنا سہی پیادہ پا کرنا بشرطیکہ کوئی معذوری نہ ہو۔ ہر سات شوط کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا رجمی اور فوج اور حلق میں ترتیب کا لحاظ رکھنا یعنی پہلے رجمی اسکے بعد فوج اسکے بعد حلق ہاں جس کے اوپر فوج واجب نہ ہو جیسے مفرد تو اس کو صرف رجمی اور حلق کے درمیان میں ترکیب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے ملا حلق کا ایک مقام خاص یعنی حرم کے اندر نہ ہونا ملا مفرد اور قارن اور تمتع کے لئے ایک خاص زمانے یعنی ذیچہ کی دسویں گیارہویں بارہویں ان تاریخوں میں سے کسی تاریخ میں ہونا بلا ذیچہ کی دسویں گیارہویں بارہویں تاریخوں میں کسی تاریخ میں طواف زیارت کا کرنا ملا طواف کا حلیم کے پیچھے سے ہونا تاکہ حلیم بھی طواف میں شامل ہو جائے ملا عرفات میں شب کے کسی جرن کے اندر وقوف کرنا ملا عرفات سے امام کے پہلے نہ روانہ ہونا ملا شرفات سے آتے وقت راستہ میں مغرب کی نماز نہ پڑھنا بلکہ فردقہ پہنچنے تک اس میں تاخیر کرنا ملا ہر دن کی رجمی دوسرے دن پر نہ اٹھارکھنا سہی کا کم از کم بغیر چار شوط طواف کے کیے ہوئے نہ کرنا ملا منوعات احرام سے اجتناب کرنا۔ زیادہ تفصیل ان واجبات کی انشاء اللہ جنایات کے بیان میں ہوگی۔

(۲) اگر کوئی شخص طواف کرتے وقت شوطوں کا عدد بھول جائے یعنی یہ نہ یاد رہے کہ کتنے شوط کر چکا ہے تو اس کو اعادہ کرنا چاہیے ہاں اگر کوئی راست گو آدمی بتا دے تو اس کے قول پر عمل کرے۔

(۳) اگر کوئی شخص بھولے سے سات شوط کے بعد ایک شوط اور زیادہ کر جائے تو کچھ مضائقہ نہیں ہاں اگر وہ وہ دانستہ کرے گا تو اس کے بعد چھ شوط اور کرنے ہونگے تاکہ ایک طواف پورا ہو جائے کیونکہ نفل عبادت بھی شروع کر نیکی بعد لازم ہو جاتی ہے

(۴) طواف کرتے کرتے اگر حجازہ کی نماز یا بخیراتی نماز پڑھنے یا وضو کرنے چلا جائے تو پھر جب لوٹ کر آئے تو وہیں سے شروع کر دے جہاں سے باقی ہے اسے سر سے طواف شروع کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۵) طواف کی حالت میں کوئی چیز کھانا اور خرید و فروخت کرنا اور شعر پڑھنا اور بے ضرورت کلام کرنا مکروہ ہے۔

(۶) طواف کی حالت میں نجاست تحقیقہ سے پاک ہونا مسنون ہے۔

(۷) جن اوقات میں نماز مکروہ ہے طواف مکروہ نہیں۔

(۸) طواف کے ہر اس شوٹ کے بعد رکعت نماز پڑھنا واجب ہے خواہ علی الاطلاق پڑھے یا کچھ دیر کے بعد مگر جب تک ان دو رکعتوں کو پڑھنے سے دوسرا طواف شروع نہ کرے کیونکہ وہ طواف کا حیل کر دینا مکروہ تحریمی ہے اور ان رمل (۱) طواف کے پہلے تین شوٹوں میں رمل کرنا مسنون ہے۔

(۲) رمل سی طواف میں مسنون ہے جس کے بعد بھی ہو پس اگر کوئی شخص طواف قدم کے بعد سعی نہ کرے بلکہ اسکا ارادہ طواف زیارت کے بعد سعی کر لیا ہو تو اسکو چاہیے کہ طواف قدم میں رمل کرے۔ طواف زیارت میں سی طواف میں رمل ہو تو وہ عمر کے طواف میں رمل کر چکا ہو تو حج کے طواف قدم میں رمل کرے۔ (۳) اگر کوئی شخص پہلے شوٹ میں رمل کرنا چاہے تو صرف دو شوٹوں میں رمل کرے اور ان دو شوٹوں میں رمل کے بعد میں (۴) اور اگر کوئی شخص پہلے تینوں شوٹوں میں رمل کرنا چاہے تو اب وہ رمل کو بالکل موقوف کر دے۔ (۵) اگر کوئی شخص طواف کے ساتوں شوٹوں میں رمل کر جائے تو اسپر کوئی جنابت نہیں ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ مخالفت سنت کی وجہ سے کراہت تنزیہی آجائے گی۔

(۶) اگر ازحام کی وجہ سے رمل مشعار ہو تو تھوڑی دیر توقف کرے کہ ازحام کچھ کم ہو جائے اور اگر کچھ کم فاصلہ پر جا کر رمل کر سکے تو بہتر ہے کہ فاصلہ پر جا کر رمل کے ساتھ طواف کرے۔

(۱) استلام (۱) شروط کی ابتداء اور طواف کے ختم ہو جا کر حجر اسود کا استلام منسوخ ہے، اور رکن یمانی کا انتخاب  
(۲) حجر اسود اور رکن یمانی کے سوا کعبہ کمرہ کے کسی اور رکن کا استلام کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔  
(۳) حجر اسود کے استلام میں صرف ہتھکا اُسپر رکھ دینا منسوخ ہے پوسہ کی آواز نکالنا نہ چاہیے (حکمر الرق)  
(۴) اگر ممکن ہو تو حجر اسود پر سجدہ کرنا بھی منسوخ ہے۔

(۵) حجر اسود کا استلام اُس وقت منسوخ ہے جبکہ اور کسی تکلیف نہ ہو ازحام کی وقت لوگوں کو مہٹانا اور  
الکواذیا کرنا اور استلام کرنا مکروہ ہے۔ بلکہ ازحام کی وقت یہ چاہیے کہ کسی لٹھی سے حجر اسود  
کو سکر کے اس لٹھی کا بوسہ لے لے یہ بھی ممکن نہ ہو تو حجر اسود کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جائے اور اپنے  
دونوں ہاتھ کاٹھکاتوں تک اٹھائے اور متیلیان حجر اسود کی جانب کر کے ان کو بوسہ دے لے  
سعی (۱) طواف کے بعد صفارہ کے درمیان میں سعی واجب ہے طواف سے پہلے جائز نہیں۔

(۲) سعی کے ساتھ شوط واجب ہیں کوئی بھی فرض نہیں۔

(۳) طواف کے بعد علی الاتصال سعی کرنا منسوخ ہے واجب نہیں۔ اور سعی کی حالت میں نجات  
حکیم سے ظاہر ہونا بھی منسوخ ہے اور صفارہ پر چڑھنا اور اسکے بعد کے افعال بھی منسوخ ہیں  
(۴) سعی میں پیادہ رہنا واجب ہے بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو۔

(۵) پوسے حج میں صرف ایک مرتبہ سعی کرنا چاہیے چاہے طواف قدوم کے بعد کر لے چاہے  
طواف زیارت کے بعد بعض فقہانے لکھا ہے کہ طواف زیارت کے بعد بہتر ہے۔

وقوف (۱) آٹھویں تاریخ کو کسی وقت منیٰ جانا منسوخ ہے اور مستحب ہے کہ بعد طلوع آفتاب  
کے جائے اور نماز ظہر کی دہن پڑھے اور رات کو دہن رہے۔

(۲) نویں تاریخ کو بعد طلوع آفتاب کے عرفات جائے اور وہاں قوف کرے وقوف میں صرف عرفات کے  
اند پر بیٹھ جانا ضروری ہے نہ کہ کھڑا رہنا کچھ ضروری نہیں۔ (۳) وقوف مزدلفہ کے لئے

پیادہ پاؤ اخل ہونا مسنون یعنی جب فرولفہ قریب آجائے تو سواری سے اتر پڑے اور فرولفہ کی حد کے اندر پیادہ پا جائے (۹) فرولفہ میں وقتاً فوقتاً بلیہ تھلیل اور تحمید مستحب ہے۔

(۱۰) فرولفہ میں فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنا مسنون ہے (۱۱) فرولفہ میں ایک رات شب باشی کرنا مسنون ہے (۱۲) وقوف فرولفہ کا وقت طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ہے اگر طلوع فجر سے پہلے یا طلوع آفتاب کے بعد وقوف کیا جائے تو وہ قابل اعتبار نہیں۔

رمی۔ (۱) رمی واجب ہے (۲) رمی کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کنکری کو انگلی کی نوک سے پکڑ کر پھینکیں (۳) واجب ہے کہ سات کنکریاں سات دفعہ کر کے ماری جائیں اگر کوئی شخص ایک ہی مرتبہ میں سات کنکریاں مارے تو یہ ایک ہی سمجھی جائیگی (۴) پہلے مرتبہ یعنی ذبیحہ کی دسویں تاریخ کو صرف حمۃ العقبہ کی رمی کی جائے پھر گیارہویں بارہویں تاریخوں میں تینوں جہروں کی رمی کرے مگر تیرہویں تاریخ کی رمی کچھ ضروری نہیں بلکہ مستحب ہے اگر بارہویں تاریخ کو منی سے کوچ نہ کیا ہو تو بہتر ہے کہ کرے (۵) رمی تمام ان چیزوں سے جائز ہے جو از قسم زمین ہوں جن سے تمیم جائز ہے حتیٰ کہ اگر کوئی شخص ٹھھی بھر خاک پھینکے تب بھی رمی ہو جائیگی۔ لکڑی اور عنبر و مشک اور جواہرات وغیرہ سے جائز نہیں۔

(۶) کنکری اگر جہرہ پر جا کر نہ لگے بلکہ کسی آدمی یا جانور پر پڑ جائے تب بھی درست ہے بشرطیکہ جہرہ کے قریب جا کر پڑ جائے اور قصداً ایسا نہ کرے (۷) تشیب میں کھڑے ہو کر رمی کرنا مسنون ہے اپنے مقام سے مکروہ ہے۔

(۸) ہر رمی کے ساتھ ساتھ تکبیر کہنا مسنون ہے۔

(۹) کنکری مارنے والے اور جہرہ کے درمیان میں تقریباً پنج گز کا فصل ہونا چاہیے



(۱) رنی کیلئے ہر وہ کے پاس سے کنکریاں اٹھانا مکروہ ہے اور مستحب یہ ہے کہ فرد لفظ سے ہمراہ  
 لیتا آئے (۱۱) یہ بھی مکروہ ہے کہ ایک پتھر کو توڑ کر سات کنکریاں بنائے (۱۲) سات  
 مرتبہ سے زیادہ رنی کرنا بھی مکروہ ہے (۱۳) جو کنکری کہ بالیقین نجس ہو اس سے بھی  
 رنی کرنا مکروہ ہے (۱۴) دسویں تاریخ کی رنی کا مسنون وقت طلوع آفتاب کے بعد سے  
 زوال تک رہتا ہے اگر چہ غروب تک جائز ہے اور بعد غروب کے فجر تک مکروہ وقت ہے  
 اور باقی تاریخین کی رنی کا مسنون وقت زوال کے بعد سے غروب تک ہے ہاں  
 تیرھویں تاریخ کی رنی کا وقت فجر سے شروع ہو جاتا ہے لیکن یہ وقت مسنون بلکہ وقت جائز  
 (۱۵) دسویں تاریخ کی رنی شروع کرتے ہی تلبیہ وقوف کر دینا چاہیے (۱۶) دسویں  
 تاریخ کی رنی کے بعد قربانی اور حلق یا تقصیر کے طواف زیارت کے لئے مکہ کریمہ  
 جانا چاہیئے اور وہاں طواف زیارت کر کے ظہر کی نماز مکہ میں پڑھ کر اسی دن پھر  
 منی میں واپس آجائے کیونکہ دوسرے دن رنی کرنا ہوگی اور رنی کیلئے ایک شب  
 منی میں شب باشی کرنی مسنون ہے (۱۷) سوا تیرھویں تاریخ کے جس تاریخ کی رنی رہ جائے

۱۸ ہر وہ کے پاس سے کنکریاں اٹھانا اس سبب مکروہ ہے کہ وہاں وہی کنکریاں پڑی رہ جاتی ہیں جو مردہ ہوتی ہیں  
 اور جس قدر کنکریاں مقبول ہو جاتی ہیں وہ وہاں آٹھ جاتی ہیں فرشتے اٹھالے جاتے ہیں چنانچہ در قطیف کی روایت  
 میں ہے کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے جی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ کنکریاں کن سے ہم سال  
 رنی کرتے ہیں ہم خیال کرتے ہیں کہ وہ کم ہو جاتی ہیں آپ نے فرمایا ہاں جس قدر دن میں سے مقبول ہو جاتی ہیں وہ  
 اٹھالی جاتی ہیں اور اگر ایسا نہ ہوتا تو تم ان کے ڈھیر ہزاروں کی برابر دیکھتے ۱۹ اور اگر  
 اسی کی نجاست بھی یقینی نہ ہو تو اسکا دعویٰ مستحب ہے (۲۰) (بخاری) بعض فقہانے  
 کہا کہ مکہ کی نماز میں جا کر پڑھنا کہ حج مسلمین مردی ہو مگر صلح ستہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 مقبول ہے کہ یہ ظہر کی نماز کہ میں پڑھی تھی صاحب فقہاء نے اسی کو ترجیح دیا ہے ۲۱

تو اس دن کے بعد جو شب آئے اس میں وہ رمی ادا ہو سکتی ہے اور قضاء نہ سمجھی جائیگی  
ہاں مخالفت سنت کے سبب سے کراہت ضرور ہوگی۔ اور تیسرے عین تیاری کی  
رمی اگر بجائے تو وہ ہر حال میں قضا ہی سمجھی جائے گی کیونکہ اس دن کے بعد  
جو شب آئے گی وہ اس میں نہیں ادا کی جاسکتی۔

(۱۸) دسویں تیاری کی رمی کے بعد اس ترتیب سے رمی کرنا مسنون ہے پہلے  
اس حجرہ کی جو مسجد خیف سے قریب ہے پھر اُسکی جو اس سے قریب ہے پھر حجرۃ العقبہ کی  
(۱۹) پہلے اور دوسرے حجرہ کی رمی کے بعد بقدر قرات سورہ فاتحہ کے کھڑا رہنا اور  
تحمید تہلیل اور تکبیر اور دو پڑھنے میں مصروف ہونا اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا مسنون ہے  
(۲۰) پہلے اور دوسرے حجرہ کی رمی تو پیادہ یا افضل ہے اور حجرۃ العقبہ کی سوار ہو کر۔  
(۲۱) رمی سے فراغت کر کے جب مکہ مکرمہ آنے لگے تو تھوڑی دیر کے لیے  
مغصب میں اترنا مسنون ہے۔

### حلق و تقصیر

(۱) دسویں تیاری کو حجرۃ العقبہ کی رمی کے بعد حلق یا تقصیر واجب ہے مرد کے لیے  
حلق افضل ہے اور عورت کو تقصیر چاہیے۔  
(۲) تقصیر میں صرف چوتھائی سر کے بال سے بقدر ایک انگلی کے کتر و ادینا  
کافی ہے اور پورے سر کے بالوں سے ایک ایک انگلی کتر و ادے تو ادنیٰ ہے  
(۳) جو شخص گنجا ہوا کے سر میں زخم ہوں تو صرف اُترہ کا سر پر پھروالینا اُسکے  
لیے ضروری ہے۔

(۴) اگر کوئی شخص نورہ وغیرہ یعنی کسی تیزا بے بال اڑا لے تو یہ بھی کافی ہے۔

(۵) حلق یا تقصیر کے بعد آدمی احرام سے باہر ہو جاتا ہے جیسے نماز میں سلام کے بعد تحریم سے باہر ہو جاتا ہے۔ یعنی جو اونٹیا حلت احرام میں ممنوع تھیں اب جائز ہو جاتی ہیں سوا عورتوں کے کہ وہ بعد طواف زیارت کے حلال ہوتی ہیں۔

### عمرہ

(۱) عمر بھر میں ایک بار سنت مودکہ ہے (۲) عمرہ کے لیے کسی خاص زمانہ کی شرط نہیں جیسے کہ حج کے لیے ہے بلکہ جس وقت چاہے کر سکتا ہے ہاں رمضان میں اُس کا کرنا مستحب اور نوین ذی الحجہ کو اور اُس کے بعد چار دن تک جدید احرام سے عمرہ کرنا مکروہ ہے۔

(۳) عمرہ کا حال بالکل حج کے مثل ہے وہی طریقہ احرام کا وہی فرائض ہی واجبات وہی محرمات ہی مفسدات سوا ان چند امور کے۔ عمرہ کے لیے وقت مقرر نہیں عمرہ میں طواف قدوم و طواف دواع نہیں۔ عمرہ میں فردلفہ اور عرفات کا قوف نہیں اور نہ رمی ہے۔ عمرہ میں شکوئی خطبہ ہے اور نہ دو نمازوں کا ایک ساتھ پڑھنا۔ عمرہ کے فاسد کرنے سے یا حالت جنابت میں عمرہ کا طواف کر لینے سے اونٹ یا گائے کی قربانی واجب نہیں ہوتی بلکہ صرف ایک بکری کی قربانی کافی ہے۔ عمرہ کی میقات

عمرہ عورتوں کا حلال ہونا بھی حلق یا تقصیر ہی کے سبب ہوتا ہے۔ طواف زیارت کے سبب ہاں حلق و تقصیر کا اثر عورتوں کی حلت کے بارے میں کعبہ طواف زیارت کے بعد ظاہر ہوتا ہے ۱۲ عہد اہل مکہ ماہ رجب میں عمرہ کیا کرتے ہیں اسکی وجہ ملا علی قاری نے اپنے رسالہ ادب فی رجب میں یہ لکھی ہے کہ ابن زبیر نے رمضان میں کیا تھا اور سب کو حکم دیا تھا اور ظاہر ہے کہ سب کا فعل ہی حجت ہے ۱۳ عہد بعد احرام کی قید اس لیے لگائی گئی کہ اگر عمرہ کا احرام پہلے سے کیا ہے تو ان دونوں میں سے ایک کی مانیت نہیں مثلاً کوئی شخص تارن ہو اور حج اس سے فوت ہو گیا ہو تو اس کو اس مانہ میں عمرہ کر لینا جائز ہے ۱۴

تمام لوگوں کے لیے حل ہے۔

## قرآن

(۱) قرآن افراد اور متبع دونوں سے افضل ہے۔ قرآن کا طریقہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں۔  
 (۲) قرآن میں پہلے عمرہ کا طواف کرنا واجب ہے (۳) قارن کو عمرہ کا طواف حج کے  
 ہیمنوں میں کرنا ضروری ہے اگر کل شوط زمانہ حج میں نہ ہوں تو اکثر ضرور ہوں (۴) عمرہ  
 کی سعی کے بعد صلیق و تقصیر ممنوع ہے (۵) منوں ہے کہ قارن عمرہ کے تمام افعال سے فرغت  
 کر کے حج کے افعال کرے اگر کوئی قارن عمرہ کا طواف اور حج کا طواف قدوم ایک ساتھ  
 کرے بعد اسکے ایک ہی ساتھ دونوں کی سعی کرے تو جائز ہے لیکن خلاف سنت  
 ہو نیکی سبب گنہگار ہوگا۔ (۶) قارن پر دسویں تاریخ کی سعی کے بعد قرآن کے شکرے  
 میں ایک قربانی واجب ہے۔ اگر قربانی میسر نہ ہو تو اسکے بدلہ میں دس روزے  
 رکھنا واجب ہیں تین سوین تاریخ سے پہلے اور سات ایام تشریق کے بعد (۷) اگر  
 کوئی قارن عمرہ کے پورے یا اکثر طواف سے پہلے عرفات میں وقوف کرے تو اسکا  
 عمرہ باطل ہو جائیگا اور اس باطل کرنے کے سبب ایک قربانی اُسکو کرنی پڑے گی اور اس عمرہ  
 کی ایام تشریق کے بعد قضا بھی اس پر ضروری ہوگی اور اب وہ قارن نہ رہیگا بلکہ مفرد  
 ہو جائیگا لہذا قرآن کے شکرے میں جو قربانی واجب ہوتی تھی وہ اس پر واجب نہ ہوگی۔

۱۲۔ بخلاف حج کے کہ اسکی بیعت اہل مکہ کے لیے حرم ہے ۱۳۔ اگر کسی جہ سے کوئی شخص دسویں تاریخ سے پہلے قرآن  
 نہ رکھ سکے تو پھر اس پر قربانی ضروری ہو جائیگی اب کوئی اس کا بدلہ اسکے لیے نہیں ہو سکتا۔ بہتر ہے کہ یہ روزے  
 اور تیرہ سات روزے جو بعد ایام تشریق کے رکھے جائیں پورے رکھے جائیں بشرطیکہ ضعف کا خیال نہ ہو اور  
 بہتر ہے کہ پہلے روزے اس طرح رکھے جائیں کہ آخری روزہ نوین تاریخ کو پڑے ۱۴۔

## تمتع

(۱) تمتع افراد سے افضل ہر تمتع کی دو قسمیں ہیں ایک تو یہ کہ اپنے ہمراہ ہدی لائے۔  
 دوسرے یہ کہ ہدی نہ لائے پہلی قسم دوسری سے افضل ہے۔ تمتع کا طریقہ ہم ادھر بیان کیے ہیں  
 (۲) تمتع کے صحیح ہونے کیلئے ائمہ شرطیں ہیں۔ عمرہ کا پورا طواف یا اسکا اکثر حصہ حج کے  
 ہینون میں ہو۔ اگر کسی شخص نے رمضان میں عمرہ کا احرام باندھ کر صرف تین شوط  
 اُسکے طواف کے کیے ہوں اور چار شوط سوال میں کرے تب بھی اُسکا تمتع صحیح ہوگا۔  
 عمرہ کا احرام حج سے پہلے کرے حج کے احرام سے پہلے عمرہ کا پورا طواف یا اسکا اکثر حصہ  
 ادا کر لے۔ عمرہ کا اور حج کا فاسد نہ کرنا۔ عمرہ اور حج کے احرام کے درمیان میں الماس  
 نہ کرے۔ عمرہ اور حج دونوں کا طواف ایک ہی سال میں ادا کرے۔ اگر کوئی شخص  
 ایک سال عمرہ کا طواف کرے اور دوسرے سال حج کا تو وہ تمتع نہ کہلائے گا اگرچہ  
 اُسے امام بھی نہ کیا ہو اور دوسرے سال تک حرام سے بھی باہر نہوا ہو۔ مکی الوطن  
 نہ ہو۔ جب تک حج کے مہینے شروع ہوں تو وہ مکہ میں غیر محرم نہوا ورنہ ایسا محرم ہو کہ عمرہ کا  
 اکثر طواف زمانہ حج سے پہلے کر چکا ہو یا اگر کوئی شخص عمرہ کا طواف زمانہ حج سے  
 پہلے کر کے اپنے وطن چلا گیا ہو پھر دوبارہ آکر اُس نے عمرہ کا احرام باندھا ہو تو  
 کچھ مہینا وقفہ نہیں۔

۱۔ امام نے اصطلاحی معنی میں عمرہ کے افعال ادا کرنے کے بعد اپنے گھر واپس چلا جائے اور پھر کر لوٹنے کی  
 کوئی شرعی ضرورت اس کو نہ تشریح فرماتا ہے کہ دو صورتیں ہیں اول یہ کہ وہ ہدی اپنے ہمراہ لے لے ہدی کی صورت  
 میں دوسری یہ کہ حج کے لئے تہجد کے بعد واپس آئے ہوں۔ دوسری صورت یہ کہ  
 بغیر حلق و تقصیر کے چلا گیا ہو حلق و تقصیر اس کے لئے اس کو پھر واپس آنا پڑے گا ۱۱

(۳) تمتع اگر ہدی نہ لایا ہو تو عمرہ کی سعی کے بعد طلق یا تقصیر کر لے اور احرام سے باہر ہو جائے  
اُسکے بعد حج کے لیے جدید احرام باندھے اور بہتر تو یہ ہے کہ آٹھویں تاریخ سے پہلے حج کا  
احرام باندھ لے ہو سکے تو آٹھویں کو سعی اگر نوین کو باندھے تب بھی جائز ہے۔ اور  
اگر اپنے ہمراہ ہدی لایا ہو تو پھر دسویں تاریخ سے پہلے احرام سے باہر نہ ہو دسویں  
تاریخ کو ہدی کی قربانی کر کے احرام سے باہر ہوا اور حج کا احرام باندھے اور اُسکی  
بیقات اب وہی ہے جو اہل مکہ کی ہے یعنی حرم۔

(۴) تمتع کو طواف قدوم کرنا سنون نہیں اور طواف زیارت میں اسکو رمل کرنا چاہیے۔  
(۵) قارن کس طرح تمتع پر بھی قربانی واجب نہ ہو میرے تو اسی طرح دس روزے رکھنا چاہیے۔ تمتع اور  
قرآن اہل مکہ اور تمام اُن لوگوں کیلئے جو داخل بیقات میں ہوتے ہوں مکروہ تحریمی ہے۔ تمتع تو بالکل  
صحیح ہے میں اور قرآن صحیح تو ہے مگر کراہت تحریمیہ یا تفصیل و تحقیق اس مسئلہ کی داخل اختیار میں ہے  
عورتوں کے حج و عمرہ کا بھی یہی طریقہ ہے صرف ان چند باتوں میں فرق ہے (۱) احرام کی  
حالت میں وہ اپنے سر کو بند رکھیں اور صرف منہ کو کھلا رکھیں اور منہ کے کھلا رکھنے کا یہ  
مطلب ہے کہ کوئی ایسی چیز اسپر نہ ڈالیں جو اس سے منہ کو کھلے بلکہ منہ پر لکڑی  
وغیرہ کی تیلیاں رکھ کر اوپر سے کپڑا ڈال لیں تاکہ کپڑا منہ سے ہٹا ہوا رہے (۲) حالت  
احرام میں سلا ہوا کپڑا اور موزے اور زیور پہننا انکو منوع نہیں (۳) تلبیہ بلند آواز  
سے نہ کریں بلکہ آہستہ آواز (۴) طواف کے وقت اصابع نہ کریں۔

عمرت کے لیے انہی لوگوں سے منہ پر کچھ نا ضروری نہ بنایا میں اس کو واجب لکھا ہے اور محیط میں لکھا ہے کہ اس مسئلہ  
سے معلوم ہے کہ عمرت کو باضرورت جنہوں کے معاملے اپنا چروکھو لانا منع ہے اور ایسا ہی فتاویٰ قاضیخان میں بھی ہے اور  
بحرالائق میں ہے کہ اگر وہاں کوئی اجنبی نہ ہو تو منہ کا چھپا یا تسبیح اور اگر کوئی اجنبی ہو تو منہ کا چھپانا واجب ہے ۵۵

(۵) طواف میں رمل نہ کرے (۶) میلین اخضرین کے درمیان میں دوڑے نہیں -  
 (۷) حلق نہ کرے بلکہ بالون کا چوتھائی حصہ کتروائے سب بالون کا چوتھائی کتروائے  
 تو بہتر ہے ورنہ چوتھائی سر کے بالون کی چوتھائی تو ضرور ہی کتروائے - (۸) ازدحام  
 اور مجمع کے وقت حجرا سود کا استلام نہ کرے - (۹) اگر عورت کو حیض یا نفاس ہو جائے  
 تو وہ سوا طواف اور سعی کے تمام افعال حج کے بجالائے صرف طواف اور سعی نہ کرے  
 کیونکہ طواف میں مسجد کے اندر داخل ہونا پڑتا ہے اور حیض و نفاس والی عورت کو  
 مسجد کے اندر داخل ہونا ممنوع ہے اگر گھٹی سعی سو وہ طواف کی تابع ہے جب طواف نہ کیا  
 تو سعی بھی نہ کرے پھر اگر تیرہویں تاریخ تک سکونے حیض سے ایسے وقت طہارت  
 حاصل ہو جائے کہ چار شرط طواف کے کر سکتی ہے تو فوراً بعد غسل کے طواف زیارت  
 کرے اگر تاخیر کر لگی تو ایک بدنہ کی قربانی اُسپر واجب ہو جائیگی ہاں اگر تیرہویں  
 تاریخ کو بھی پاک نہ ہو تو پھر طواف زیارت کی تاخیر سے اُسپر گناہ ہوگا کیونکہ وہ معذور ہے

### جنایتوں کا بیان

جنایت کے معنی لغت میں بُرا کام کرنا۔ اور اصطلاح شریعت میں فعل حرام کا ارتکاب  
 خواہ مال سے تعلق رکھتا ہو مثل اسکے کہ کسی کی کوئی چیز بغیر اُسکی رضی کے لے لی جائے  
 یا جسم سے تعلق رکھتا ہو مثل ترک نماز اور شرابخواری وغیرہ کے مگر فقہاء کی اصطلاح میں  
 جنایت خاص اُسی فعل حرام کو کہتے ہیں جو جسم سے تعلق رکھتا ہو۔

لیکن حج کے بیان میں جنایت سے مراد وہ فعل حرام ہے جسکی حرمت احرام کے سبب سے  
 ہو یا حرم کے سبب سے۔ اب پہلے ہم ان جنایتوں کو بیان کرتے ہیں جو احرام کے  
 سبب سے ہیں اسکے بعد ان جنایتوں کو بیان کریں گے جو حرم کے سبب سے ہیں۔

## احرام کی جنایتیں

ان میں بعض ایسی ہیں کہ ان کے ارتکاب سے صرف ایک قربانی واجب ہوتی ہے بعض ایسی ہیں کہ ان کے ارتکاب سے دو قربانیاں واجب ہوتی ہیں بعض ایسی ہیں کہ جن سے صرف صدقہ واجب ہوتا ہے پھر کبھی تو نصف صاع گہون کی سی اس سے بھی کم اور بعض ایسی ہیں کہ ان سے ایک خاص چیز کی قیمت ادا کرنا واجب ہوتا ہے لہذا ہم ہر ایک کی تفصیل علوہ علیہ بیان کرتے ہیں (ایک قربانی کی جنایتیں) (۱) خوشبو کا استعمال کرنا۔ اگر خوشبو زیادہ ہو تو ہر حال ایک قربانی واجب ہوگی اور اگر کم ہو تو اس میں یہ شرط ہے کہ پورے ایک عضو میں جو بہت چھوٹا نہ ہو مثل کان ناگ وغیرہ کے خوشبو کا استعمال کرے جیسے ہاتھ پیر سر وغیرہ اگر خوشبو کم ہو اور پورے ایک بڑے عضو میں لگائی گئی ہو بلکہ آدھے عضو میں مثلاً کسی چھوٹے عضو میں تو قربانی واجب نہ ہوگی۔ اگر کوئی شخص کسی خوشبودار چیز کو کھا کر منہ کو خوشبودار کر لے تو اس پر بھی قربانی واجب ہوگی بشرطیکہ وہ خوشبو خالص ہو کسی دوسری چیز کی آمیزش اس میں نہ ہو اور اگر خوشبو کسی دوسری چیز میں ملا دی گئی ہو اور وہ چیز کھانے پینے کی ہو جیسے حلوا یا ثمرت وغیرہ تو اگر وہ پکٹی ہوئی شئی ہے تو کسی حالت میں اس کو خوشبو کا حکم ندیا جائیگا خواہ خوشبو غالب ہو یا مغلوب اور اگر وہ پکی ہوئی چیز نہیں ہے تو کھانے کی چیز میں اس کے غلبے کا اعتبار کیا جائے گا اگر خوشبو

۷۵ اس میں فقہاء کا اختلاف ہے کہ غلبہ معلوم کرنا کیا طریقہ ہے بعض تو کہتے ہیں کہ اگر خوشبو مل جانے کے بعد

اس رک میں ویسی ہی خوشبو آئے جیسی اس خالص خوشبو میں تھی تو سمجھا جائے گا کہ خوشبو غالب ہے ورنہ

سمجھا جائے گا مغلوب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مقدار کا لحاظ کیا جائے اگر خوشبو کی مقدار زیادہ ہے تو وہ

غالب سمجھی جائیگی ورنہ مغلوب اسی کو رد المختار میں ترجیح دی ہے ۱۲



غالب ہے تو اس کو خوشبو کا حکم دیا جائیگا نہیں تو نہیں اور پینے کی چیز میں خواہ خوشبو غالب ہو یا نہیں ہر حال اس کو خوشبو کا حکم دیا جائیگا ہاں اتنا فرق ہے کہ اگر غالب ہوگی تو قربانی واجب ہوگی اور غالب نہ ہوگی تو صدقہ واجب ہوگا غالب نہ ہونے کی صورت میں اگر کئی بار پیئے گا تب بھی قربانی واجب نہ ہوگی۔ اور اگر وہ چیز جس میں خوشبو ملائی گئی ہے نہ کھانے کی ہو نہ پینے کی بلکہ ایسی چیز ہو جو بدن میں لگائی جاتی ہے مثل صابون موم روغن وغیرہ کے تو اس کا یہ حکم ہے کہ اگر اس کو دیکھ کر لوگ کہیں کہ یہ صابون ہے یا موم روغن ہے تب اس میں صدقہ واجب ہوگا اور اگر اس کو دیکھ کر لوگ کہیں کہ یہ خوشبو ہے تو قربانی واجب ہوگی۔

اگر ایک ہی مجلس میں پورے بدن پر خوشبو لگائے تو ایک ہی قربانی واجب ہوگی اور اگر مختلف مجالس میں پورے بدن پر لگائے تو جو مرتبہ خوشبو لگائے گا ہر مرتبہ کے عوض میں ایک قربانی واجب ہوگی ہاں جس مرتبہ کی خوشبو کم ہوگی اور پورے ایک عضو میں نہ لگائی گئی ہوگی اس کے عوض میں قربانی واجب نہ ہوگی۔

اگر کسی نے خوشبو لگانے کے بعد قربانی کر لی مگر اس خوشبو کو جسم سے زائل نہیں کیا تو پھر دوسری قربانی واجب ہوگی۔ خوشبودار لباس کے استعمال سے بھی قربانی واجب ہوتی ہے مگر جب پورے ایک بدن اس کو پہنے رہے اور خوشبو زیادہ ہو یا ایک بالشت مربع میں لپی ہو خوشبو کا استعمال ہر حالت میں قربانی کو واجب کرتا ہے گو بطور دوا کے استعمال کی جائے اور خوشبودار چیز کا مثل پھول عطر وغیرہ کے مکروہ ہے۔

نکات: اس خوشبو کا حکم ہے جو بعد احرام کے لگائی گئی ہو ورنہ اگر قبل احرام کے لگائی گئی ہو اور

اس کا اثر جسم پر بعد احرام کے باقی رہ جائے تو کچھ جنایت نہیں ۱۲

(۲) رقیق شہدی کا استعمال - خواہ سرین لگائے یا ڈاڑھی میں یا ہاتھ پر وغیرہ میں۔  
 (۳) روغن زیتون یا روغن کچھ کا لگانا۔ ان دونوں تیلوں کے کھانے سے  
 بعد ادا استعمال کرنے سے کوئی جابت نہیں ہوتی۔

(۴) سٹے ہوئے کپڑے کا متوافق رواج اور عادت کے استعمال کرنا۔ اس میں یہ شرط ہے کہ  
 پہلے ایک دن یا پوری ایک رات اس کو پہنے رہے اس سے کم میں قربانی واجب نہ ہوگی  
 بلکہ حد تک۔ ایک کپڑا ایسا ہو جسے یا کئی ہر حال میں ایک ہی قربانی واجب ہوگی۔ اگر  
 کوئی شخص ایک دن رات سے زیادہ پہنے تب بھی ایک ہی قربانی واجب ہوگی  
 خواہ درمیان و درمیان میں اتار بھی ڈالا کرے ہاں اگر ایک مرتبہ ہٹکاتا رہے اور  
 اتارنے وقت یہ نیت کرے کہ میں اب نہ پہنوں گا تو پھر دوبارہ پہننے سے دوسری  
 قربانی واجب ہوگی اسی طرح اگر ایک مرتبہ ہٹکاتا رہے اور بعد  
 اس کفارے کے اتار کر دوبارہ پہنے یا اتارے ہی نہیں تو پھر دوسری  
 قربانی واجب ہوگی۔

اگر کسی ضرورت سے سیلا ہو کپڑا پھٹا اور جب اس ضرورت کے زائل ہو جانے کا  
 یقین یا گمان غالب ہو گیا تب بھی اس کو پہنے رہا تو دوسری قربانی کرنی ہوگی۔  
 اسی طرح جس ضرورت سے پھٹا تھا وہ ضرورت جاتی رہے اور معاد دوسری ضرورت  
 پیدا ہو جائے تب بھی دوسری قربانی واجب ہوگی۔

عمدہ رقیق شہدی کے استعمال کی قیاس ہے کہ اگر شہدی کا ٹیڑھی ہوگی تو اس سے دو قربانیاں واجب  
 ہونگی جیسا کہ آگے بیان کیا جائے گا۔ ۱۱۔ پس اگر کوئی شخص کرتہ کو اس طرح پہنے کہ آستینوں میں  
 ہاتھ نہ ڈالے صرف گریبان میں سر ڈالے تو کچھ جابت نہیں ۱۲۔

(۵) سرکا بانٹھ کا ڈھانکنا کسی ایسی چیز سے کہ عادتہ اُس سے ڈھانکنے کا رواج ہو مثل رد مال ٹوپی چھتری وغیرہ کے بخلاف اسکے اگر کوئی شخص طشت سے یا اور کسی شئی سے جس سے ڈھانکنے کا دستور نہ ہو اپنے سر کو ڈھانک لے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ چوتھائی سر یا چوتھائی منہ کا ڈھانکنا مثل پوشے ڈھانکنے کے ہے۔ اس میں بھی یہ شرط ہے کہ ایک نیا رات ڈھانکے رہے جیسا کہ سیدلہ ہوئے کپڑے میں بیان ہو چکا ہے۔

اگر کوئی شخص کسی ضرورت سے سر یا منہ کو ڈھانکے یا کوئی سلاہوا کپڑا پہنے تو اُس پر بھی قربانی واجب ہوگی اور جب اُس کو معلوم ہو جائے کہ اب ضرورت جاتی رہی اسکے بعد پھر بھی وہ ڈھانکے رہے یا اُس لباس کو پہنے رہے تو دوسری قربانی اُس پر واجب ہوگی۔

(۶) سراڈاڑھی کے بالوں کا دور کرنا خواہ منڈوا کر یا کسی اور طریقہ سے مثل دوا وغیرہ کے چوتھائی سر اور چوتھائی ڈاڑھی کا بھی وہی حکم ہے جو پوشے سر اور پوری ڈاڑھی کا ہے۔ (۷) پوری ایک بغل یا زیر ناف یا گردن کے بالوں کا دور کرنا۔

(۸) ہاتھوں یا پیروں کے ناخنوں کا کتر وانا۔ اگر ہاتھ اور پیر دونوں کے ناخن ایک ہی مجلس میں کتروائے جائیں تو ایک ہی قربانی واجب ہوگی اور اگر علیحدہ علیحدہ مجلسوں میں کتروائے تو دو قربانیاں واجب ہوں گی اور ایک ہاتھ یا ایک پیر کے ناخنوں کے کتروانے کا بھی وہی حکم ہے جو دونوں ہاتھوں یا دونوں پیروں کے ناخنوں کے کتروانے کا ہے۔

(۹) تکیچنے لگوانے کی جگہ کے بال منڈوا کر تکیچنے لگوانا۔

(۱۰) طواف کا بحالت جنابت کرنا خواہ کوئی طواف ہو فرق یہ ہے کہ طواف زیارت بحالت جنابت اور نہ بین ایک گائے یا اونٹ کی قربانی کرنی ہوگی اور اسکے سوا اور

کسی طواف میں صرف ایک بکری یا بھیڑ  
(۱۱) طواف زیارت کا حدت اصغر کی حالت میں کرنا۔

(۱۲) عمرہ کا طواف جنایت یا حدت اصغر کی حالت میں کرنا خواہ پورا طواف اس حالت میں کرے یا صرف ایک ہی شوط۔ اسی طرح عمرہ کے طواف کا کوئی ایک شوط ترک کر دینا۔  
(۱۳) غروب آفتاب سے پہلے عرفات سے چل دینا اور اسکے حدود سے باہر ہو جانا اگر کوئی شخص غروب آفتاب کے بعد چلا جائے تو اُس پر کچھ جنایت نہیں اگرچہ امام ابھی نہ چلا ہو اسی طرح جو شخص غروب آفتاب سے پہلے چلے اُس پر قربانی واجب ہو اگرچہ امام کے ہمراہ ہو۔ اور اگرچہ اُسکی سواری بغیر اسکی تحرک کے بھاگ نکلے۔

(۱۴) طواف زیارت کے ایک یا دو یا تین شوطوں کا ترک کر دینا اگر تین سے زیادہ چھوڑ دیگا تو پھر قربانی سے اُسکی تلافی نہیں ہو سکتی بلکہ اس طواف کا اعادہ اُس پر ضروری ہو۔ اگر اعادہ نہ کیا تو جماع کے حق میں ہمیشہ محروم رہیگا اور جب جماع کیا کرے گا ایک قربانی واجب ہو اگر تکی بشرطیکہ یہ تعدد جماع کا محاسن متعددہ میں ہو۔ ایک ہی مجلس میں کئی بار جماع کرنے سے ایک ہی قربانی واجب ہوگی۔ مان اگر پہلے جماع سے نیت احرام کے توڑنے کی کرنی ہو اور سلسلہ سے ناواقف ہو تو پھر ایک ہی قربانی واجب ہوگی

۱۵ مسئلہ: اگر احرام توڑنے کی نیت بالذکر اس نیت کے اگر کوئی شخص خلاف احرام افعال کا ارتکاب کرے تو اس سے احرام نہیں ٹوٹتا بلکہ جنابت ہوتی ہے نماز کا حال نہیں ہو کہ کوئی فعل مخالف تحریم کے اگر کرے تو غیر مذکور ہو جائے کہ اگر غیر شرعی لاحق ہوگا اور حسین شریعت کی طرف سے ہر گز مانے کا حکم ہے تو اس صورت میں البتہ احرام کے خلاف افعال پر نیت ترک احرام کرے احرام ٹوٹ جائے گا ان عددوں کی تفصیل بعد ازاں کے بیان میں انشاء اللہ آئیگی ہاں اس قدر فرق ہے کہ اگر بادی خود مسئلہ جاننے کے کئی جنایات کا ارتکاب کرے تاہم جنابت کا کفارہ دینا پڑتا اب صرف ایک ہی کفارہ دینا پڑے گا ۱۶

اگرچہ مجالس بھی متعدد ہو جائیں (در مختار - رد المحتار)  
 (۱۵) طواف وداع کے کل شو طون یا چار شو طون کا ترک کر دینا۔ اگر کوئی شخص بغیر  
 طواف وداع کیے ہوئے مکہ سے چل دیا لیکن ابھی میقات سے باہر نہیں ہوا تو  
 اُس پر واجب ہے کہ لوٹ آئے اور طواف وداع کرے اور اگر میقات سے باہر نکل گیا  
 ہے تو اُس کو اختیار ہے چاہے لوٹ کر طواف وداع کو ادا کر لے اور چاہے اُس کے بدلے  
 قربانی کر دے لوٹنے کی صورت میں یہ چاہیے کہ عمرہ کا احرام باندھ کر لوٹے طواف  
 وداع میں اس تاخیر سے کوئی جناہت نہو گی کیونکہ اس طواف کا کوئی وقت مقرر نہیں۔  
 (۱۶) سنی کے کل شو طون یا اکثر شو طون کا ترک کر دینا۔

(۱۷) سعی میں باعذر سوار ہو جانا۔

ان دونوں صورتوں میں اگر کوئی شخص پھر سعی کا اعادہ کر لے گا وہ بعد احرام  
 سے باہر ہو جانے اور منافی احرام افعال کے ارتکاب کے بعد کیونکہ نہ تو قربانی  
 واجب نہ ہوگی۔ (بحر الرائق)

(۱۸) وقوف مزدلفہ کا ترک کر دینا۔

(۱۹) رمی کا بالکل ترک کر دینا یا کسی ایک دن کی پوری رمی کا ترک کر دینا یا کسی

عمرہ کا احرام باندھ کر لوٹنے کا حکم اس سبب ہے کہ صورت مفروضہ میں وہ شخص میقات سے باہر چلا گیا ہے  
 اور اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ میقات سے ادا نہیں فرما سکا۔ باندھنے والے ہونا منع ہے ۱۲ حکم رمی کا ترک جب ہی  
 نگھا جائے گا جب چودھویں تاریخ کو آفتاب غروب ہو جائے اور اُسے رمی نہ کی ہو کیونکہ چودھویں تاریخ کی  
 تمام تک رمی کا زمانہ باقی ہے ایک دن کی چھوٹی ہوئی رمی دوسرے دن ادا کر سکتا ہے یا ان بعد  
 چودھویں تاریخ کے بھر رمی کا زمانہ باقی نہیں رہتا ۱۲

دن کی رمی کے اکثر حصہ کا ترک کر دینا مثلاً سات لنگری کی جگہ تین لنگری مارے۔  
(۲۰) حرم سے باہر حلق یا تقصیر کرنا۔

(۲۱) حج مفرد کے حلق یا تقصیر میں یا طواف زیارت میں دسویں ذی الحجہ سے تاخیر کرنا۔  
(۲۲) عورت کے بوسہ لینا یا مباشرت فاحشہ کرنا یا یہ شہوت اُس کو متس کرنا یا اسی کی  
مثلاً کوئی اور فعل کرنا خواہ انزال ہو یا نہ ہو اور اسی طرح استمناء اور جماع ہیثمہ بھی موجب  
جنایت ہے مگر ان دونوں میں انزال شرط ہے۔

(۲۳) وقوف عرفات کے بعد اور طواف زیارت سے پہلے جماع کرنا اس میں  
اس قدر تفصیل ہے کہ اگر یہ جماع حلق یا تقصیر سے پہلے ہوا ہے تو ایک گناہ یا  
ادنیٰ کی قربانی کرنی ہوگی اور بعد حلق کے بکری یا بھڑکی۔

(۲۴) جن مناسک میں کہ ترتیب واجب ہو انکی ترتیب بدل دینا۔

(۲۵) قارن کا ذبح سے پہلے یا رمی سے پہلے حلق کر لینا۔

(۲۶) بعد حج کر کے بغیر حلق کر لئے حرم سے باہر چلا جانا اور پھر بارہویں ذی الحجہ کے بعد

مثلاً دسویں تا یازدہم کو سات رمی میں وہی مرتبہ جو عقبہ کی تو اس میں سے چار ترک کر دے اور باقی دونوں میں

ہر دن ایکس ایکس رمی میں تو ان میں سے مثلاً گیارہ رمی ترک کرے خواہ یہ گیارہ رمی جو ترک کی گئی ہیں کچھ کچھ

تینوں جوہ کی ہوں یعنی چار ایک کے چار دوسرے کی تین تیسرے کی یا کسی جوہ کی پوری ہوں اور کسی کی بعض

برصورت ایک قربانی واجب ہوگی استمناء حلق لگنا اور جماع ہیثمہ جانور سے فعل بد کرنا اس میں

صورت میں قارن ہر دو قربانیان واجب ہوئی ہیں مگر ایک تو قرآن کے شکوکہ کی ہے لہذا اس کا ذکر کیا گیا ہے

اور یہ ہو چکا ہے دوسری جنابت کے سبب ہے اسی کا بیان ذکر کیا گیا صاحب پر ایسے دونوں قربانیان جنابت کے

سبب قرار دی ہیں اس پر لوگوں کی تخیل کی ہے پھر صاحب بحر الرائق وغیرہ نے انکی عبارت کی توجیہ بھی کی ہے ۱۲

لوٹنا۔ اگر حرم کے باہر جا کر بارہویں تاریخ کے اندر اندر پھر حرم میں آکر حلق کرالیا تو کچھ جنایت نہیں۔

## دو قربانی کی جنایتیں

(۱) گاڑھی ٹھنڈی کا یا اور کسی قسم کی کسی خوشبودار چیز کا سرین لگانا۔ بشرطیکہ وہ چیز گاڑھی ہو اور پورے سرین یا چوتھائی سرین لگائی جائے اور بقدر ایک دن رات کے لگی رہے۔ ایک قربانی تو بسبب استعمال خوشبو کے اور دوسری بسبب سر ڈھانکنے کے مگر یہ مرد کا حکم ہے عورت پر ایک ہی قربانی ہوگی خوشبو کے استعمال کے سبب سے سر ڈھانکنا تو اسکے حق میں جنایت ہی نہیں۔

(۲) قارن کی وہ جنایتیں جنکے کر نیسے مفرد پر ایک قربانی واجب ہوتی ہے۔  
(۳) جو تمتع اپنے ہمراہ ہی لایا ہو اسکی وہ جنایتیں جنکے کرنے سے مفرد پر ایک قربانی واجب ہوتی ہے۔ جو تمتع اپنے ہمراہ سے نکلا ہو وہ اگر عمرہ کے احوال ادا کرنے کے بعد عمرہ کے احرام سے باہر نہ ہو جائے تو اسپر بھی ہر ایسی جنایت کے کرنے سے دو قربانیاں واجب ہونگی۔

اُن جنایتوں کا بیان ہو چکا جن سے قربانی واجب ہوتی ہو لہذا یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ جان قربانی کا لفظ بغیر کسی جانور کی تخصیص کے استعمال کیا گیا ہے وہاں بکری بھیڑ

۵ قارن پر دو قربانیاں اس سبب سے ہوتی ہیں کہ وہ دو احرام میں مقید ہے ایک تو عمرہ کا

دوسرا حج کا ایک جنایت کے ارتکاب سے لے کر دو احراموں کے خلاف کیا گیا دو جنایتیں ہیں اسی سبب سے

جو تمتع اپنے ہمراہ ہی نہیں لایا اگر بغیر عمرہ کے احرام سے باہر ہوئے حج کا احرام باندھ لے تو اسپر بھی

دو قربانیاں واجب کی گئی ہیں ۱۲

مراد ہے اور اگر گائے یا اونٹ کا ساتواں حصہ اسکے عوض میں دیا جائے تب بھی کافی ہے بشرطیکہ جتنے لوگ اُس گائے یا اونٹ میں شریک ہوں سب کی نیت بغرض ثواب فرج کرینکی ہو اگر کوئی شریک اپنے کھانیکے واسطے یا گوشت بیچنے کے لیے فرج کرنا چاہے تو پھر کافی نہ ہوگا اور جہاں جانور کی تخصیص کر دی گئی ہے وہی خاص مراد ہے۔ اور تخصیص جانور کی صرف دو جگہ کی گئی ہے ایک تو نمبر ۲۳ میں دوسری نمبر ۲۴ میں اور صرف انھیں دونوں مقامات میں پوری گائے یا اونٹ کی قربانی ہے اور کہیں نہیں۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ان تمام قربانیوں میں وہ سب شرطیں ملحوظ ہیں جو عید اضحیٰ کی قربانی میں ہیں مثل عمر کی ایک خاص مقدار اور معائب سے سالم ہونے وغیرہ۔

اب ہم اُن جنایتوں کا بیان کرتے ہیں جنکے ارتکاب سے صدقہ دینا پڑتا ہے یہ بات تو ہم نشین ہے کہ جہاں کوئی خاص مقدار صدقہ کی نہ بتائی جائے وہاں ایک مقدار صدقہ فطر کی مراد ہے یعنی نصف صاع گہون وغیرہ۔ اور صدقات کی مقدار میں یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ جب کسی وجہ سے انکی قیمت قربانی کے برابر ہو جائے خواہ صدقات کے متعدد ہوں یا نہ سبب سے یا قربانی کے ارزان ہوں یا وجہ سے تو صدقہ کی مقدار واجب میں سے اس قدر کم کرو یا چاہیے کہ باقی مقدار کی قیمت قربانی سے کم نہ رہے۔ (رد المحتار وغیرہ) اب وہ جنایتیں شروع ہوتی ہیں۔ (۱) قلیل مقدار کی خوشبو کا ایک عضو سے کم میں

صاحب بحر الرائق لکھا ہے کہ اونٹ یا گائے کا ساتواں حصہ اس جگہ قائم مقام ایک بکری کے نہیں ہو سکتا اگر تحقیق میں انکے رسول کو قبول نہیں کیا اور خود انھوں نے بھی بابلہ میں حالہ کے خلاف لکھا ہے اور احمد خوشبو کی قلت و کثرت پہچانے کا فقہیہ قاعدہ لکھا ہے کہ عام طور پر اسکو پیکر لوگ کہیں کم ہے تو کم سمجھا جائے اور اگر لوگ کہیں کہ بہت ہے جیسے ایک چلو عرق گلاب ایک بھی مشک سمجھا جائے کہ بہت ہے اور پیکھانکی چیز نہیں۔ لکھا ہے کہ اگر نہ کہ اکثر حصہ میں لگائے تو تیس دروز



استعمال کرنا۔ اور اسی طرح قلیل مقدار کی خوشبو کا کسی لباس کے ایک بالشت مربع سے کم میں لگا کر اس لباس کو استعمال کرنا اگرچہ پورے ایک دن یا ایک ات کے بقدر استعمال کرے یا خوشبو قلیل نہ ہو بلکہ کثیر ہو یا پورے ایک بالشت مربع میں لگی ہو مگر ایک دن یا ایک رات سے کم اس لباس کا استعمال کرے۔

(۲) ایک دن یا ایک ات سے کم اپنے سر کا ڈھانکنا یا سلا ہو اکر اپنا۔ اس میں اس قدر تفصیل ہے کہ اگر ایک گھنٹہ سے کم سر ڈھانکا یا سلا ہو اکر اپنا تو صرف ایک مٹھی آمادینا ہوگا اور جو پورا ایک گھنٹہ یا اس سے زیادہ تک ڈھانکے یا اپنے رہا تو نصف صلہ۔

(۳) موچہ کا منڈوانا یا سر ڈار بھی کے جو تھائی حصہ سے کم کا منڈوانا یا گردن کے کسی حصہ کا منڈوانا بشرطیکہ تین بالوں سے زیادہ ہوں اگر صرف تین بال ہوں تو ہر بال کے عوض میں ایک مٹھی آٹا۔ (رقاوی قاضی خان)

اگر کوئی شخص گنجا ہو یا اسکے سر کے بال پہلے ہی سے گر کر یا کسی وجہ سے کم ہو گئے ہوں حتیٰ کہ بقدر جو تھائی سر کے نمونہ تو وہ اگر پورے سر منڈوا لیا تب بھی صدقہ واجب ہوگا اسی طرح اگر کسی کی ڈار بھی میں بہت ہی کم بال ہوں کہ جو تھائی کی حد کو نہ پہنچیں تو اسپر پوری ڈار بھی منڈوا دینے میں بھی صدقہ ہی واجب ہوگا۔ (رد المحتار)

(۴) بانج ناخنوں سے کم کا ترشوانا یا بانج سے زیادہ کا مگر متفرق طور پر بیچنے ہر عضو کے چار چار ناخنوں کا بہر ناخن کے عوض میں ایک صدقہ واجب ہوگا۔

(۵) طواف قدوم یا طواف وداع یا اور کسی نفل طواف کلبے وضو ادا کرنا۔ ہر شرط کے عوض میں ایک صدقہ۔

(۶) کچھنے گوانیکی جبکہ بال بغرض کچھنے لگانے کے منڈوانا اگر کسی وجہ سے کچھنے نہ لگوانا۔

(۷) طواف قدوم یا طواف وداع یا سعی کے تین یا تین سے کم شرطوں کا ترک کر دینا ہر شرط کے عوض میں ایک صدقہ۔

(۸) ایک دن جعفر رومی واجب ہیں انہیں سے نصف سے کم کا ترک کر دینا مثلاً دسویں تاریخ کو صرف حجرۃ العقبہ کی سات رومی واجب ہیں انہیں سے تین ترک کرے یا اوز تار یخون میں سب جہروں کی ملا کر اکیس رومی واجب ہیں ان میں دس ترک کرے ہر کنکری کے عوض میں ایک صدقہ

(۹) کسی دوسرے شخص کا سر یا گردن مونڈ دینا یا اس کے ناخن کاٹ دینا خواہ وہ دوسرا شخص محرم ہو یا غیر محرم۔

ان جنایتوں کا بھی بیان ہو چکا جس کے ارتکاب سے صدقہ دینا پڑتا ہے لہذا چند باتیں اسی کے متعلق اور ہیں ان کو بھی یاد رکھنا چاہئے وہ یہ ہیں۔

اگر کوئی واجب ترک کیا جاتا ہے تو اگر بے عذر ترک کیا گیا ہے تو قربانی کرنی ہوگی اور بعد از ترک کرنے میں کچھ نہیں نہ قربانی نہ صدقہ۔

اگر ممنوعات احرام میں سے کسی چیز کا ارتکاب بلا عذر کیا جائے تو کہیں قربانی واجب ہوتی ہے کہیں صدقہ جیسا کہ گذشتہ بیان سے واضح ہو چکا۔ اور کسی عذر سے ارتکاب کیا جائے تو اگر اسکے بے عذر ارتکاب سے قربانی واجب ہوتی تھی تو اب اختیار دیا جائیگا چاہے قربانی کرے چاہے قربانی کے بدلے چھ مسکینوں کو ایک ایک مقدار صدقہ فطر کی دیدے چاہے تین روزے رکھے جہاں چاہے رکھے اور جس وقت چاہے رکھے اگر

۵۰ افضل یہ ہے کہ مسکین کر کے رہنے والے ہوں ان مسکینوں کا چھ ہونا ضروری ہے اگر کوئی شخص

چھ مقدار صدقہ فطر کی تین یا چار مسکینوں کو دیدے تو کافی نہیں ۱۲

اس کے معذور ارتکاب سے صدقہ واجب ہوتا تھا تو اب اختیار دیا جائیگا چاہے صدقہ دیدے اور چاہے ہر صدقہ کے بدلے ایک روزہ رکھ لے۔  
 عذر کی مثالیں۔ بخار۔ سرخی۔ زخم۔ درد سر۔ جوین وغیرہ عذر کے لئے غیر عذرین کہ ہر وقت رہے نہ یہ ضروری ہے کہ اس سے خوف مر جائیگا ہو بلکہ صرف تکلیف اور مشقت کا ہونا کافی ہے۔ خطا اور نسیان اور بیہوشی اور بچہ پور ہونا اور سونا اور مفلسی کا شمار عذرین میں نہیں ہے بلکہ ان حالتوں میں جو جنایت صادر ہوگی اسکا کفارہ ضرور دینا ہو گا ہاں آخرت کا گناہ اسکے ذمہ نہ ہو گا۔

۱۱۔ شلا کسی کو بخار پڑا اور اس نے سر ڈبا تک لیا یا کوئی سلا ہوا کپڑا پہن لیا ۱۲۔ شلا کسی کو سرخی بہت معلوم ہوئی اور اس نے کوئی سلا ہوا کپڑا پہن لیا یا سیاہ اگر کم کپڑا کوئی اسکے پاس نہ تھا ۱۳۔ شلا زخم پر پھا یا وغیرہ رکھنے کے لئے بال اس مقام کے منڈواے یا کوئی خوشبودار مرہم اس مقام پر رکھا ۱۴۔ شلا درد سر کے دفع کرنے کیلئے کوئی خوشبودار منہا استعمال کیا ۱۵۔ جوین سر میں پڑ گیا ۱۶۔ اس ضرورت سے اس نے بال منڈوا ڈالے ۱۷۔ شلا کسی محرم سے کسی نے کہا کہ میں تجھ کو قتل کئے ڈالتا ہوں میں نے تو بتا سر منڈوا لے یا یہ خوشبودار لیا اس پہن لے ۱۸۔ شلا کسی محرم نے سونے کی حالت میں اپنا سر چادر میں ڈبا تک لیا یا اور کوئی فعل کیا ۱۹۔

۲۰۔ مفلسی سے مراد یہ ہے کہ کسی سے کوئی جنایت صادر ہوئی اور اسکی وجہ سے اس پر قربانی یا صدقہ واجب ہوا اور اسکے پاس اس قدر روپیہ نہیں ہے جو وہ قربانی کر سکے یا صدقہ دے سکے تو وہ شخص منذور نہ سمجھا جائیگا اس پر قربانی یا صدقہ جو کچھ واجب ہو اتحاد واجب رہیگا ہاں یہ اسکو اختیار ہے کہ جب اسکو مقدور ہو تب کفارہ ادا کرے اور اگر مرتے دم تک اپنی قدرت حاصل نہ ہو تو امید ہے کہ حق تعالیٰ اس سے درگزر فرمائے ۲۱۔

## مفسد حج و عمرہ

وقوت عرفات سے پہلے جماع یا لواطت کا مرتکب ہونا حج کو فاسد کر دیتا ہے خواہ انزال ہوا ہو یا نہیں۔ جماع و لواطت میں یہ شرط ہے کہ اس کیفیت سے واقع ہو کہ جس سے غسل واجب ہو جاتا ہو۔ بھولے سے ہو جائے یا مجبوری سے سونے کی حالت میں یا کسی نابالغ بچہ سے اسکا وقوع ہو یا مجنون سے بہر حال حج فاسد ہو جائیگا۔ عورت اگر کسی جانور کا خاص حصہ اپنے خاص حصہ میں داخل کرے یا کسی جانور یا آدمی کے خاص حصہ کو اپنے خاص حصہ میں داخل کرے جب بھی اسکا حج فاسد ہو جائیگا۔ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ حج اگر فاسد ہو جائے تب بھی اسکا پورا کرنا ضروری ہے اور عذر پورا کرنے کے ایک قربانی کرنا بھی ضروری ہے ایک قربانی جب ہی واجب ہوگی کہ ایک مرتبہ جماع کیا جائے یا کئی بار یا کئی عورتوں سے کیا جائے مگر مجلس ایک ہی ہو اگر مجلس متعدد ہونگی تو بقدر انکی تعداد کے قربانیاں بھی ہونگی (بحر الرائق)

اس فاسد شدہ حج میں بھی تمام وہی رعایتیں ضروری ہیں جو صحیح حج میں کرنا پڑتی ہیں۔

اس کیفیت کا بیان فصل پہلی جلد میں ہو چکا ہے۔ حاصل اسکا یہ ہے کہ مرد کے خاص حصہ کا سہا ہوا جسکے کسی کے خاص حصہ میں یا مشترک حصہ میں داخل ہو جائے اور عورت بہت صغیر سن نہ ہو اور اپنے خاص حصہ پر ایسا کپڑا وغیرہ نہ پہنے جو جسم کی حرارت محسوس ہو نہ کہ مائع ہو ۱۲ حصہ عورت کی قبلہ ایسے لگائی گئی کہ وہ اگر جانور کے ساتھ فیصل کرے تو اسکا فیصل مفسد حج نہ ہو گا کیونکہ جنابت کامل نہیں ہوتی بخلاف عورتوں کے کہ ان میں بوجہ زیادتی شہوت کے ان حصہ تون میں بھی جنابت کامل ہو جائیگی ۱۲ حصہ ہاں اگر وہ سر جماع سے اس حج فاسد کے قورنے کی نیت کرے اور مسئلہ نہ جانتا ہو تو پھر وہ سر جماع کے بوجہ بقدر جماع ہونگے ان میں کفارہ واجب نہ ہو گا جیسا کہ سابق میں گذر چکا ۱۲

اگر کسی ممنوع احرام کا ارتکاب کر گیا تو اسکا کفارہ دینا پڑیگا۔  
اس فاسد حج کی قضا علی الفور واجب ہے یعنی سالہ بندہ میں اسکی قضا کرے اس سے  
زیادہ تاخیر نہ کرے۔ حج اگرچہ نفل ہو تب بھی اسکی قضا کرنی پڑیگی کیونکہ ہر عبادت کو نفل  
بعد شروع کرنے کے لازم دو واجب ہو جاتی ہے بان تا بالغ بچہ اور جنون پر اس حج  
کی قضا واجب نہیں (در المختار)

عمرہ میں طواف کے چار شوط سے پہلے جماع و لواطت منفسد ہے بعد چار شوط کے  
نہیں عمرہ فاسد ہو جائے تو اسکو بھی پورا کرے اور ایک قربانی کرے اور اسکی  
قضا کرے۔

## شکار کی جزا

کسی جنگلی شکار کے قتل کرنے یا اس کے قتل میں اعانت کرنے سے جزا لازم ہوتی ہے

عہ جنگلی اُن جانوروں کو کہتے ہیں جنکا تو الذر اسل خشکی میں ہوا ہو گو آگنی بود و بادش پانی میں ہو جیسے  
بط اور مرغابی وغیرہ یہ جنگلی جانور ہیں کیونکہ اُن کے انڈے بچے خشکی میں ہوتے ہیں جو جانور جنگلی نہ  
بلکہ دریائی ہو اسکا شکار حالت احرام میں بھی جائز ہے خواہ اسکا کھانا جائز ہو یا نہیں ۱۱ عہ شکار اس  
اس جانور کو کہتے ہیں جو اہل خلقت میں وحشی ہو خواہ وہ کئی بچہ مانوس ہو گیا ہو جیسے ہرن کہ پالنے سے نوز ہوا  
نگر چونکہ در اہل وحشی ہے اسلئے شکار کسلا یگا فقہائے کبار کو وحشی الاصل قرار دیا ہے۔ جو جانور وحشی الاصل ہو  
اسکا قتل کرنا حالت احرام میں بھی جائز ہے خواہ اسے بین ہو تب بھی بکری گائے اونٹ مرغی وغیرہ گائے بیل اگر  
چھوٹ کر آوارہ ہو گئے ہوں اور انہیں وحشت آگئی ہو تب بھی وہ شکار نہ سمجھے جائینگے ۱۲ سے قتل میں  
تعمیم چاہو قتل کا ارتکاب اپنے ہاتھوں سے کرے چاہے باعث قتل ہو جو دو دن و دو رات میں جزا لازم  
ہی ہوگی فرق اس قدر ہے کہ پہلی صورت میں ارادہ اور نیت شرط نہیں (بقیہ حاشیہ و یکھو صفحہ ۶۱)

جزا سے مراد وہ قیمت ہے جو دو تبصر آدمی اس شکار کی تجویز کریں اور قیمت اس مقام کے اعتبار سے ہو جان وہ شکار مارا گیا ہو یا اس کے قریب تر مقام کے اعتبار سے کیونکہ ایک چیز کی قیمت مختلف مقامات کے اعتبار سے بدل جاتی ہے اور نیز اس زمانہ کے اعتبار سے وہ قیمت ہو جس زمانہ میں وہ شکار مارا گیا ہے کیونکہ مختلف اوقات میں ایک چیز کی قیمت مختلف ہو جاتی ہے۔

اس قیمت سے اس کو اختیار ہے کہ کوئی جانور قربانی کا مول لیکر حرم بھیجے اور وہ بان ذبح کر دیا جائے یا اس قیمت سے گھوٹوں وغیرہ مول لیکر ہر فقیر کو ایک مقدار صدقہ فطر کی تقسیم کر دے اور یہ بھی اختیار ہے کہ ہر مسکین کے کھانے کے عوض میں ایک ایک ذرہ بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۰۔ حتیٰ کہ اگر کوئی شخص کسی شکار پر گر پڑے اور وہ اس کے گرنے سے مر جائے یا تھوہین لگا جائے کسی شکار پر گر جائے اور وہ مر جائے تو جزا لازم ہوگی اس طرح اگر کوئی شخص کسی جانور کی طرف گولی چلائے اور وہ کسی شکار کے لگ جاتا ہے یا جزا لازم ہوگی اور دوسری صورتیں راہ و قصد شرط ہے لہذا اگر کوئی شخص جانور کو مارے اور اس میں اگر کوئی شکار مر جائے تو دیکھا جائے گا کہ اسے کتنا اس غرض سے کھوایا اگر شکار کے گرفتار کرنے یا مارنے کیلئے کھوایا ہے تو اس پر جزا واجب ہوگی اور اگر محض پانی کیلئے کھوایا ہے تو جزا واجب نہ ہوگی۔ اس طرح اگر کسی شخص نے شکاری کئے کو کسی جانور کے پکڑنے کیلئے چھو ا اور اس نے جا کر شکار کو پکڑ لیا تو جزا واجب ہوگی علیٰ ہذا اگر کسی شخص نے کسی کو ٹٹری کو بند کیا اور اس کے اندر کوئی پرندہ بند ہو گیا اور پیاس وغیرہ کے سبب مر گیا تو دیکھا جائے گا کہ بند کر دیا کیونکہ اس پرندہ کے دہان ہونیکا علم تھا یا نہیں اگر تھا تو جزا واجب ہوگی ورنہ نہیں ۱۲۔ یہ امام ابو حنیفہ اور قاضی ابویوسف کا مذہب ہے امام محمد کے نزدیک جن جانوروں کا شل ہو جو کھانے کیلئے قتل کرنے سے آگے قتل جانوروں کا قربانی کرنا ضروری ہے مثلاً ہرن کو مارے تو بکری شتر مرغ کو مارے تو اونٹ گورخر کو مارے تو گائے و علیٰ ہذا اور یہی امام شافعی کا بھی قول ہے ۱۳۔ (بخاری و الترمذی)

رکھ لے اور اگر قیمت اس قدر واجب ہوئی ہو کہ اُس سے قربانی نہیں ہو سکتی تو پھر صرف دو ہی باتوں کا اختیار رہے صدقہ دینے اور روزہ رکھنے کا۔ اور اگر اس قدر قیمت واجب ہوئی ہو کہ اس میں ایک مقدار فقیر فطر کی نہیں مل سکتی تو اختیار ہو کہ جھگڑا لجا لے اُسی قدر خرید کر محتاج کو دیدے یا اُس کے عوض میں ایک روزہ رکھ لے شکار اگر کسی آدمی کا ملوک ہو گا تو اُس کے قاتل کو دو قیمتیں دینا پڑیں گی ایک قیمت تو اُس کے مالک کے حوالہ کر دے اور ایک قیمت اللہ کی راہ میں تصدق کرے (بہر لائق) قتل میں اعانت کرنیکی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ شکار جہان اسوقت موجود ہو اُس مقام کی اطلاع شکاری کو کر دینا دوسرے یہ کہ کوئی آلہ قتل کا اُس کو دینا یا قتل کی تدبیر بتانا پہلی صورت میں جزا واجب ہونے کیلئے پانچ فرطین ہیں (۱) اُس شکار کا قتل اُس کے بتانے سے ہو جائے (۲) جسکو شکار کا مقام بتایا ہو وہ خود اُس کا مقام جانتا ہو بلکہ اسی کے بتانے سے اُس نے جانا ہو (۳) جسکو شکار کا پتہ بتایا ہو وہ اُس کے قول کو غور نہ سمجھے (۴) بتانے والا اُس شکار کے قتل ہونے تک محرم رہے (۵) شکار بھاگ جائے اگر بھاگ جائے اور بعد اُس کے وہ شخص پھر اُس کو مارے تو بتلانے والے پر جزا واجب ہوگی کیونکہ جب اُس نے بتایا تھا اسوقت وہ شکار ہاتھ نہیں آیا۔

دوسری صورت میں یہ شرط ہے کہ خود وہ شخص جسکو اُس محرم نے آلہ قتل دیا ہو یا تدبیر قتل بتائی ہے اپنے پاس آلہ قتل رکھتا ہو یا اُس تدبیر قتل کو نہ جانتا ہو مثلاً کوئی شکار غار کے اندر چھپا بیٹھا ہو اور کوئی شخص اسکو قتل کرنا چاہے لیکن اُس سے کچھ تدبیر نہیں پڑے اور کوئی محرم اُس غار کے اندر جانے کا راستہ بتا دے یا کوئی نیزہ وغیرہ اتار لے لیا دیدے جو غار کے اُس مقام تک جہاں شکار بیٹھا ہے پہنچ سکے۔

اگر کوئی محرم ایک شکار کے قتل کے مرتکب ہوں یا اس کے قتل میں معین ہوں تو ہر ایک پر جزا واجب ہوگی اسی طرح اگر ایک محرم کسی شکار ورن کو قتل کرے تو اپنی ہی جزا میں واجب ہونگی جتنے اس نے شکار کئے ہیں (بحر الرائق)

اُن جانوروں کے قتل کی جزا جنکا گوشت حلال نہیں کبھی ایک بکری سے زیادہ نہیں ہو سکتی چاہے وہ جانور کتنا ہی بڑا اور کتنا ہی قیمتی کیوں نہ ہو مثلاً کوئی شخص ہاتھی کو مار ڈالے تب بھی اسکی ہزا میں صرف ایک بکری واجب ہوگی۔

جزا کے عوض میں اگر صدقہ دے تو اسکا حکم بالکل صدقہ فطر کے مثل ہو اور اس کے مصارف وہی ہیں جو صدقہ فطر کے ہیں۔

اگر کوئی محرم کسی شکار کو زخمی کر دے اور وہ اس زخم سے مرے نہیں یا شکار کے بال اکھاڑ دے یا کوئی عضو توڑ دے یا کاٹ دے تو اس شکار کی حالت صحت کی قیمت میں حبقہ کی آگئی ہو وہ اس محرم کو دینا چاہئے بشرطیکہ یہ زخمی کرنا بال غیرہ کا توڑنا اس شکار کے فائدے کی غرض سے ہو اگر فائدہ کی غرض سے ہوگا تو پھر کچھ بھی جزا واجب نہ ہوگا مثال کوئی کبوتر کسی چال میں پھنسا ہوا ہو اور کوئی محرم اسکو چال سے نکالنا

۱۱۔ اس ہتھ میں جیکہ وہ پانچ کسے ملک ہو ورنہ تو اسکی پوری قیمت مالک کو دینا پڑے گی اگرچہ وہ ہرقامت میں چھوٹا ہو مگر کسی وصف کے سبب اسکی قیمت بڑھتی ہو تو اس وصف کا بھی اعتبار کیا جائیگا مثلاً کوئی بدن ہوا طوطا یا شکاری چیتا یا کوئی شکاری پرند بشرطیکہ وہ وصف شرعاً معیوب نہ ہو اگر معیوب ہوگا تو اسکا اعتبار نہ کیا جائیگا جیسے لڑائی کا مرغ یا سینڈ ہار وغیرہ مگر اللہ کی راہ میں ہر حال ایک ہی بکری یا اسکی قیمت دینا ہوگی ان اوصاف کا اعتبار صرف مالک کا حق ادا کرنے کیلئے کیا جائیگا ۱۲۔ ع مثلاً حالت صحت میں اسکی قیمت دس روپیہ تھی اور اب آٹھ روپیہ رہ گئی تو دو روپیہ دینا ہوں گے ۱۲



چاہے نکالنے میں اُسکے بال وغیرہ ٹوٹ جائیں۔ بلکہ ایسی صورت میں اگر وہ مر بھی جائے تو بھی جزا واجب نہ ہوگی۔

اگر کوئی مجرم کسی فشکار کے پیر کاٹ ڈالے یا اُسکے پر لوج ڈالے کہ وہ اپنی حفاظت سے معذور ہو جائے تو اُس فشکار کی پوری قیمت دینا پڑے گی۔

اگر کسی فشکار کے انڈے توڑ ڈالے اور وہ انڈے گندیے نہ ہوں تو اگر اُن انڈوں کے اندر سے بچہ نہ نکلے گا تو انڈے کی قیمت دینی پڑیگی اور جو اسکے اندر سے بچہ نکلے تو اگر وہ صحیح و سالم نکلے یا تو کچھ نہیں اور اگر مر اہوا نکلا یا نکل کر مر گیا تو اُس بچہ کی قیمت دینی پڑیگی نہ انڈے کی۔

اگر کوئی شخص جوین یا بیٹری کو مار ڈالے یا دوسرے کو مارنے کا حکم دے یا اس غرض سے کسی کو اشارہ سے جوین یا بیٹری کو بتائے یا کوئی فعل بقصد مار ڈالنے کے کرے اور وہ مر جائے تو اگر دو تین مارے تو حقیقتاً چاہے صدقہ دیدے مثلاً ہر ایک کے عوض میں ایک مٹھی آکا اور جوین سے زیادہ مارے تو صدقہ فطر کی پوری مقدار دینا ضروری ہے۔ جوین کا بدن سے نکال کر زمین پر پھینک دینا بھی مارنے کے حکم میں ہے۔

بیان تک تو اُن جنایتوں کا بیان تھا جن کا ارتکاب صرف احرام کے سبب سے ممنوع تھا غیر محرم کے حق میں وہ امور ممنوع نہ تھے ایہ ہم اُن جنایتوں کو بیان کرتے ہیں

جسے مثلاً میں کہتے ہیں جوین میں اسکو دھوپ میں ڈال دے اس غرض سے کہ وہ مر جائے۔ اگر اس غرض سے نہیں ڈالا بلکہ اور کسی خیال سے اور وہ مر گئے تو کچھ جنایت نہیں ۱۲ اے بی اکثر فقہاء کا قول ہے صاحب بحر الرائق نے اسی کو ترجیح دی ہے لیکن قتاری قاضی خان میں اسکے خلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ جب دس سے زیادہ ہو جائیں تب اب اس مقدار صدقہ فطر کی واجب ہوگی۔

جنگا از کتاب حرم کے سبب منع ہر حرم کے اندر خواہ محرم ہو یا غیر محرم ان جنایتوں کا ارتکاب کرے گا تو اسکو جزا دینا ضروری ہوگی۔ اور اس جزا میں صرف دو اختیار ہیں یا تو قربانی کرے اگر قیمت بقدر ایک قربانی کے ہوگئی ہو یا وہ قیمت محتاجون کو دیدے روزہ رکھنے کا اختیار نہیں ہے

### حرم کی جنایتیں

(۱) سو اذخر کے حرم کے کسی اور گھاس یا درخت کا کاٹنا بشرطیکہ خشک اور ٹوٹا ہوا نہ ہو اور خورد ہو اور اس قسم میں سے نہ جو جن کو لوگ عادتہ بویا کرتے ہیں جیسے غلہ اور میوہ جات کے درخت اگر ایسی گھاس یا درخت کو کوئی شخص کاٹے گا تو اسکی قیمت دینا پڑیگی۔ بشرطیکہ یہ گھاس وغیرہ کسی کی ملک نہ ہو اگر ملک ہوگی تو دوسری قیمت دینا پڑیگی۔ ایک تو بدستور خدا کی راہ میں اور دوسری اسکے مالک کو ہاں اگر مالک نے اجازت دیدی ہو یا معاف کر دے تو پھر وہی ایک قیمت اللہ کی راہ میں دینا پڑیگی۔

اذخر کے کاٹنے میں کچھ جنایت نہیں اور جو چیز خورد نہ ہو بلکہ بوئی اور لگائی گئی ہو خواہ اسکے ہونیکا

عہد حرم مکہ اور اس کے آس پاس کے حدود مقاموں کو کہتے ہیں حرم کی حد ہر طرف سے برابر نہیں ہے جیسا کہ ہم بیان کرتے ہیں مدینہ منورہ کی جانب تک سے تین میل تک حرم ہے اور یمن کی طرف سات میل اور طائف کی طرف بھی سات میل اور عراق کی طرف بھی سات میل اور جدہ کی طرف دس میل حرم کے تمام اطراف کی حد بندی کر دی گئی ہے پہلے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نشان لگائے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر عمر و عثمان رضی اللہ عنہما نے پھر حضرت معاویہؓ نے جو اب تک ہیں ۱۲ عہد اذخر ایک قسم کی گھاس ہے جو دو مائین کام آتی ہے اور قبروں کو بھی اس سے پاٹتے

ہیں ہندوستان میں بھی اسکی جڑ و این لکھی جاتی ہے ۱۲ عہد کاٹ لینا اور جڑ سے اٹھا کر ڈالنا ایک حکم میں ہے ۱۲ للہ اس قدر ٹوٹ جانا مراد ہے کہ اس میں نہ کسی قوت باقی نہ اواریہ نہ ترو تازہ رہ سکے اگر پورا درخت نہیں ٹوٹا کوئی شاخ اسکی ٹوٹ گئی ہے تو صرف اسی شاخ کے کاٹنے میں جنایت نہ ہوگی ترو تازہ شاخ کے کاٹنے میں جنایت ہوگی ۱۲

بوج ہو یا نہیں اسکے بھی کاٹ لینے میں کچھ جنایت نہیں۔ کیونکہ یہ اس قسم میں ہے جس کو لوگ عادتاً بتے ہیں کسی رخت کی پتی وغیرہ توڑ لینے میں جو اس رخت کو نقصان نہ پہنچائے کوئی جنایت نہیں بشرطیکہ یہ چیزیں کسی کی ملک نہ ہوں اور اگر ملک ہوں تو مالک نے اجازت دیدی ہو یا معاف کر دیا ہو یا خود مالک نے کاٹا ہو۔

کوئی درخت وغیرہ اگر ایسا ہو کہ اسکی شاخوں کا کچھ حصہ حرم کے اندر ہو اور کچھ حصہ حرم سے باہر تو اسکی جڑ کا اعتبار کیا جائیگا اگر جڑ حرم میں ہے تو وہ درخت حرم کا سمجھا جائیگا اور کچھ جڑ حرم کے اندر ہے کچھ باہر تب بھی وہ حرم کا سمجھا جائیگا اور اگر ایسے درخت پر کوئی پرند بیٹھا ہو گا تو اس میں یہ بات دیکھی جائیگی کہ اگر وہ زخمی ہو کر گرے تو کمان گرے گا اگر حرم میں گرے تو وہ پرند حرم کا سمجھا جائے گا۔

حرم کی گھاس کا جانوروں سے چروالینا بھی جائز نہیں اگر خود بخود کوئی جانور چرے تو اس کے مالک پر ضمان نہ پڑیگا۔ (در مختار وغیرہ)

(۲) حرم کے شکار کا قتل کرنا اگر کوئی جانور ایسی جگہ بیٹھا ہو کہ پر تو اس کے حرم میں ہوں اور سر حرم سے باہر تو وہ حرم کا سمجھا جائیگا اور اگر لیٹا ہوا ہو تو اگر اس کے بدن کا کوئی جز حرم میں ہو گا تو وہ جانور حرم کا سمجھا جائیگا۔

اگر کوئی شخص کسی جانور کو حرم سے باہر نشانہ لگائے اور وہ جانور حرم کے اندر بھاگ جائے اس کے بعد اسی نشانہ سے زخمی ہو تو جنایت ہو جائے گی۔

۵۰ یہ امام ابو حنیفہ اور امام محمد کا مذہب ہے قاضی ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے وہ کہتے ہیں کہ چرانے کی مانت میں لوگوں کا سخت عرج ہے اور حدیث میں صرف کاٹنے اور توڑنے کی مانت ہے چرانے کا ذکر نہیں ہے بعض فقہانے انھیں کے قول پر فتویٰ دیا ہے اور لکھا ہے کہ لوگوں کا عمل بھی اسی پر ہے ۱۲ (رد المحتار)

اگر حرم کے کسی پرندے کے انڈے توڑ دالے یا بھون لے یا حرم کی ٹڈیاں مارے یا حرم کے کسی شکار کا دودھ دوسے تو اس کا ضمان دینا ہوگا بعد ضمان دینے کے اس کا کھانا جائز ہے اور اس کا بیچنا بھی جائز ہے مگر کراہت کے ساتھ۔

کوئے اور چیل اور بھیرے اور سانپ کچھو اور چوسے کے مار ڈالنے میں کچھ مضائقہ یعنی جزا واجب نہ ہوگی اسی طرح کتے اور چھوٹے چبڑے اور کھنی اور کچھو اور پرانے مکھی اور چھپکلی اور بھڑ اور تمام خزندہ جانوروں کے مار ڈالنے میں بھی جزا واجب نہیں ہوتی جو حمل کرے اور اس کے حمل کا دفعیہ بغیر قتل کے ممکن ہو بشرطیکہ وہ جانور کسی کا ملک نہ ہو۔ ان جانوروں کے قتل میں کچھ جزا نہیں خواہ حرم کے اندر ہی کیوں نہ قتل کیے جائیں اور خواہ قاتل ان کا محرم ہو۔

کوئے کی کئی قسمیں ہیں ان میں سے عقیق کو فقہانے مستثنیٰ کیا ہے یعنی اسکے قتل سے جزا لازم ہوتی ہے۔ (رد المحتار وغیرہ)

اگر کوئی غیر محرم شکار مارے اور اسکو حرم سے باہر فوج کرے تو اسکا کھانا محرم کے لئے جائز ہو بشرطیکہ اس شکار کے قتل میں کسی محرم کی کسی قسم کی اعانت نہ ہو نہ اسنے اس شکار کے قتل کا حکم دیا ہو گو اس شکار کر نیوالے نے اسکو کسی محرم ہی کے لئے شکار کیا ہو۔

علمی اگر تین سال سے اسے تو حد کی کوئی تعداد میں نہیں جس طرح چار دیکھ ہاں میں زیادہ مارنے میں ایک تعداد نظر کی مشین میں حال جبر میں بھی ہر دو بخار علم بعض فقہا کی جہا تو میں اس مقام پر کہنے کے ساتھ کاٹنے والے کی قید ہو گئے قید اتفاقی ہر کا شمار یا نہیں جنگی یا پلاہر حال میں اسکے مار ڈالنے سے جزا لازم ہوگی ان اگر وہ کسی ملک ہو تو اسکو ضمان دینا پڑیگی خزندہ جانور میں جو سوراخ میں گھس جائے ہیں اور انکے اندر روڈ ہاں کرنے میں جیسے سانپ بچھو چو وغیرہ ۱۱

عقیدہ دیکھو کہ جس کے رنگ میں سیاہی کے ساتھ سیدھی بھی ہو سکی آواز میں عین قاتل کی موت پیدا ہوتی ہر (رد المحتار)

جو شخص حرم کے اندر داخل ہو اُس پر واجب ہو کہ اگر اُس کے ساتھ مین کوئی شکار ہو تو اُس کو چھوڑ دے یعنی آزاد کر دے۔ اسی طرح جو شخص احرام باندھے اور اُس کے ہاتھ مین شکار ہو اُس پر بھی واجب ہے کہ اُس کو اپنے پاس سے علیحدہ کر دے کسی کے پاس امانت رکھا دے یا دیدے۔

اگر یہ شکار جس کو اس نے آزاد کیا ہے کوئی درندہ ہو جیسے شکار باز وغیرہ اور وہ آزاد ہو کر حرم کے کسی شکار کو قتل کرے تو اس کی جزا اُس پر واجب نہ ہوگی۔

اگر شکار اُس کے ہاتھ مین ہو بلکہ مکان مین ہو یا بچہ مین بند ہو اور وہ بچہ اُس کے ہاتھ مین یا اُس کے خادم کے ہاتھ مین ہو یا اسباب کے اندر رکھا ہو تو پھر اُس کا چھوڑنا ضروری نہیں۔ اسی طرح اگر وہ رستی مین بندھا ہو اور وہ رستی اُس کے ہاتھ مین ہو تب بھی اُس کا چھوڑنا واجب نہیں۔ (ردالمحتار)

حرم کو شکار کا مول لینا یا بیچنا جائز نہیں اگرچہ تو اُس پر ضروری ہے کہ واپس لے لے اور نہ جزا دینی پڑے گی۔

محرم شکار کا مالک کسی اختیاری سبب مثل خریدنے یا ہبہ وغیرہ کے نہیں بن سکتا ہاں اگر کوئی سبب اختیاری نہ ہو تو اُس کی وجہ سے البتہ مالک بن سکتا ہے مثلاً کوئی عورت اُس کا مر جائے اور اُس کے مال مین شکار ہو اور وہ اُس کو وراثت مین ملے تو اس صورت مین اُس کا مالک ہو جائیگا کیونکہ وراثت غیر اختیاری چیز ہے۔

اگر کوئی محرم کسی شکار کو پکڑے یا مول لے پھر اُس کو کوئی شخص لڑا دے تو اُس پر ضمان نہیں

عہ چھوڑ دینے کا یہ مطلب مگر اس سبب بیان کیا گیا کہ برند کا اڑا دینا یا چرایہ کا آزاد کر دینا

منوع ہے۔ اس مین ال کی افاعت ہے جو شریعت اسلامیہ مین جائز نہیں رکھی گئی ۱۲

کیونکہ وہ شکار اُس محرم کی ملک میں نہ تھا۔

یہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ جن جنایتوں کے سبب مفرد پر ایک قربانی واجب ہوگی انکے سبب قارن اور ہدیٰ والے تمتع پر دو قربانیاں واجب ہونگی علیٰ ہذا صدقہ بھی قارن وغیرہ پر دو گنا واجب ہوتا ہے۔ سو اس جنایت کے کمیتات کے اندر بغیر احرام باندھے ہوئے چلا جائے۔ اس جنایت میں قارن وغیرہ پر بھی مفرد کی طرح ایک ہی قربانی واجب ہوتی ہے (در مختار۔ رد المحتار)

میقات سے بغیر احرام باندھے ہوئے حرم کے اندر چلا جانا بھی جنایت ہے۔ ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ جو شخص حرم کے اندر جانا چاہے اُس پر ضروری ہے کہ احرام باندھ کر میقات کے اندر داخل ہو۔ پس اسکے خلاف کرے گا تو جنایت کا مرتکب ہوگا اُس جنایت کے احکام حسب تفصیل ذیل ہیں۔

۱) جو شخص حرم جانے کے ارادہ سے بغیر احرام باندھے ہوئے میقات سے آگے چلا جائے اُس پر واجب ہے کہ میقات پر لوٹ کر آئے اگر نہ لوٹا تو چاہے میقات سے آگے بڑھ کر احرام باندھ لے یا نہ باندھے اُس پر ایک قربانی واجب ہے۔

۲) اگر حرم جانے کے ارادہ سے بغیر احرام باندھے ہوئے میقات سے آگے نکل گیا۔ پھر میقات پر لوٹ کر آئے احرام باندھ لیا یا احرام تو میقات پر لوٹنے سے پہلے باندھ لیا مگر ابھی تک افعال حج و عمرہ شروع نہیں کیے پھر میقات پر لوٹ کر تلبیہ کہا تو قربانی معاف ہو جائیگی۔

۳) اگر میقات سے آگے بڑھ کر احرام باندھ لیا اور افعال حج و عمرہ کے شروع کر دیئے مثلاً طواف کا ایک شوط کر لیا اسکے بعد میقات پر لوٹ کر آیا یا افعال حج و عمرہ کے شروع کر دیئے

پہلے میقات پر لوٹ کر آگیا اگر تلبیہ نہ کہا تو ان دونوں صورتوں میں ایک قربانی واجب ہوگی  
(۴) اگر دوبارہ میقات پر آئیے حج کے فوت ہو جانے کا خوف ہو تو چاہیے کہ نہ لوٹے  
اور اس نہ لوٹنے کی وجہ سے ایک قربانی کر دے۔

(۵) کوئی مکی یا وہ متبع جو اپنے عمرہ سے فارغ ہو چکا ہے بقصد حج حرم باہر نکل گئے  
اور پھر حل میں جا کر احرام باندھا اور وہین سے عرفات میں وقوف کے لیے چلے گئے  
تو ان پر ایک قربانی واجب ہے کیونکہ انکی میقات حرم ہے اور وہ اُس سے بغیر احرام  
باندھے ہوئے نکل گئے۔

(۶) اگر کوئی شخص بغیر احرام باندھے ہوئے کئی مرتبہ حرم کے اندر آمد و رفت کرے تو ہر مرتبہ  
کے عوض میں اُسکے ذمہ ایک حج یا ایک عمرہ ضروری ہے۔ پھر اسی سال اگر کوئی حج یا عمرہ  
کرے گا گو وہ اس بغیر احرام جانیکے جنابت اُتار نیکی غرض سے نہ تو ایک مرتبہ کی جنابت  
اُتر جائیگی۔ ہاں بعد اس سال کے پھر خاص اسی نیت سے کریگا تو جنابت اُترے گی ورنہ نہیں  
(۷) اگر کوئی شخص میقات سے بغیر احرام باندھے نکل جائے اور اسکا ارادہ حرم میں  
جانیکا نہ ہو بلکہ حل میں کسی مقام کے جائیکی نیت ہو تو اُس پر بغیر احرام نکل جانے میں کچھ جنابت  
نہیں پھر وہ اُس مقام سے بغیر احرام باندھے حرم کے اندر جاسکتا ہے اگرچہ وہ اس  
حل کے مقام میں پندرہ روز سے بھی کم رہا ہو۔ (در مختار وغیرہ)

(۸) اگر کوئی شخص بغیر احرام باندھے ہوئے میقات سے آگے نکل گیا پھر اُس نے بغیر  
میقات پر لوٹے ہوئے حج یا عمرہ کا احرام باندھ لیا اور اتفاق سے وہ فاسد ہو گیا تو  
اُس کو پورا کر کے اُسکی قضا کر لے قضا کا احرام میقات سے باندھے اب اُس پر قربانی  
واجب نہ ہوگی۔

### احرام پر احرام باندھنا

احرام پر احرام باندھنے کی صورت یہ ہے کہ ہنوز ایک احرام سے باہر نہوا ہو کہ دو سرا احرام باندھ لے اسکی چار قسمیں ہیں۔ عمرہ کے احرام پر حج کا احرام باندھنا۔ حج کے احرام پر دو سرے حج کا احرام باندھنا۔ عمرہ کے احرام پر عمرہ کا احرام باندھنا۔ حج کے احرام پر عمرہ کا احرام باندھنا اب ہر قسم کے احکام بیان کیے جاتے ہیں۔

۱) غیر آفاقی اگر عمرہ کا احرام باندھ کر چار شوط سے کم اُسکے طواف کے ادا کر چکا ہو تو پھر حج کا احرام باندھ لے تو اُسکو ضروری ہے کہ ان دو احراموں میں سے ایک احرام کو توڑ دے یعنی کوئی فعل مخالف احرام کے (مثل حلق وغیرہ کے بہ نیت احرام توڑنے کے کرے اور اس احرام توڑنے کے جنایت کے کفارہ میں ایک قربانی کرے۔ پس اگر اُس نے حج کا احرام توڑا ہو اور یہی بہتر ہے تو اُس پر اُس سال ایک عمرہ اور سال آئندہ میں ایک حج ضروری ہے اور اگر حج کا زمانہ باقی ہو اور اُس سال حج کر لے تو پھر عمرہ کی حاجت نہیں اور اگر اُس نے عمرہ کا احرام توڑا ہے تو صرف عمرہ کی قضا اُس کو کرنی ہوگی چاہے اسی سال کر لے چاہے سال آئندہ میں۔

غیر آفاقی کی قید اس لیے لگائی گئی کہ آفاقی اگر ایسا کرے گا تو اُس کو کسی احرام کے توڑنے کی حاجت نہیں کیونکہ وہ صلوٰۃ مغروضہ میں قارن ہو جائیگا اور اگر عمرہ کے چار یا چار سے زیادہ شوط طواف کے کر چکا ہو گا تو متمتع ہو جائیگا اور قرآن و متمتع آفاقی کے لیے ممنوع نہیں ہے۔ عمرہ کے چار شوط سے کم طواف کرنے کی قید اس لیے لگائی گئی کہ اگر عمرہ کا طواف بالکل کیا ہی

عمرہ غیر آفاقی وہ شخص جو کہ مکہ کا یا حرم کے اندر اور کسی مقام کا رہنے والا ہو متمتع اپنے عمرہ سے

فایز ہونے کے بعد مکہ مکرمہ میں قیام کرے وہ بھی مکمل غیر آفاقی ہے ۱۲



نہ ہوگا تو پھر عمرہ کے احرام کا خاص کر توڑنا ضروری ہوگا اور چار شرط یا اس سے زیادہ عمرہ کا طواف کر چکا ہوگا تو پھر خاص کر حج کے احرام کا توڑنا لازم ہے۔

(۲) اگر کوئی شخص حج کا احرام باندھ چکا ہو پھر اس پر دوسرے حج کا احرام باندھ لے تو اسکی تین صورتیں ہیں اول یہ کہ دونوں حجوں کا احرام ساتھ ہی باندھے۔ دوسرے یہ کہ ایک حج کا احرام باندھنے کے بعد بغیر اسکے کہ اسکے افعال شروع کرے دوسرے حج کا احرام باندھ لے تیسرے یہ کہ ایکس حج کا احرام باندھ کر اسکے افعال شروع کر دینے کے بعد دوسرے احرام باندھے۔

پہلی دونوں صورتوں میں دو حج اسکے ذمہ لازم ہو جائینگے مگر ایک کا احرام توڑنے جب چلنے لگے اور اسکو سال آئندہ میں قضاء کرے اور ایک عمرہ بھی اسکے ذمہ ضروری ہوگا اور ایک قربانی کرنی ہوگی تیسری صورت میں اگر دوسرے حج کا احرام دسویں تاریخ کو حلق یا تقصیر کے بعد باندھ لے تو اس دوسرے حج کا سال آئندہ میں ادا کرنا اس پر ضروری ہے اور جب تک اس کو ادا نہ کر لیا جائے کہ اگر دسویں تاریخ کو حلق یا تقصیر سے پہلے دوسرے حج کا احرام باندھ لیا ہو تو پہلے حج کے لیے حلق یا تقصیر کرے اور سال آئندہ میں دوسرا حج کرے اور ایک قربانی بھی جنایت کے بدلہ میں کرے اور اگر دسویں تاریخ سے پہلے احرام دوسرے حج کا باندھ لیا تو بدستور اس دوسرے احرام کو توڑ ڈالے اور ایک قربانی جنایت کی دے اور سال آئندہ میں دوسرا حج ادا کرے۔

(۳) اگر کوئی شخص عمرہ کے احرام پر دوسرے عمرہ کا احرام باندھ لے تو اگر پہلے عمرہ کی سعی سے فارغ نہیں ہوا تو دوسرے عمرہ کا احرام خود بخود پہلے عمرہ کی سعی شروع کرتے ہی ٹوٹ جائیگا اور ایک قربانی اس احرام توڑنے کی اسکو دینا ہوگی اور اگر پہلے عمرہ کی سعی سے

فارغ ہو چکا ہے تو دوسرے عمرہ کا احرام توڑنے کی حاجت نہیں اُسکو بھی ادا کرے اور اُسکے فراغت سے پہلے عمرہ کا حلق و تقصیر کرے ورنہ دو قربانیاں کرنا ہوں گی ایک تو قبل فارغ ہونے دوسرے عمرہ کے حلق کرانے کے سبب سے اور دوسرے دو عمروں کے حج کرنے کی وجہ سے۔

(۴) اگر کوئی شخص حج کا احرام باندھ چکا ہو اُسکے بعد عمرہ کا احرام باندھنے تو اگر غیر آفاقی ہو تو اُسکا وہی حکم جو پہلی قسم میں گذر چکا یعنی دو احراموں میں کسی ایک کا توڑنا اور توڑنے کے عوض میں قربانی کرنا وغیرہ اُسپر ضروری ہے جیسا کہ اوپر گذر چکا اور اگر آفاقی ہے تو اُسکو کسی احرام کا توڑنا ضروری نہیں دونوں اُسپر لازم ہو جائینگے اور وہ اس صورت میں متمتع کمالیگا گو خلاف سنت ہونے کے سبب سے گنہگار ہوگا کیونکہ متمتع کی سنون صورت یہ تھی کہ پہلے عمرہ کا احرام باندھتا اُس سے فراغت کر کے حج کا احرام باندھتا یا دو گنا کا ساتھ باندھتا تو قرآن ہو جاتا۔ اب اگر وہ حج کا طواف قدوم بھی نہیں کر چکا تو اُسکو چاہیے کہ عمرہ کا طواف کر کے حج کرے اور اگر حج کا طواف قدوم کر چکا ہو تو اُسکے لیے مستحب ہے کہ عمرہ کے احرام کو توڑے اور حج کرنے کے بعد عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ ادا کرے اور ایک قربانی اس صورت میں احرام توڑنے کی جنابت میں ہے اور اگر عمرہ کا احرام نہ ٹوٹے تب بھی درست ہو مگر ایک قربانی جنابت کی اس صورت میں بھی نیا ہوگی اور اگر حج کے وقوف عرفات سے فارغ ہو چکا اُسکے بعد سوین تاریخ کو یا اُسکے بعد ایام تشریق کے کسی اور دن میں عمرہ کا احرام باندھتا تو اُسپر عمرہ لازم ہو جائیگا گو ابھی حج کے لیے حلق و تقصیر نہ کرایا ہو اور طواف زیارت نہ کیا ہو یا کر چکا ہو۔ مگر عمرہ کے اسی احرام کا توڑنا واجب ہے پھر حج کی رمی وغیرہ بالکل فارغ ہونے کے بعد از سر نو عمرہ کا احرام باندھ کر اس

عمرہ کی قضا کرے اور احرام توڑنے کے بدلہ میں قربانی کرے۔  
 جس شخص کا حج فوت ہو گیا ہو وہ اگر حج کا احرام باندھے یا عمرہ کا تو اسکو اس دوسری  
 احرام کا توڑ دینا ضروری ہے اور جب حج فوت ہو جائے تو چاہیے کہ عمرہ ادا کر کے حج  
 کے احرام سے باہر ہو جائے اور سال آئندہ میں اس حج کی قضا کرے اور ایک قربانی  
 اس جہایت کے بدلہ میں کرے کہ وہ بغیر حج کیسے حج کے احرام سے باہر ہو گیا۔

### احصار کا بیان

احصار کے معنی لغت میں تو روک لیا جانا۔ اور اصطلاح فقہ میں احرام کے بعد حج یا عمرہ  
 کے کسی رکن سے روکا جانا۔ جس شخص پر ایسا واقعہ پیش آجائے اسکو محصر کہتے ہیں۔  
 چونکہ یہ بھی ایک قسم کی جنایت ہے۔ یعنی جس طرح جنایت کی قربانی کا قربانی کرنا ہوا ہے کو  
 کھانا جائز نہیں۔ اسی طرح احصار کی قربانی کا بھی قربانی کرنے والے کو کھانا درست  
 نہیں لہذا اسکا ذکر بھی جنایات کے بعد مناسب معلوم ہوا۔

اس جگہ ہم دو باتیں بیان کریں گے اول تو احصار کی صورتیں دوسرے احصار کا حکم اور نتیجہ

### احصار کی صورتیں

(۱) کسی دشمن کا خوف ہو۔ دشمن سے مراد عام ہے خواہ کوئی آدمی ہو یا درندہ جانور مثلاً  
 یہ معلوم ہو کہ راستہ میں کوئی دشمن بیٹھا ہوا ہے وہ حجاج کو ستانا ہے لوٹتا ہے مارتا ہے یا  
 کوئی شیر وغیرہ لاگو ہو گیا ہے اور اسکی ذنیہ کی کوئی صورت نہیں۔

(۲) بیمار ہو۔ احرام باندھنے کے بعد بیمار ہو جائے کہ اب آگے نہیں بڑھ سکتا یا  
 آگے بڑھ تو سکتا ہے مگر مرض میں زیادتی کا خوف ہے۔

(۳) عورت کا کوئی محرم نہیں۔ محرم ہو اور مر جائے یا کمین چلا جائے یا ہو ہی نہیں یا ہمراہ

جانے سوا نکار کرے ان سب صورتوں میں اگر وہ احرام باندھ چکی ہو تو احصار ہو جائیگا۔

(۴) خرچ ختم ہو جائے۔ مثلاً چوری جائے یا پہلے ہی کم ہمراہ لایا ہو

(۵) عورت کے لیے عدت۔ احرام باندھنے کے بعد شوہر مر جائے یا طلاق دیے

اور وہ پابند عدت ہو جائے تو یہ حصار ہو جائیگا ہاں اگر وہ عورت اس وقت تہیم ہے

اور اس کے وطن سے مکہ بقدر مسافت سفر نہیں ہے تو احصار نہ سمجھا جائیگا۔ عدت کے

مسئلہ تفصیل حج کی شرائط گذر چکی۔

(۶) راستہ بھول جائے اور کوئی راہ بتانے والا نہ مل سکے۔

(۷) عورت کے شوہر کا منع کرنا بشرطیکہ حج کا احرام بغیر اسکی اجازت کو باندھا ہو حج

فرض کے روکنے کا اور حج نفل میں بعد اجازت دینے کے روکنے کا اختیار شوہر کو نہیں ہے۔

(۸) لونڈی غلام کو اس کے مالک کا منع کرنا۔

### احصار کا حکم

اگر محصر اپنے گھر لوٹ آئے اور اس مانع کے زائل ہونے تک اپنے احرام پر قار رہے

پھر جب احصار دفع ہو جائے تو جس چیز کا احرام باندھا ہے اسکو ادا کرے تو یہ بھی جائز

ہے اور اس صورت میں اگر حج کا احرام باندھا تھا اور اسی سال حج کا وقت مل گیا تو خیر ورنہ

عمرہ کر کے اپنے پہلے احرام سے باہر ہو جائے اور پھر جدید احرام باندھ کر حج کرے۔ اور

اگر محصر یہ چاہے کہ میں احرام سے باہر ہو جاؤں تو اگر وہ مقرر یا معتبر ہے تو ایک قربانی

یا اسکی قیمت حرم میں بھیج دے اور جو قارن ہو تو دو قربانیاں یا انکی قیمت بھیج دے کہ اس

قیمت سے وہان قربانی کا جانور مول لے لیا جائے۔ یہ قربانی حرم میں کسی مقام پر ذبح کر دی جائے

گو وہ سین تیار بخ سے پہلے ہی کیون نہ ہو اور سر بانی بھیجتے وقت یہیں نہ لے سکے بچ کا دن

مقرر کر دے تاکہ اسی دن یہ محصر اپنے کو احرام سے باہر سمجھنے لگے۔ معاذ حج کرتے ہی احرام سے باہر ہو جائیگا۔ حلق یا تقصیر کرے یا نہ کرے۔

اگر کسی محصر نے یہ سمجھ کر کہ اب قربانی فح ہو گئی ہوگی اپنے کو احرام سے باہر سمجھ لیا اور کوئی فعل خلاف احرام کیا اور بعد کو معلوم ہوا کہ اس دن قربانی فح نہیں ہوئی تھی یا فح تو اسی دن ہو گئی مگر حرمین فح نہیں ہوئی تو ایسی صورت میں جس قدر جنائتیں اُس نے کی ہوگی ہر جنائت کو عوض میں جزا دینی پڑے گی (در مختار)

پھر جب احصار جاتا ہے اور اس محصر نے حج کا احرام باندھا ہو اور اس سال حج کا زمانہ باقی ہوا اور حج کرنے جائے تو مفرد ایک حج اور عمرہ کرے اور قارن دو عمرہ اور ایک حج کرے اور اگر احرام عمرہ کا تھا تو صرف ایک عمرہ کرے۔

اگر قربانی روانہ کرنے کے بعد احصار جاتا رہا اور یہ ممکن ہے کہ اگر وہ محصر روانہ ہو جائے تو قربانی کے فح ہونے سے پہلے پہنچ جائیگا اور حج بھی مل جائیگا تو اُس پر واجب ہے کہ فوراً روانہ ہو جائے اور اگر یہ ممکن نہیں یعنی قربانی کے فح ہونے سے پہلے نہیں پہنچ سکتا یا کہ حج نہیں مل سکتا تو پھر اُس پر فوراً جانا واجب نہیں۔

کوئی شخص اگر مکہ میں ہو اور وہ حج کے دونوں رکنوں یعنی طواف اور وقوف عرفات سے روکا جا تو وہ محصر ہو جائیگا اور اگر صرف ایک کن سے روکا جائے مثلاً صرف طواف سے یا صرف وقوف عرفات سے تو پھر وہ محصر نہیں ہے۔ یعنی اس کو اس وقت کے عوض میں قربانی نہ کرنی پڑے گی ہاں اگر وقوف سے روکا گیا ہے تو سال آئندہ میں اُسکی تھضا کرنا پڑے گی۔

جس شخص سے حج فوت ہو جائے اُس کو چاہیے کہ عمرہ کر کے احرام سے باہر ہو جائے۔ اگر مفرد ہو تو ایک عمرہ کرے قارن ہے تو دو عمرہ کرے اور بعد اسکے حلق یا تقصیر کرے اور پھر سال آئندہ میں

اس حج مفرد یا قرآن کی تفصا کرے۔ قرآن کی قضا میں یہ ضروری نہیں کہ وہ بھی قرآن پڑھے بلکہ اختیار ہے کہ عمرہ کا احرام علیحدہ باندھ کر عمرہ کرے اور حج کا احرام جدا باندھ کر حج کرے

### دوسرے کی طرف سے حج کرنا

ہم اگلی جلدوں میں لکھ چکے ہیں کہ عبادت کی تین قسمیں ہیں بعض تو صرف بدنی ہیں جیسے نماز روزہ تلاوت وغیرہ۔ اور بعض صرف مالی ہیں جیسے زکوٰۃ صدقہ فطر عشر وغیرہ۔ اور بعض دونوں سے مرکب ہیں جیسے حج عمرہ زیارت قبور مقدسہ انبیاء و اولیاء

پہلی قسم کی عبادات کا دوسرے کی طرف سے کرنا درست نہیں یعنی اُسکے ذمہ سے فرض یا قضا نہیں ہو سکتا مثلاً کوئی شخص نماز نہ پڑھے اور دوسرے سے پڑھو اوے یا خود روزہ نہ رکھے دوسرے سے رکھو اوے تو درست نہیں ہاں ان عبادات کا ثواب کسی کو پہنچانا بے شبہ درست ہے۔ دوسری قسم کی عبادات کا دوسرے کی طرف سے کرنا درست ہے یعنی اُسکے ذمہ سے فرض اُتر جاتا ہے اور اُن کا ثواب بھی دوسرے کو پہنچانا جائز ہے۔

تیسری قسم کی عبادات کا ثواب بھی دوسرے کو پہنچ جاتا ہے مگر اُسکے ذمہ سے فرض اُترنے کے بعد چند شرطیں ہیں جنکی تفصیل حسب ذیل ہے۔ حج بھی ہی تیسری قسم کی عبادات میں سے ہے لہذا ہم حکم حج

صلیٰ اللہ علیہ وسلم اور امام شافعی بنی مکہ میں مخالفین وہ کہتے ہیں کہ عبادات میں نہ کا ثواب دوسرے کو نہیں پہنچتا باقی تمام کی عبادتوں کا ثواب پہنچنے میں وہ بھی متفق ہیں حنفیہ کی تائید میں بہت احادیث صحیحہ اور آیات قرآن مجید وارد ہیں اور وہ اپنے مقام میں مذکور ہیں ۱۲ ص ۱۷۱ اس تیسری قسم کی عبادات میں سوا حج کے اور کوئی عبادت خدا کی طرف سے فرض نہیں کی گئی ہاں اگر خود کسی عبادت کی نذر کرے تو واجب ہو جائیگی مثلاً کسی نبی کی قبر پاک کی زیارت کی نذر کرے تو وہ واجب ہو جائیگی اور ہر کا وجوب بغیر ان شرائط کے نہ اُترے گا اور حضرت صلیٰ اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت بھی واجب ہے جیسا کہ ہم آیت بہت محققانہ طور پر بیان کر چکے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ

کی تخصیص کرینگے کیونکہ اصلاً اسی کا بیان کرنا مقصود ہے اس پر میری قسم کی تمام عبادات کا قیاس کر لیں  
 (۱) وہ شخص جسکی طرف سے حج کیا جاتا ہے بذات خود حج کرنے سے معذور ہو اور وہ معذوری  
 اگر ایسی ہو کہ اُسکے زائل ہو جانے کی امید ہے تو اُس معذوری کا آخر وقت یعنی موت تک  
 رہنا شرط ہے اور اگر وہ معذوری ایسی ہے کہ اُسکے زائل ہو جانے کی امید نہیں جیسا بڑھاپے  
 کا ضعف یا نابینا ہونا یا بیرون کا لکنا ہونا وغیرہ تو پھر اس معذوری کا آخر وقت تک  
 رہنا شرط نہیں جتنی کہ اگر وہ اُسکے کہ دوسرے نے اسکی طرف سے حج کر لیا وہ معذوری جتنی رہی  
 تو اسکو بذات خود حج نہ کرنا پڑے گا فرض اگر چکا بخلاف پہلی قسم کی معذوری کے کہ اگر وہ زائل  
 ہو جائے تو پھر دوبارہ حج کرنا پڑے گا۔

(۲) یہ معذوری حج کرنے سے پہلے پائی جاتی ہو اگر اسوقت بھی اور بعد کو پیدا ہوگی تو اسکا اعتبار نہیں  
 یعنی وہ حج اسکی طرف صحیح ہوگا بلکہ اب بعد معذوری پیدا ہونے کو اسکو چاہیے کہ کسی حج کو بھیجے  
 (۳) جسکی طرف سے حج کیا جائے احرام باندھتے وقت اسکی نیت کرنا مثلاً یون کہے کہ میں فلان  
 شخص کی طرف سے احرام باندھتا ہوں اسکی طرف سے تلبیہ کہتا ہوں۔ اور اگر اسکا نام بھول  
 گیا ہو تو صرف یہی کہ میں کافی ہوگا کہ جسے بھیجی ہو اسکی طرف سے میں احرام باندھتا ہوں  
 (۴) جسکی طرف سے حج کیا جاتا ہو اسے حج کرنے کا حکم دیا یعنی یہ کہا ہو کہ تو میری طرف سے  
 حج کر بغیر کہے ہوے اگر کوئی شخص کسی کی طرف سے حج کرے تو اس دوسرے شخص کے ذمہ میری  
 فرض ساقط ہوگا۔ اگر کوئی شخص ہر تے وقت وصیت کر گیا ہو کہ میری طرف سے حج کر دیا جا  
 تو یہ بھی حکم ہو۔ وارث اگر بغیر وصیت کے حج کرے یا کسی سے کرے تب بھی درست ہے یعنی

میں بعض فقہا کہتے ہیں کہ اگر غور وارث بھی بغیر وصیت کے اپنی طرف سے احرام کرے کسی دوسرے کے عوض  
 حج کرے تو اس دوسرے کے ذمہ فرض ساقط ہو جائیگا مگر یہ قول اکثرین کے خلاف ہے ۱۲  
 ۱۳ مثلاً بیٹا اپنے باپ کی طرف سے بغیر وصیت کے حج کرے تو فرض اتر جائیگا ۱۲

فرضیت ساقط ہو جائیگی

(۵) جس کی طرف سے حج کیا جائے روپیہ وہی ہے پورے خرچ کے بقدر یا اگر نہ حصہ۔ اگر کوئی شخص اپنے مال سے خرچ کر کے دوسرے کی طرف سے حج کرے اور پھر اُس سے خرچ لے لے تو اُس دوسرے کی طرف سے حج کرنا صحیح ہو جائیگا اُسکے ذمہ سے فرض اُتر جائیگا ہاں اگر خرچ اُس سے نہ لے تو پھر اسکی طرف سے حج ادا ہوگا (۶) جو شخص اپنی طرف سے حج کر ائے اُسے اگر کسی خاص شخص کی نسبت کہا ہو کہ وہ میری طرف سے حج کرے تو اُسی خاص شخص کا حج کرنا اگر دوسرا شخص کرے تو اُسکی طرف سے حج ادا ہوگا ہاں اگر کسی شخص کو روپیہ دیکر اس سے یہ کہدیا جائے کہ تجھے اختیار ہے چاہے خود حج کرنے جا چاہے کسی اور کو بھیجے تو پھر وہ شخص چاہے خود جائے چاہے کسی اور کو بھیجے بہر حال اُس روپیہ دینے والے کی طرف سے حج ادا ہو جائیگا۔

(۷) جس شخص کی طرف سے حج کیا جاتا ہے اُس پر حج فرض ہو ورنہ فرض نہ ساقط ہوگا مثلاً کوئی فقیر یا ایسا شخص جس میں حج کی فرضیت کے شرائط نہیں پائے جاتے اپنی طرف سے کسی کو حج کر ائے تو اُسکے ذمہ سے فرض نہ ساقط ہوگا یعنی اس حج کرانے کے اگر اس میں شرائط فرضیت حج کے پائے جائیں گے تو پھر اُسکو حج کرانا ہوگا۔

(۸) حج جس شخص سے کرایا جاتا ہے وہ رہتہ سواری پر طے کرے نہ پیادہ ہاں اگر خرچ کم پڑ جائے اور اس وجہ سے کچھ رستہ پیادہ پاکرے تو درست ہے۔

(۹) جس شخص سے حج کرایا جائے وہ بین و سفر کرے جہاں وہ شخص رہتا ہو جسکی طرف سے حج کرایا جاتا ہو اور وہ شخص مرگیا ہو اور اسکو وارث اسکی طرف سے حج کر ائی ہوں تو میت کا تہائی مال

سے تہائی مال کی قیدیں لگادی گئی کہ وصیت صرف تہائی مال میں جاری ہوتی ہے اور یہ صورت بھی وصیت کے مشابہ ہے



جس مقام سے کفایت کرے وہیں سے حج کے لیے سفر کیا جائے۔  
 (۱۰) جو شخص کسی کی طرف سے حج کرے وہ حج کو فاسد نہ کرے اگر فاسد کر دینگا پھر اسکی قضا کرے گا تو وہ دوسرے شخص کی طرف سے فرضیت کو ساقط نہ کرے گا  
 (۱۱) جو شخص کسی دوسرے کی طرف سے حج کرنے جائے وہ اس کے حکم کی مخالفت نہ کرے  
 یعنی اگر اس نے افراد کو کہا ہو تو افراد کرے قرآن کو کہا ہو تو قرآن کا احرام باندھے تمتع کے لیے کہا ہو تو تمتع کرے۔ ہاں اگر اس نے افراد کے لیے کہا تھا اور اس نے پہلے اسکی طرف سے حج کیا بعد اس کے پھر اپنے لیے عمرہ کیا تو درست ہے مگر اس زمانے کے قیام کا خرچ وغیرہ اس دوسرے شخص کے ذمہ نہ ہوگا بلکہ اسکو اپنے پاس سے کرنا چاہیے۔

(۱۲) جو شخص دوسرے کی طرف سے حج کرے وہ ایک ہی حج کا احرام باندھ کر وہ ایسا کرے گا کہ ایک حج کا احرام دوسرے کی طرف سے اور ایک کا اپنی طرف سے باندھے گا تو دوسرے کے ذمہ سے فرضیت ساقط نہ ہوگی ہاں اگر دوسرے حج کا احرام توڑے تو درست ہے  
 (۱۳) ایک ہی شخص کی طرف سے حج کا احرام کرنا۔ اگر دو آدمی ملکر کسی شخص کو حج کرنے کے لیے بھیجیں اور وہ دونوں کی طرف سے حج کا احرام باندھے تو کسی کے ذمہ سے فرضیت ساقط نہ ہوگا اگرچہ وہ بعد حج کے ان دونوں میں سے کسی ایک کی تخصیص کرے ہاں کوئی وارث اگر اپنی دو مورثوں کی طرف سے بغیر انکی وصیت کے حج کرے تو درست ہے یعنی اگر ان مورثوں میں کسی ایک کے

سے مثلاً بیٹا اپنے ماں باپ دونوں کی طرف سے حج کا احرام باندھ جائے تو ان احادیث میں بکثرت وارد ہوئے ہیں۔ دارقطنی جن تہذیب طرق سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنے ابا یا پ کی طرف سے حج کرے تو اس کا حج پورا کر دینگا اور اسکو دس حج کے برابر ثواب ملے گا اور یہ راستہ کے دن ایک لوگوں کے ساتھ اسکا شہر ہوگا افسوس کہ اگر لوگ اس بات سے غافل ہیں وہ اگر حج کو نہ بٹھائیں تو اپنے ماں باپ کو اسکا ثواب نہیں پہنچائے گا بلکہ اس سے انما نقصانہم لوگا انما خسر فی انہم ہوگا۔

ذمہ حج فرض تھا اور اسے بعد حج کرنے کے اسکی تخصیص کرنی کہ میں اسی کی طرف سے حج کرتا ہوں تو اُسکے ذمہ سے فرض اُتر جائیگا۔

(۱۴) جس سے حج کرایا جائے وہ مسلمان ہو۔

(۱۵) جس سے حج کرایا جائے وہ عاقل ہو مجنون نہ ہو۔

(۱۶) جس سے حج کرایا جائے وہ سمجھدار ہو گونا بنا بالغ ہو۔ نا سمجھ بچے سے اگر حج کرایا جائے تو فرضیت ساقط نہوگی۔

(۱۷) جو شخص دوسرے کی طرف سے حج کرنے جائے حج اُس سے فوت نہو اگر

فوت ہو جائیگا اور وہ پھر قضا کریگا تو دوسرے کے ذمہ سے فرضیت ساقط نہوگی

یہ سب شرائط فرضیت ساقط ہونے کے لیے ہیں محض ثواب پہنچانے کے لیے ان شرائط کی ضرورت نہیں

ان شرائط کے سوا اور کوئی شرط ہمارے یہاں نہیں ہے ہمارے یہاں عورت سے غلام سے

اور اس شخص سے جس نے اپنے لیے کبھی حج نہ کیا ہو حج کرایا درست ہے فرضیت ساقط نہوگی

ان شرائط کے علاوہ اور شرائط بھی بعض علماء نے اپنی کتابوں میں لکھے ہیں حتی کہ صاحب

باب المناسک نے بیس شرطیں گنا دی ہیں لیکن بعض تو ان میں مکرر ہیں یعنی صرف عبادت کا فرق ہو

مال ایک ہی ہو یا سیمینے انکو حذف کر دیا اور بعض درحقیقت شرط ہی نہیں ہیں مثلاً حجاب

در مختار اور صاحب باب المناسک غیر چھ لکھتے ہیں کہ جس سے حج کرایا جائے اُس سے حج کرایا

اس مقام پر ایک بات باقی ہے کہ اگر یہ حج اس وارث نے اپنا فرض تارنے کے لیے کیا ہو تو یا صرف مورث

کا فرض اُترے گا یا صرف بچا یا دونوں کا۔ تحقیق فقہاء کی تحریر اور ظاہر احادیث سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ

دونوں کا اُتر جائیگا۔ رد المحتار ۱۲

علم امام شافعی کے نزدیک اس کے علاوہ اور بھی شرائط ہیں مثلاً مرد ہونا آزاد ہونا اور اپنی طرف سے حج کرنا اُنکے

نزدیک عورت اور غلام اور اُس شخص کچھ دوسرے کی طرف سے درست نہیں جس نے کبھی اپنے لیے حج نہ کیا ہو ۱۲

معاملہ نہ کیا جائے یعنی یوں نہ کہا جائے کہ تم مکواہس قدر روپیہ دینگے تم اسکے عوض میں ہماری طرف سے حج کر آؤ اگر ایسا کیا جائیگا تو حج کر لینوالے کی طرف سے وہ حج صحیح نہ ہوگا حالانکہ یہ قول خلاف تحقیق اور خلاف ظاہر روایت ہے محققین نے لکھا ہے کہ یہ صورت ناجائز ہے کیونکہ اس صورت میں عبادت کی اجرت لازم آتی ہے اور عبادت پر اجرت لینا نادرست ہے لہذا اس قسم کا معاملہ جائز ہی نہ ہوگا اور یہ اجارہ باطل ہو جائیگا اور حج کرانے والے کو صرف اسی قدر روپیہ دینا ہوگا جو حج میں خرچ ہوا ہے خواہ اجارہ اس کو کم پر ہوا ہو یا زیادہ پر اور حج اس کی طرف سے درست ہو جائیگا مثال زید نے عمر سے کہا کہ تم مکواہ پنج سو روپیہ دینگے تم ہماری طرف سے حج کر آؤ تو یہ اجارہ باطل ہے زید کو صرف اسی قدر روپیہ دینا ہوگا جو عمر نے حج میں خرچ کیا ہو خواہ وہ پنج سو سے زیادہ ہو یا پانچ سو کم (والحقنا غیر) شرائط کا بیان تو ہو چکا اب مسائل کا بیان کیا جاتا ہے۔

۱۔ جس شخص کو حج کے لیے بھیجا ہے اگر وہ محصر ہو جائے تو محصر کی قربانی کی قیمت اسی شخص کے ذمہ واجب ہے جس نے حج کے لیے بھیجا ہے۔ اور اگر وہ مر گیا ہو تو اسکے تہائی مال سے لجاوے۔ پھر سال آئندہ میں ایک حج اس حج کے بدلے کرے جیسا کہ احصار کا عام قاعدہ ہے پھر اسکے بعد دوسرے سال ایک حج حج کر لینوالے کی طرف سے کرے۔ ۲۔ جس شخص کو حج کے لیے بھیجا ہے اگر اس سے حج فوت ہو جائے تو دیکھنا چاہیے کہ اسکے قصور سے

ظاہر روایت میں مسئلہ کہتے ہیں جو امام محمد کی ان چھ کتابوں میں ہو۔ جامع صغیر۔ جامع کبیر۔ مسند صغیر۔ مسند کبیر۔ زیادات۔ مبسوطات۔ ۱۲

۳۔ متاخرین علماء نے بعض بعض عبادتوں پر اجرت لینے کو جائز لکھا ہے مثلاً تعلیم دین اور آذان و امامت وغیرہ مگر اس مسئلہ کو اگر خدا نے چاہا تو ہم بہت دلائل مبسوط بیان کرتے ہیں ۱۲  
۴۔ بعض فقہاء کہتے ہیں کہ تہائی سے نہیں بلکہ کل مال سے یعنی اگر کل مال قربانی میں خرچ ہو جائے تو خرچ کر دینا بھی بعض نے اس پر فتوے بھی دیے مگر زیادہ قوی وہی قول ہے جو کتاب میں لکھا گیا ۱۳

فوت ہوا ہے یا کسی ناگہانی آفت کی وجہ سے۔ پہلی صورت میں اسپر ضروری ہوگا کہ بھیجنے والے کا جس قدر روپیہ خرچ کیا تھا اُسکو اپنا سمجھے اور پھر اپنے پاس سے خرچ کر کے علاوہ اُس جج کے جو فوت ہو جانے کے بدلے میں اُسکو کرنا پڑیگا جج کرانے والے کے لیے ایک جج اور کرے۔

(۳) قرآن اور تمتع کی قربانیاں اور جنایت کی قربانی جج کرانے والے کے ذمہ ہونگی نہ جج کرانے والے کے اگر جج کرانے والے نے تمتع یا قرآن کی اجازت دی ہو (۴) اگر دوسرے کی طرف سے جج کرنا والا جج کو فاسد کرنے تو اسکی قضا سال آئندہ میں اُسکے ذمہ ضروری ہوگی مگر یہ قضا کا جج کرانے والے کی طرف سے نہ ہوگا بلکہ جج کرنا والا کے لیے ہوگا علاوہ ایک جج اور اُسکو کرنا پڑیگا اور اسکا خرچ اُسکو اپنے پاس ہو کرنا ہوگا جج کرنا والا سے پہلے ہی اچکا ہو (۵) جسکو کسی میت کی طرف سے جج کے لیے بھیجا ہے اگر وہ وفات عرفات سے پہلے مرحلے یا ہسکا روپیہ چوری جائے تو جس قدر مال میت کا باقی ہے اُسکی تہائی سے دوسرا جج کرنا یا جائے اُسی مقام کو جہان و میت رہتا تھا اور اگر تہائی مال بقدر نہ ہو جہان و مکن ہو وہیں سے جج کرنا یا جائے پھر اگر یہ دوسرا شخص بھیجا گیا اسپر بھی ہی واقعہ پیش آئے یعنی مرجائے یا اسکا مال چوری جائے تو پھر جس قدر مال میت کا باقی ہو اسکے تہائی سے پھر جج کرنا یا جائے اگر یہ واقعہ پھر پیش آجے تو پھر ایسا ہی کیا جائے یہاں تک کہ سب مال ختم ہو جائے یا اس قدر مال رہ جائے جس میں جج نہیں ہو سکتا (۶) جج کے لیے کسی دوسرے کو بھیجنا یا بھیجنے کی وصیت کرنا اُسی حالت میں ضروری ہے

سے جنایت کی قربانی کا اُسکے ذمہ ہونا ظاہر ہے اس لیے کہ اسی کا قصور ہے سزا بھی اُسی کو ملنا چاہیے باقی رہی قرآن اور تمتع کی قربانی تو اُسکے ذمہ واجب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں قربانیاں شکر کی ہیں اور یہ شکر ہی شخص پر واجب ہوتا ہے جو حقیقت تمتع اور قرآن کرے اور حقیقت اچکا کرنا والا ہی شخص ہے نہ بھیجنے والا (۱۲) عہد یہ شرط اس واسطے لگائی گئی کہ اگر اُس نے اجازت نہ دی ہوگی تو یہ جج اُسکی طرف سے نہ ہوگا اور ایسی حالت میں بدرجہ اولیٰ ہی شخص کے ذمہ تمتع اور قرآن کی قربانی واجب ہوئی ۱۲

کہ اُس پر حج فرض ہو چکا ہو اور خود نہ جاسکے۔ اگر کوئی شخص حج کے لیے گھر سے چلا کر وقوف عرفات سے پہلے مر گیا تو اُس پر حج کے لیے وصیت کرنا اُسی حالت میں ضروری ہے کہ جس سال حج اُس پر فرض ہوا تھا اُسی سال سے اُسے تاخیر کر دی ہو اگر اُسی سال حج کرنے چلا گیا تو پھر وصیت کر جانے کی کچھ حاجت نہیں۔

(۷) اگر کوئی شخص کسی سے کہے کہ تو اُسی سال جا کر میری طرف سے حج کر آ اور وہ اس سال نہ جائے تو وہ مخالفت کرنے والا نہ سمجھا جائیگا اور جب حج کرے گا درست ہو جائیگا یعنی بھیجنے والے کی طرف سے فرض ادا ہو جائیگا۔

(۸) جس قدر روپیہ کسی شخص کو حج کرنے کے لیے دیا جائے اگر اُس میں کمی پڑ جائے تو وہ اُس قدر بھیجنے والے سے اور لے اور اگر کچھ بچ رہے تو واپس کرے۔ ہاں اگر بھیجنے والا یہ کہے کہ جس قدر بچ جائے اُسکی بابت میں تجھے اختیار دیتا ہوں کہ جسکو چاہے دیدے۔ چاہے خود اپنے صرف میں لے آئے تو اس صورت میں بچے ہوئے روپیہ کا اپنے صرف میں لے آنا اُس شخص کے لیے جائز ہو جائیگا۔

### حج کی نذر ماننا

حج جس طرح کہ خدا کی طرف سے جب اُسکے شرائط پائے جائیں فرض ہے۔ اور اس حج کو حجۃ الاسلام کہتے ہیں اُسی طرح اگر کوئی شخص حج کی نذر مانے تو وہ بھی واجب ہو جاتا ہے اور اُس شخص پر حج کرنا ضروری ہو جاتا ہے یہی حال تمام عبادات کا ہے اگرچہ وہ فی نفسہ واجب نہ ہوں مگر نذر کرنے سے واجب ہو جاتی ہیں۔

تیسری جلد میں نذر روزہ کے بیان میں ہم لکھ چکے ہیں کہ نذر کے الفاظ میں قسم کا

نہ اور نذر ہو چکا ہو کہ اگر حج کرنا والا حج کرنا والے کو حکم کی مخالفت کرے گا تو حج اُسکی طرف سے نہ ہوگا ۱۷

بھی جہاں ہے جس لفظ سے نذر کا مفہوم ادا ہوتا ہے اُسی سے قسم کا بھی مطلب لکھا جاتا ہے  
 دو نون مثل لازم و ملزوم کے ہیں۔ نذر کہتے ہیں ایک غیر واجب چیز کے واجب  
 کر لینے کو اور قسم کہتے ہیں مباح چیز کے حرام کر لینے کو پس جب کسی غیر واجب چیز کو  
 کرنا اپنے اوپر واجب کیا جائیگا تو اُسکا نہ کرنا جو مباح تھا حرام ہو جائیگا مثلاً  
 جب کسی شخص نے نفل نماز کی نذر مانی تو اب اُس نفل کا پڑھنا اُسپر واجب ہو گیا  
 اور اُس نفل کا نہ پڑھنا جو اُسکے لیے مباح تھا اب اُسپر حرام ہو گیا۔ برخلاف بیان سابق  
 کس ج کی اگر کوئی شخص نذر مانیگا تو اُس سے قسم مراد نہو گی یعنی اگر چاہے کہ حج نہ کرے  
 اور جس طرح قسم کا کفارہ دینے سے قسم کے خلاف کرنے کا گناہ اُتر جاتا ہے اُسکا کفارہ  
 دیکر نذر کس ج نہ کرنے کے گناہ سے سبکدوش ہو جائے تو ممکن نہیں (عالمگیریہ)  
 نذر اگر کسی شرط پر معلق کی جائے مثلاً یون کہا جائے کہ میرا فلان کام ہو جائیگا تو  
 میرے اوپر ایک حج ضروری ہے یا میں ایک حج نذر مانتا ہوں تو جب وہ شرط  
 پائی جائیگی حج کرنا اُسپر ضروری ہوگا۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں احرام کی نذر مانتا ہوں یا مکہ مکرمہ یا کعبہ معظمہ چلنے کی  
 نذر مانتا ہوں اور اُسکے ساتھ حج یا عمرہ کی تخصیص نہ کرے تو اُس پر ایک حج یا  
 عمرہ واجب ہو جائیگا دو نون میں سے جسکو ادا کر لیگا نذر پوری ہو جائیگی۔

اگر کوئی شخص پیادہ یا حج یا عمرہ کرنے کی نذر کرے تو صحیح یہ کہ اُسکو اپنے مکان سے مکہ مکرمہ  
 تک پیادہ یا جاننا ضروری ہے اور حج میں طواف زیارت کے بعد اور عمرہ میں سعی کے بعد  
 اُسکو سوار ہونا جائز ہو جائیگا۔ اگر اُسکے خلاف کرے گا یعنی پورا رستہ یا اُسکا اکثر

سے مباح اُس نفل کو کہتے ہیں جسکا کرنا اور نہ کرنا برابر یعنی جس طرح اُسکے کرنے میں ثواب نہیں اسی طرح اُسکے  
 نہ کرنے میں کچھ گناہ نہیں۔

سواری پر قطع کرے گا تو اسکو ایک قربانی کرنی ہوگی (عالمگیریہ)  
اگر کوئی شخص مکہ معظمہ یا کعبہ شریفہ تک پیادہ پا جانے کی نذر کرے تو یہ نذر نفع ہو جائیگی  
یعنی اسپر حج یا عمرہ واجب نہ ہو جائیگا۔

اگر کوئی شخص کہے کہ میں حجۃ الاسلام دو دفعہ کرنے کے نذر کرتا ہوں تو اسکی یہ نذر  
لغو ہو جائیگی حجۃ الاسلام ایک بار سے زیادہ نہیں ہوتا۔

اگر کوئی شخص ایک ہی سال کی حج کرنے کی نذر مانے تو بھتنے حجوں کی نذر کریگا سب  
اسپر لازم ہو جائینگے مگر ایک سال میں ایک ہی حج کرنا ہوگا

اگر کوئی شخص مثلاً ایک سال میں تیس حجوں کی نذر مانے اور اپنے بدے تیس آدمیوں  
کو ایک ہی سال میں حج کرنے کے لیے بھیج دے تو اگر حج کا زمانہ آنے سے پہلے وہ خود  
حج کرنے سے معذور ہو گیا یا مر گیا تو وہ کل حج اسکی طرف سے ہو جائیں اور اگر حج کے  
زمانہ میں وہ صحیح و تندرست رہا کہ خود حج کر سکتا ہے تو انتیس حج اسکی طرف سے  
ہو جائینگے ایک حج نہوگا اور یہ ایک حج جب خود ہی حج کریگا تب ادا ہوگا  
اگر کوئی نذر کا حج کرنے جائے اور ابھی تک اسنے حج الاسلام سے فراغت نہ کی ہو  
اور اسکی فرضیت کے شرائط اس میں پائے جاتے ہوں تو وہی حج نذر کے ضمن میں  
حجۃ الاسلام بھی ادا ہو جائیگا بشرطیکہ اسکی نیت کرے ورنہ جیسی نیت کریگا  
ویسا ہی ہوگا۔ (عالمگیریہ)

### متفرق مسائل

(۱) اگر وقوف عرفات کے بعد کچھ لوگوں کی شہادت کی یہ بات معلوم ہو جا کہ آج آٹھویں  
تاریخ ہے تو یہ شہادت مان لینی چاہیے اور دوسرے دن نوین تاریخ کو پھر وقوف کرنا چاہیے۔

اور اگر دسویں تاریخ کو شہادت گزے کہ جس دن وقوف کیا گیا وہ آٹھویں تاریخ تھی تو یہ شہادت قبول نہ کی جائیگی اور وقوف صحیح ہو جائیگا اور اگر آٹھویں تاریخ کو اس بات کی شہادت گز جائے کہ آج نوین تاریخ ہو تو اس صورت میں اگر امام اور اکثر حاضرین وقوف عرفات کر سکیں تو شہادت مان لی جائے اور اگر یہ بات ممکن نہ ہو تو شہادت نہ مانی جائے اور جو لوگ شہادت دیتے ہیں انکو بھی یہی حکم دیا جائیگا کہ تمام لوگوں کے ہمراہ تم بھی وقوف کرنا اگر وہ اسکے خلاف کرینگے یعنی اپنی شہادت کے موافق عمل کرینگے اور لوگوں کی رفاقت چھوڑ دینگے تو انکا حج نہوگا۔ (تینیں الحقائق)

**حاصل** یہ کہ جس صورت میں شہادت کے مان لینے سے کل لوگوں یا اکثر لوگوں کا حج فوت ہوتا ہو اس صورت میں شہادت نہ قبول کی جائیگی اور جس صورت میں کسی کا حج فوت نہ ہوتا ہو یا ہوتا ہو تو تھوڑے سے آدمیوں کا تو اس صورت میں شہادت قبول کی جائیگی (عالمگیریہ)

(۲) اگر کوئی عورت حج کے زمانہ سے بہت پیشتر احرام باندھ لے اگرچہ شوہر نے اجازت بھی دیدی ہو تب بھی شوہر کو اختیار ہے کہ اسکا احرام توڑ ڈالے ہاں اگر اُس نے کچھ تھوڑے دنوں زمانہ حج سے پیشتر احرام باندھا ہو تو پھر نہیں توڑوا سکتا (۳) لونڈی غلام نے اگر بغیر اجازت اپنے مالک کے احرام باندھ لیا ہو تو مالک اسکا احرام توڑوا سکتا ہے اور اس صورت میں وہ لونڈی غلام محض سبکے جائینگے حصار کی قربانی اور حج کی قضا انھیں کے ذمہ ہوگی جسکو وہ بعد آزاد ہونے کے بجالائیں اور اگر مالک اجازت دے چکا ہو تب بھی اسکو اختیار احرام توڑوا دینے کا ہے مگر اس صورت میں حصار کی قربانی مالک کے ذمہ ہوگی مگر اجازت دے چکنے کے بعد احرام کا توڑوا دینا مکروہ



۴۴) لونڈی غلام کا خرید و فروخت کرنا بحالیکہ وہ احرام باندھے ہوئے ہوں جائز ہے اور مشتری کو اختیار ہے چاہے انکو احرام پر باقی رہنے دے چاہے توڑ وادے  
 ۴۵) جب تک اپنی لونڈی غلام کا یا شوہر اپنی بی بی کا احرام توڑ دانا چاہے تو اسکو چاہیے کہ احرام توڑنے کے لیے ایسا فعل کرے جسکی جنایت کم ہو مثل ناخون کتر و آد یا بال کتر و ادینے وغیرہ کے۔

۶۱) حج فرض اطاعت والدین سے بہتر ہے۔

۷) کعبہ مکرمہ کی پوشش اور آب زمزم کا تبرک اپنے وطن لیجانا مستحسن ہے

حق تعالیٰ کی مدد سے علم الفقہ میں حج کا بیان ختم ہو گیا۔ اب

روضہ مقدسہ جناب عرش شتبا حضرت محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم کی زیارت کا

بیان کیا جاتا جس سے اکثر فرقہ کی

کتابیں خالی ہیں اور بسط و

تفصیل و شایستگی آگیا

میں ہر کاغذ

و منہ

# سرورِ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اقدس کی

## زیارت باسعادت کا بیان

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
حَامِدًا وَمُصَلِّيًا

حج کا بیان ختم کر کے بعد روضہ اقدس کی زیارت کا بیان کرنا ضروری معلوم ہوا کیونکہ حج اگر فرض ہو تو یہ زیارت واجب ہے جیسا کہ ہمارے آئینہ بیان سے بخوبی واضح ہو گا۔ ہمارے فقہائے اگرچہ اس مقام پر بہت اختصار سے کام لیا ہے مگر میرا یہ چاہتا ہے کہ میں اس بیان کو بھی بسط کے ساتھ زیبہ قم کر دوں کیونکہ عجیب کہ پسند بارگاہِ کریم و مہاب ہو جائے اور اسلئے شفقہ روزگار کی نجات کا وسیلہ بن جائے کیونکہ یہ اسکے محبوب کا ذکر ہے اگرچہ انکی شانِ فیض کے شایان نہیں صورتہ معنی مگر تاہم بہت کچھ امید ہے حضرت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا توسل اُنکان نہیں ہوتا اُنکے دروازہ سے کوئی سائل محروم نہیں ہوتا۔

إِلَى بَابِهِ الدُّعَاءُ مَدْدَتْ يَدُ الرَّحْمَنِ  
وَمَنْ جَاءَ هَذَا الْبَابَ لَا يَخْشَى الدَّاءَ

میں اس بیان میں بس پہلے مختصر فضائل مدنیہ منورہ کے بیان کروں گا اسکے بعد پھر اس مسئلہ کی تحقیق کی جائیگی کہ زیارت روضہ اقدس واجب ہے یا سنت یا کیا اسکے بعد زیارت کا طریقہ اور اسکی دعائیں لکھوں گا۔ وَعَلَى اللَّهِ تَقَاتِي

میں تہہ بہ تہہ لکھ رہا ہوں کہ ہر طرف یہ کہلاتے ہیں کہ ایسا ہے اور جو شخص اس مردانے میں آیا امراد لوٹنے سے خوف نہ کرے

## مدینہ منورہ کے فضائل

### اگر درمکہ مقام ابراہیم است بہ مدینہ آگہ مقام محمد است

ایجابیا کہ مہبط اسرار ایزوی است	ایجابیا کہ مشرق نور محمدی است
ایجابیا کہ نور یقین جلوہ می کند	خوش وقت آن کیسکہ باین نور مہدی است
ایجاب نزول مائدہ عیش دائمی است	ایجاب وصول فائدہ فیض مہدی است
اودر حجاب ظلمت و شک این طرف بیا	تا بنگری چشم کہ دین دین محمدی است

مدینہ منورہ کا تقدس اور اسکی عظمت تین حرف اسی بات سے ظاہر ہو کہ وہ بہترین انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا مسکن تھا اور اب تک کافرن ہر ایک ایسی بڑی فضیلت ہے جو کسی دوسرے مقام کو نصیب نہیں اور کوئی دوسری فضیلت کیسی ہی کیوں نہ ہو اسکی ہمہری کسی طرح نہیں کر سکتی

ای جمشیرین گنیزل است	یا براجا گداز محل تست	ہر کجا گدازی چو باد بہار
ندید جز نیم شک ستار	روی مجنون بران زمین دلی	اکہ بود بای نائے لیلی

مدینہ منورہ کے نام احادیث میں بکثرت وارد ہوئے ہیں یہ بھی ایک شعبہ اسکی فضیلت کا ہے بخوانے کے چند نام میں یہاں لکھا ہوں طابہ - طیبہ - طیبہ - طابہ علیہ علمائے لکھا ہے کہ ان ناموں کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مدینہ منورہ نہایت پاک و پاکیزہ مقام ہے نجاسات معنوی یعنی شرک و کفر سے بھی پاک ہے اور نجاسات ظاہری سے بھی بری ہے وہاں کی در و دیوار اور ہر چیز میں حتیٰ کہ مٹی میں بھی نہایت لطیف خوشبو آتی ہے جو ہرگز کسی دوسری خوشنما چیز میں پائی نہیں جاتی اس خوشبو کا ادراک اگر اہل ایمان کو تہہ بہ تہہ خاص کر وہ لوگ جنکے دل حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت بھر پور ہے اس خوشبو کی دلر با کیفیت سے خوب واقف ہیں حضرت شیخ ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ کی مٹی میں ایک عجیب ثبوہ ہے جو شک و عنبر میں ہرگز نہیں ہے شیخ ابو عبد اللہ عطار کا شعر ہے کہ

بَطِيبٌ رَّسُولُ اللَّهِ طَابَ نَسَبُهَا | فَمَا الْمَشْكُ وَالْكَافُورُ وَالْمُضَنِّلُ الْوَلَدُ

امام مالک فرماتے ہیں کہ جو شخص مدینہ منورہ کو بے خوشہو کے یا وہاں کی ہوا کو خراب کرے وہ واجب التعمیر ہے اسے قید کر دینا چاہیے یہاں تک کہ صدق آل سے توبہ کرے۔  
 اَرْضُ اللَّهِ دَارُ الْجَهَنَّمَ بَيْتُ رَسُولِ اللَّهِ حَرَمُ رَسُولِ اللَّهِ حَبُوبُهُ حُسْنُهُ اور بھی بہت سے نام ہیں جو علماء نے ذکر کیے ہیں سب سے زیادہ مشہور نام مدینہ ہے۔  
 احادیث میں مدینہ منورہ کے فضائل بہت وارد ہوئے ہیں اس مقام پر صرف چند حدیثیں صحیح صحیح لکھی جاتی ہیں۔

(۱) جب شروع شروع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تین سو قوت وہاں کی آب و ہوا نہایت ناقص خراب تھی کثرتِ بانی بیماریاں ہتی تھیں چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت بلال آتے ہی سخت بیمار ہو گئے تھے تو اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگی تھی کہ اے اللہ مدینہ کی محبت ہمارے دلوں میں ڈال دے جیسا کہ ہم لوگوں کو مکہ سے محبت ہے بلکہ اُس سے بھی زیادہ۔ اے اللہ ہمارے صلا اور مدینہ میں برکت دے اور مدینہ کی آب و ہوا کو درست کرے اور اُس کا بخار جحفہ کی طرف بھیج دے۔ (صحیح بخاری)

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ سے اس قدر محبت تھی کہ جب کہیں سفر میں تشریف لے جاتے تو لوٹتے وقت جب مدینہ منورہ قریب جاتا اور اُس کی عمارتیں دکھائی دینے لگتیں تو حضرت اپنی سواری کو کمال شوق میں تیر کر دیتے اور فرماتے کہ یہ طابہ آگیا (صحیح بخاری) اور اپنی چادر مبارک اپنے شانہ اقدس سے گرا دیتے اور فرماتے کہ یہ طیبہ کی ہوا میں ہیں صحابہ میں جو کوئی بوجہ گرو و بخار کہ اپنا منہ نہ بکراتا تو آپ منع کرتے اور فرماتے کہ مدینہ کی خاک میں شفا ہے (جذب القلوب)

عہ ترہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو اُسکی ہوا خوشبو اور ہو گئی ہے پیش مشک (اسکی برابری سکتا) ہے ورنہ کافور اور حسنہ

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر کہ ایمان مدینہ کی طرف لوٹ آئیگا جیسے کہ سنا ہے اپنے سوراخ کی طرف لوٹ آتا ہے۔ (صحیح بخاری)

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال کا گزر ہر شہر میں ہوگا مگر مکہ اور مدینہ میں نہ آنے پائیگا فرشتے الہی محافظت کریں گے (صحیح بخاری)

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر کہ مدینہ برے آدمیوں کو اس طرح نکال دیتا ہے جیسے لوہے کی بٹھی لوہے کے میل کو نکال دیتی ہے۔ (صحیح بخاری)

یہ خاصیت مدینہ منورہ میں ہر وقت موجود ہے چنانچہ منقول ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز جب مدینہ منورہ سے شام آنے لگے تو بہت خائف تھے اپنے ساتھیوں سے کہتے تھے کہ نخلستان نکون میں نفثہ اللہ یعنی ہکونف آتا ہے کہ کہیں ہم ان لوگوں میں تو نہیں ہیں جنکو مدینہ نکال دیتا ہے۔ اور خاکسراں خاصیت کا ظہور قیامت کے قریب بہت اچھے طور پر ہوگا تین مرتبہ مدینہ منورہ میں نہ لزلہ آئیگا کہ جس قدر بہ باطن لوگ اس وقت وہاں پناہ گزین ہوئے ہونگے نخل جائیں گے۔

(۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ ہجرت کر کے چلنے لگے تو دعا کی کہ اے پروردگار اگر تو مجھے اس شہر سے نکالتا ہے تو تمام مقامات سے زیادہ مجھے محبوب ہے تو اس نام میں چلے جا تو تمام شہرین کے یاد دہانے محبوب ہو۔ (۷) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر کہ جس سے یہ بات ہو سکے کہ مدینہ میں مرے اسکو چاہیے کہ مدینہ میں مرے کیونکہ جو شخص مدینہ میں مرجائیگا قیامت کے دن میں اسکی شفاعت کرونگا اور اسکی ایمان کی گواہی دنگا۔ اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ سب پہلے جن لوگوں کو میری شفاعت کی دولت نصیب ہوگی وہ اہل مدینہ ہونگے بعد اسکے اہل مکہ۔ بعد اسکے اہل طائف۔ (۸) وجہ اکثر حضرت عمر رضی اللہ عنہ دعا کیا کرتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری میں مروی ہے کہ اے اللہ مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب کر اور میری موت اپنے رسول کے شہر میں کر چنانچہ اللہ تعالیٰ نے

انکی دونوں دعائیں قبول فرمائیں خدا کی راہ میں شہید بھی ہوے اور خاص مدینہ منورہ میں  
حضرت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدفون ہوئے۔ اسی جہ سے امام مالک حج کرنے  
کیلئے صرف ایک بار گئے اور حج کر کے فوراً مدینہ منورہ واپس آ گئے کبھی مدینہ منورہ سے باہر نہیں  
گئے کہ مہاجر مدینہ سے باہر موت نہ آجائے تمام عمر مدینہ منورہ میں رہے اور وہیں وفات پائی  
(۸) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ میری ہجرت کا مقام ہے اور وہی میرا  
مدفن ہے اور وہیں سے میں قیامت کے دن اٹھوں گا جو شخص میرے پڑوسیوں (یعنی  
اہل مدینہ) کے حقوق کی حفاظت کرے گا قیامت کے دن میں اسکی شفاعت کروں گا اور  
اُسکے ایمان کی گواہی دوں گا دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ  
برائی کرے گا وہ ایسا گھل جائیگا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

(۹) مدینہ کی خاک پاک مین اور وہاں کے میوہ جات میں حق تعالیٰ نے تاثیر شفاء و دبعیت  
فرمائی ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ ایک مقام ہے وادی بطنان۔ وہاں کی مٹی  
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مرض میں تجویز فرماتے تھے اور فوراً شفا ہوتی تھی اکثر علما نے  
اس مٹی کے متعلق اپنا تجربہ بھی لکھا ہے چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی بھی جذبہ قلب و بین  
لکھتے ہیں کہ جس زمانہ میں مدینہ منورہ میں مقیم تھا میرے سر میں ایک مرض سخت پیدا ہو گیا  
کہ تمام اطباء نے اس امر پر اتفاق کر لیا کہ اس مرض کا آخری نتیجہ موت ہے صحت و شفا رہے  
میں نے اسی خاک پاک سے اپنا علاج کیا تھوڑے ہی نوغین بہت آسانی سے صحت حاصل ہو گئی  
اسی قسم کی خاصیتیں وہاں کی کجور میں بھی مری ہیں اور لوگوں نے تجربہ بھی کیا ہے اگرچہ بعد  
ثابت ہو جانے اس امر کے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا ہے کسی تجربہ کی کچھ  
حاجت نہیں یہ تو شفا جسمانی ہر اہل ایمان و ایمان کی خاک پاک میں شفا روحانی کا یقین ہے

(۱) بخلاف فضائل مدینہ منورہ کے یہ ہے کہ وہاں مسجد شریف نبوی ہے جو آخر مساجد انبیاء ہے اور مسجد قبا جو دین اسلام میں سب سے پہلی مسجد ہے اور جسکی تعریف قرآن مجید میں وارد ہوئی ہے اور اس کو مسجد تقویٰ کا لقب دیا گیا ہے۔

مسجد نبوی کے فضائل بیان کرنیکی چندان حاجت نہیں جس مسجد میں سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے اسکی تعمیر اپنے اہتمام سے فرمائی اور اسکو اپنی مسجد فرمایا اسکی فضیلت اور بزرگی کوئی کیا بیان کر سکتا ہے صحیح بخاری میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک نماز میری مسجد میں بہتر ہے ہزار نماز دین سے جو اور کسی مسجد میں ہوں سوا کعبہ مکہ کے اور نیز فرمایا کہ لوگوں کو کسی مسجد کی زیارت کیلئے سفر کرنا جائز نہیں سوا ان تین مسجدوں کے یعنی مسجد اور مسجد حرام یعنی کعبہ اور مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس۔

مسجد قبا کے فضائل بھی بہت ہیں حضرت سرور عالم ہفتہ میں ایک بار ضرور وہاں تشریف لجاتے تھے کبھی سوار ہو کر کبھی پیادہ پا (صحیح بخاری)

(۲) صحیح بخاری وغیرہ میں مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر یعنی (روضہ مقدس) اور میرے ہنر کے درمیان میں ایک باغ ہے بہشت کے باغوں میں سے اور میرا منبر (قیامت کے دن) میرے حوض کے اوپر ہوگا۔

علمائے اس حدیث کے کئی مطلب بیان کیے ہیں مگر صحیح مطلب یہ ہے کہ وہ خطہ پاک جو روضہ اقدس اور منبر اطہر کے درمیان ہے بعینہ اٹھکے جنت الفردوس میں چلا جائیگا جس طرح کہ دنیا کے تمام مقامات برباد ہو جائیں گے اس مقام مقدس پر کوئی آفت نہ آئیگی یہی مطلب ہے اسکے باغ ہونی کا بخلاف باغات بہشت کے۔ اور حضرت کا منبر عالی قیامت میں از سر نو اعادہ کیا جائیگا جس طرح کہ آدمیوں کے بدنوں کا اعادہ ہوگا پھر وہ منبر آپ کے حوض پر نصب کر دیا جائیگا

۱۲) صحیح بخاری وغیرہ میں مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ فلان مقام سے فلان مقام تک حرم ہے اس کے درخت نہ کاٹے جائیں اور دُاسمیں کوئی نئی بات (ظلم و مصیبت کی) کی جائے جو شخص دُاسمیں نئی بات کرے گا اُس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت۔  
 علما نے اس حدیث کے مطلب میں اختلاف کیا ہے۔ امام شافعی کے نزدیک مکہ معظمہ کی طرح مدینہ منورہ کیلئے بھی حرم ہے جس طرح مکہ کے حرم میں جدال قتال اور درخت کاٹنا شکار کرنا منع ہے اور ان افعال کے ارتکاب سے جزا لازم ہوتی ہے اسی طرح مدینہ منورہ کے حرم میں بھی یہ امور ممنوع ہیں اور ان کے ارتکاب سے جزا واجب ہوتی ہے انھوں نے مدینہ کے حرم کی بھی ہر جانب تحدید کی ہے امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک مدینہ کیلئے حرم نہیں ہے اس حدیث میں صرف مدینہ کی عظمت ظہار مقصود ہے اور وہاں ظلم و بعت کا سد باب منظور ہے دلائل اسکے کتب فقہ میں مذکور ہیں۔  
 (۱۳) تمام علما کا اتفاق ہے کہ مدینہ منورہ کا وہ مقدس حصہ جو جسم اطہر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے متصل ہے تمام مقامات کے افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ بلکہ عرش عظیم سے بھی اہل سکے بعد اختلاف ہے کہ آیا مکہ افضل ہے یا مدینہ صحیح یہ ہے کہ کعبہ کو چھوڑ کر مکہ کے باقی حصہ پر مدینہ کا باقی حصہ افضل ہے حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ اور صحابہ کا یہی مسلک ہے۔ احادیث صحیحہ سے بھی اسی مسلک کی تائید ہوتی ہے۔ علمائے تحقیق نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

امام مالک اپنے موطا میں ازایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بطور زبردستی انکار کے عبداللہ بن عباس مخزومی سے کہا کہ کیا تم یہ کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے انھوں نے کہا کہ خدا کا حرم ہے اور وہاں اُس کا گھر ہے اور جو سے میں اُس کو افضل کہتا ہوں حضرت عمر نے فرمایا کہ میں نے حرم اور اسکے گھر کی نسبت کچھ نہیں کہتا پھر فرمایا کہ کیا تم یہ کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے انھوں نے پھر

عبداللہ بن عباس کا قدیم قول ہے کہ یہ قول ہے ان کے قائل ہو گئے ہیں کہ جہاں واجب نہیں ہوتی ۱۲ (رد المحتار)



وہی کہہ کہ خدا کا حرم ہے اور وہاں اُسکا گھر ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں خدا کے حرم اور  
اُسکے گھر کی نسبت کچھ نہیں کہتا کیوں کہ حضرت عمرؓ نے اس کلام کی تکرار فرمائی اور چلے گئے معلوم  
ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خانہ کعبہ کو متنی کر کے مدینہ کو مکہ سے افضل کہتے تھے اور یہی حق ہے۔

### زیارت روضہ مقدسہ کے فضائل اور اُس کا حکم

حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سرمایہ سعادت دینا و آخرت ہے اور اہل ایمان  
و محبت کا مقصد اصلی و حقیقی غایت اُسکے فضائل بیان کرنے کی چنداں حاجت نہیں قسم ہے  
رب العرش کے عزت و جلال ہے روال کی کہ اگر اس زیارت میں کچھ بھی ثواب نہ رکھا جاتا اور اسکا  
معاوضہ آخرت میں کچھ بھی نہ دیا جاتا تب بھی مشائخ و بیدل کی ہی حالت ہوتی اور حضرت  
رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا کلہ پڑھنے والے اُسوقت بھی اسی طرح ہمینوں بلکہ ہر سون کا سفر  
ختم کر کے دشوار گزار راستوں کے عبور کر کے فوج کی فوج اُس تانہ عالی کی زیارت کیلئے آئے تاکہ  
مصائب سفر و تمام تکالیف کا یہی معاوضہ پس ہے کہ روضہ محبوب کی زیارت نصیب ہو جائے اور  
سرور انبیاء کی مقدس چوکھٹ پر چھ سائی کی دولت مل جائے

سَلَامٌ عَلَىٰ أَنْوَارٍ طَلَعَتْكَ الْهَيَّ	أَعِيشْ بِهَذَا شَكْرًا وَافَقِي بِهَا وَجْدًا
لَعَلَّكَ إِنْ تَعَطَّفَ عَلَيْنَا بِنُظْرَةٍ	تَرَى مَا أَسْرَأَ وَجْدًا وَمَا أَبْدَا
فَأَنْتَ مَلَأَ الْعَبْدَ يَا غَايَةَ الْمُنَى	وَيَا سَيِّدًا أَقْدَسَ دَهْنٍ جَاءَ الْعَبْدَ
وَأَنْتَ إِذَا دَقِي وَأَنْتَ وَسَيْمَلَتِي	يَا أَجْدًا أَنْتَ الْوَسِيلَةُ وَالْقَصْدُ

مع ترجمہ بار اول شہادت ہے مبارک ہے اور ہر سلام ہو جسکی وجہ سے میں شکر کر کے زندہ رہتا ہوں اور انکی نسبت سے وہیں کر  
نہا ہوا ہوں کا اثر اگر آپ ہماری طرف ایک نظر دیکھ لیتے تو آپکو معلوم ہوتا کہ محبت ہمارے ظاہر و باطن میں کیا حالت  
پیدا کی ہے۔ اور یہ تمام مقاصد کی غایت آپ (علیہ السلام) کی جاسے پناہ میں ماورایہ سر دار کے جو غلام آپ کے پاس  
آیا وہ سر دار بن گیا + اور آپ سے ہی سر طلب و سرور و سیلہ بن ہو پس کیا اچھے آپ سیلہ بن اور کیا اچھے مقصود بن ۱۲

اگر اُس بارگاہِ رحمت و کرامت کی فیاضی کا مقتضی ہے کہ جو لوگ اُس آستانہ عالی کی زیارت کیلئے جاتے ہیں انکے لئے علاوہ اس ولایت بے بہا یعنی دیدارِ جمالِ بے مثالِ رونقِ سرورِ انبیا کے اور بھی بڑے بڑے اعلیٰ مدارج کا وعدہ کیا گیا ہو تو نہ کے طور پر دو چار حدیثیں لکھی جاتی ہیں

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میرے قبر کی زیارت کرے اُس کے لیے میری شفاعت واجب ہوتی ہے۔

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری زیارت کیلئے آئے اور میری زیارت کے سوا اُسکو کوئی کام نہ ہو تو میرے اوپر ضروری ہو کہ میں قیامت کے دن اُسکی شفاعت کروں۔

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حج کرے پھر بعد میری وفات کے میری قبر کی زیارت کرے وہ مثل اُس شخص کے ہوگا جسے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قصد کرے میری زیارت کو آئے وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا۔ اور جو شخص حرمین میں سے کسی مقام میں مر جائے گا اُس کو اللہ قیامت کے دن بے خوف لوگوں میں اُٹھائے گا۔

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بعد وفات میری زیارت کرے گویا اُس نے زندگی میں میری زیارت کی اور جسے میری قبر کی زیارت کی اُسکے لیے قیامت کے دن میری شفاعت واجب ہوگئی اور میری امت میں جس کسی کو مقدور ہو پھر وہ میری زیارت کرے تو اُس کا کوئی عذر نہیں (سنا جائے گا)

احادیث کے علاوہ قرآن مجید میں بھی ایسے اشارات صریح موجود ہیں جو زیارتِ قبر اقدس و اطہر کی ترغیب دیتے ہیں بخوانے ایک آیت یہ ہو کہ اذْهَبُوا اَنْفُسَكُمْ وَاَوْفُوا

عہدِ آیت اگرچہ خاص لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہو مگر تمام مسلمانوں کا اتفاق اصول ہے کہ آیت اپنے موزوں لکھیہا خاص میں نہ پڑتی ۱۷

فَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاسْتَغْفِرُ لَكُمْ الرَّسُوْلُ لَوْ جَدُّوا اللّٰهَ تَوَابًا رَّجَعْتُمْ حَرِيْرًا وَّارْوَءَ لَوْ  
 جبکہ انہی جانوں پر ظلم کر چکے تھے (یعنی تمھارے پاس آئے پھر وہ اللہ سے استغفار کرتے  
 اور رسول (یعنی تم بھی) اُن کیلئے استغفار کرتے تو بیشک اللہ کو بخشنے والا ہر مان پاتے۔  
 اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ رسول کے پاس جانا اور اُن سے استغفار کرنا باعث مغفرت  
 ہے اور انبیاء علیہم السلام کیلئے جیسا کہ اہل کائنات تمام اہل اسلام کو مسلم اور قرآن و  
 احادیث سے واضح طور پر ظاہر ہے لہذا یہ شبہ بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ فضیلت صرف  
 اُسی زمانہ کے لوگوں کو نصیب ہو سکتی تھی اب اُس کا وقت جاتا رہا۔

حافظ ابن کثیر محدث اپنی تفسیر میں اس آیت کی تفسیر لکھتے ہیں کہ محمد بن حریب مدنی کہتے ہیں بن  
 مدینہ منورہ گیا اور قبر شریف کی زیارت کر کے سامنے بیٹھا ہوا تھا کہ آیا کلمہ عربی آیا اور اُسے عرض  
 کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرما دیں دعا یہ کہ اے اللہ میں نے اپنے گناہوں سے استغفار کر لیا ہوں  
 آج کو اپنا شفیع بننے کیلئے آیا ہوں یہ کہہ کر وہ بہت رویا اور اُسے ولولہ شوق میں دھمکے ہوئے کہ میں  
 کا ایک شعر ہے اَللّٰهُمَّ لَعَلَّ بَرَاءَتِ سَائِلِكَ مَرْفِقُهُ الْعَفَافُ وَفِيهِ الْجُودُ وَالْكَوْهُ

اے انبیاء علیہم السلام کی حیات میں اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ سب اس کے قائل ہیں کہ انبیاء علیہم السلام اہل فطرت  
 وہ زندگی میں نہایت ہی پاک و پارسا تھے اور ان کی ہر بات و ہر حرکت میں جو احادیث صحیحہ میں مذکور ہیں ان کے  
 کلام انبیاء صحیحہ میں جو وہ دیکھ سکتے تھے وہ انبیاء علیہم السلام کی ہر بات و ہر حرکت میں ان کے علاوہ اور بہت سی احادیث  
 اور اہل فطرت میں مثلاً حضرت موسیٰ کا اُن کی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دکھائی دینا اور حضرت سید بن مسیب کا عیسیٰ صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی قبر اقدس میں آواز کی سننا جبکہ یہ کہ زمانہ میں ہر روز کہ مسجد نبوی میں نماز اور اذان نہیں ہوتی مگر میں اذان  
 ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا قیام قبروں میں رہتا ہے باقرے سے بغل ہو کر آسمان پر رہتے ہیں۔ محققین اس امر کے  
 قائل ہیں کہ ان کا قیام قبروں میں رہتا ہے اور ان کی قبر پر اعتبار و تہ کے اور نیز اعتبار آسائش کے اسان غیر  
 سے بدرجہا افضل ہے۔ احادیث میں آیا ہے کہ جو شخص حضرت کی قبر شریف کے پاس جاکر سلام کرنا ہے  
 حضرت خود اُس کا جواب دیتے ہیں بخوف طوائف اس بحث کوڑھایا نہیں جاتا۔ اکثر علمائے اہل اسلام  
 میں متفق رہا ہے کہ ہر ماورائے شیعہ علم میں محدث ملوکی بخیر و القلوب میں بہت کچھ لکھا ہے (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶)

اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 میں نے آپ سے دعا کی ہے کہ  
 آپ کی قبر پر سلام دیا جائے  
 اور آپ کی قبر پر سلام دیا جائے  
 اور آپ کی قبر پر سلام دیا جائے



جب روضہ مقدس پہنچے تو بہت روئے پھر حسین رضی اللہ عنہما کے کفن سے انھوں نے اذان دی جس سے ایک قیامت برپا ہو گئی اور حضرت سید المرسلین کی وفات کا غم از سر نو تازہ ہو گیا اشہد ان محمداً پر ہو چکا کئی عجیب حالت ہو گئی اور بغیر اذان تمام کئے اتر آئے۔

حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ جب بیت المقدس تشریف لے گئے اور کعبہ جہاں مسلمان ہوئے تو حضرت عمر نے اُسے فرمایا کہ اے کعبہ کیا تمہارا راجی چاہتا ہے کہ تم ہمارے ساتھ مدینہ چلو اور سرور دنیا کی زیارت کرو چنانچہ کعبہ جہاں اُن کے ہمراہ خاص زیارت کے لیے مدینہ منورہ آئے پھر حضرت عمر نے مدینہ پہنچ کر سب پہلے جو کام کیا وہ یہ تھا کہ روضہ مقدس پر حاضر ہوئے اور حضرت رحمۃ العالمین کی جناب میں بہ تمام ادب سلام عرض کیا۔

حضرت ابن عمر کی عادت تھی کہ جب کسی سفر سے آتے تو سب پہلے روضہ مقدس پر حاضر ہو کر جناب نبوی میں سلام عرض کرتے امام مالک اپنے موطا میں روایت کرتے ہیں کہ نافع سے کسی نے پوچھا کہ تم نے دیکھا ہے کہ حضرت ابن عمر قبر شریف کے پاس کھڑے ہو کر سلام عرض کرتے تھے انھوں نے کہا ہاں دیکھا ہے اور سو بار سے زیادہ دیکھا ہے وہ قبر شریف پر کھڑے ہو کر یہ کہتے تھے کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَبَا بَكْرٍ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَبَا بَكْرٍ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَبَا بَكْرٍ

حضرت عمر بن عبد العزیز شام سے مدینہ منورہ قاصد بھیجا کرتے تھے خاص اس لیے کہ وہ اُن کا سلام بارگاہ رسالت میں پہنچا دے اور یہ زمانہ جلیل القدر تابعین کا تھا۔

اسی قسم کی اور بھی بہت سی روایتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ اور تابعین اس زیارت پر کیسے دلدادہ تھے اور اُس کیلئے کتنا اہتمام کرتے تھے اور حقیقت مومن کے لئے حق سبحانہ کے دیدار کے بعد اس سے زیادہ اور کون دولت اور نعمت ہو سکتی ہے کہ وہ اپنی آنکھوں سے اُس قدس نور کی زیارت کرے اور اس کس بیگناہ تکیہ گاہ ہر دو جہان کی خدمت میں سلام عرض کرے

اور اُس کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تیرے خدا کے بندے ہیں اور اس شہر کی چاشنی اُس کو مل چکی ہو اور  
خدا نے اُس کو قلب سلیم اور ایمان کیساتھ درود و محبت سے ممتاز فرمایا ہو۔ اس سے زیادہ بد نصیبی اور  
کیا ہوگی کہ بعض لوگ اس زیارت باسعادت کو یا اُس کے لیے سفر کرنے کو ناجائز کہتے ہیں  
اور اپنی خوش فہمی سے اس پر نازان ہیں سنا ہے کہ بعض لوگ حج کر کے اپنے وطن لوٹ آئے اور  
مدینہ منورہ نہ گئے ہاے افسوس اس سے زیادہ عروہی اور کیا ہوگی۔

اگر علماء سلفین کسی کو غلط فہمی ہوگئی اور بطور خطائی اجتہادی کے وہ اس امر کا قائل ہو گیا کہ اس  
زیارت مقدس کیلئے سفر ناجائز ہے تو خود راغب و فرج رحمہما اللہ کہتے ہیں کہ خطا سے اجتہادی پر موقوفہ  
نہیں فرمایا لیکن بعد ظاہر ہو جائے کہ خطا کے اسکی تقلید کرنا البتہ ایک سنگین جرم ہے جو کسی طرح قابلِ معافی نہیں

عہدِ علانیہ میں اسلام بن قیس اس کے قائل تھا کہ اس زیارت مقدس کیلئے سفر ناجائز ہے وہ بخاری کی اس حدیث استدلال کرتے  
ہیں کہ لا تشدوا لرحال الا الى ثلثہ مساجد مسجد الحرام و مسجد الاقصیٰ و مسجدی ترمذیہ کہلے نہ  
باندھے جائیں یعنی سفر کیا جائے مگر تین مسجد کی طرف مسجد حرام یعنی کعبہ اور مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس اور میری مسجد یعنی مسجد  
نبوی۔ اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ ان مساجد کے سوا کسی اور مسجد کی زیارت کیلئے سفر کرنا ناجائز نہیں۔ مگر اس حدیث  
سے انکا استدلال کسی طرح صحیح نہیں کیونکہ مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ سوا ان تین مسجدوں کے کسی اور مسجد کیلئے سفر نہ کیا جائے  
قاعدہ فحوی بھی اس کا مقتضی ہے کیونکہ جب مستثنیٰ نہ مذکور نہیں ہوتا تو مان ہی چیز مستثنیٰ نہ مانی جاتی ہے چوتھنی کی ہم جنس ہو  
پس یہاں مستثنیٰ مساجد ثلاثہ ہیں لہذا مستثنیٰ نہ بھی مسجد ہی کے قبیل سے ہونا چاہیے۔ پس اس حدیث سے اگر عدم جواز  
ثابت ہو گا تو ان تین مسجدوں کے سوا کسی اور مسجد کی زیارت کے لیے سفر کرنے کا نہ کہ زیارت قبریدہ المسلمین یا اور مسلم کے  
امت کے قبور تبرک کی زیارت کیلئے سفر کرنے کا۔ مثلاً کوئی شخص بی بی کا مسجد کی زیارت کیلئے سفر کر کے آئے تو یہ  
ناجائز ہو گا اور اگر حضرت خواجہ باقی بادر رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی زیارت کے لیے آئے تو ناجائز ہو گا۔ یہی مطلب  
اس حدیث کا بیان کیا ہے اکثر علمائے حدیث نے مثل شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی وغیرہ کے اور اسی مطلب کی تائید  
مسند امام احمد کی حدیث سے ہوئی ہے وہ اس حدیث کو ان الفاظ سے روایت کرتے ہیں کہ لا یغنی المصلیٰ ان یشد  
حالہ الا الى مسجد یبغی فیہ الصلوۃ غیر المسجد الحرام و المسجد الاقصیٰ و مسجدی  
ترمذیہ ناز پڑھنے والے کو زیبا نہیں کہ سوا کعبہ اور بیت المقدس اور میری مسجد کے کسی اور مسجد میں نماز  
پڑھنے کے لیے سفر کر لیجے اب تو کوئی جھگڑا ہی نہ رہا حدیث کی شرح خود حدیث سے ہو گئی۔ کیا اب بھی کوئی کہہ سکتا  
ہے کہ بخاری کی حدیث سے زیارت قبر اقدس سرور انبیاء کے لیے سفر کی ممانعت ثابت ہوئی ہے۔ حاشا قلم حاشا  
کوئی ذی علم منصف ایسی بات نہیں کہہ سکتا اور اگر یہ مان لیا جائے کہ سوا ان تین مسجدوں کی زیارت کے

## زیارت کا طریقہ اور اُسکے آداب

(۱) جو شخص حج کرنے جائے اُس کو چاہیے کہ اگر حج فرض ہو تو پیشتر حج سے فراغت کرے پھر زیارت کیلئے جائے اور اگر حج نفل ہو تو اختیار ہے چاہے پہلے زیارت کر لے بعد اُسکے حج کرے چاہے پہلے حج کرے بعد اُسکے زیارت کو جائے سب صورتیں اُس حالت میں ہیں کہ جب حج کیلئے جانے کا راستہ مدینہ منورہ کی طرف سے نہ ہو اگر جانے کے راستہ ہی میں مدینہ منورہ ملتا ہو جیسے اہل شام کہ وہ مکہ آنا چاہیں تو پہلے انکو مدینہ منورہ لے گا تو ایسی حالت میں خواہ مخواہ حج سے پہلے زیارت کرنا چاہیے خواہ حج فرض ہو یا نفل کیونکہ باوجود اس قدر قرب کے پھر زیارت کا ترک کر دینا نہایت بدبختی اور قسوت قلبی کی دلیل ہے (رد المحتار)

(۲) زائر کو چاہیے کہ جب زیارت کے لیے چلے تو یہ نیت کرے کہ میں قبر اقدس و اطہر اور سجدہ اور حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے سفر کرتا ہوں

اور کسی کام کے لیے سفر جائز نہیں تو چاہیے کہ طلب علم اور کسب معاش اور ملاقات احباب اعدہ بلکہ حج کرنے کے لیے بھی سفر جائز ہو حالانکہ اس کا کوئی فائل نہیں علاوہ اس کے زیارت قبر اقدس کے لئے صحابہ کا سفر کہ آنا اور دوسروں کو اس زیارت کیلئے سفر کرنے کی ترغیب دینا جیسا کہ حضرت بلال اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے کیا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ اس حدیث کا وہ مطلب نہیں ہے جو علامہ ابن تیمیہؒ نے کیا ہے بلکہ لوگوں نے سمجھا ہے۔ پھر خاص احادیث نبوی جو ترغیب زیارت کے باب میں وارد ہوئی ہیں اور زائر کی زیارت کیلئے جو عید احادیث میں وارد ہوئی ہے اسکا کیا جواب دیا جائیگا۔

علامہ گفصی مولانا شیخ محمد عبدالحی رحمہ اللہ سے اور بعض علماء عصر سے اس مسئلہ میں بہت زور شور سے مناظرہ ہوا تھا جس میں علامہ موصوف نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے مقلدین کی پوری تشفی کر دی ہے اور ان کے تمام ضبہات کا کافی جواب دیا ہے اس معرکہ میں ان کی آخری کتاب السعی المشکور فی رد المذہب الماثور اردو زبان میں چھپ چکی ہے جو نہایت نفیس کتاب ہے آجکے دور کی طرف سے اسکا جواب نہیں ہوا جسکو اس مسئلہ کی زیادہ تحقیق منظور ہو اُس کتاب کو دیکھئے ۱۲

غرض یہ کہ اس سفر کے مقصود میں یارت قبر شریف بھی اور زیارت مسجد شریف بھی (در مختار وغیرہ)  
 (ص ۳۳) جس وقت سے مدینہ منورہ کی طرف کوچ کرے اپنے ذوق و شوق کو ترقی دے اور اپنے دل کو  
 بشارت دے کہ انشاء اللہ اب غفر قبر حضرت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہونے  
 چاہتی ہو اور سوا ان خیالات کے اور کسی قسم کے خیالات اپنے دل میں نہ لائے دے۔ اور راہ بھر درود شریف  
 کی کثرت رکھے سوا اوقات نماز کے اور قصائے حاجت کے اسی عبادتِ عظمیٰ میں مشغول رہے درود  
 شریف سے ہر کوئی ذریعہ بارگاہ رسالت میں تقرب کا نہیں ہے اور درود شریف کی کثرت  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جمالِ نبیال کی زیارت نصیب ہوتی ہے خصوصاً مدینہ منورہ کے قریب  
 پہنچ کر درود شریف کی کثرت کرنا عجیب ہی ثمرہ دیتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چند  
 فرشتوں کو اسی کام پر مقرر فرمایا ہے کہ جب کوئی زیارت کیلئے آنے والا درود شریف پڑھتا ہے تو  
 وہ فرشتے حضور نبوی میں جا کر عرض کرتے ہیں کہ فلاں شخص فلاں کا بیٹا حضرت کی زیارت کے لیے  
 آتا ہے اور حضرت اپنے پہنچنے سے پہلے یہ تحفہ حضور کیلئے بھیجا ہے۔ خیال کرو کہ اس سے زیادہ اور

بھی ہمارے فقہا کا مختار ہے اور حافظ ابن سلام اور امام نووی نے اسی کو ترجیح دی ہے اس میں دوسرا جواب ملے گا اگر تحقیق میں ہمارے  
 فتح القدیر شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں کہ اس بناء ناچر کے نزدیک ولی ہے کہ صرف قبر شریف کی زیارت کی نیت کرے پھر جب مدینہ  
 پہنچ جائے گا تو مسجد نبوی کی بھی زیارت ہو جائیگی بلکہ پھر دوبارہ اگر حق تعالیٰ توفیق دے تو دونوں کی زیارت کی نیت سے سفر  
 کرے کیونکہ صرف زیارت قبر شریف کی نیت سے سفر کرنے میں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم اور آپ کا احوال  
 زیادہ ہے اور اس حدیث کے موافق بھی ہے جو حضرت نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری زیارت کے لیے آئے اور اس کو  
 کوئی اور کام نہ ہو تو مجھ پر حق ہے کہ میں دن قیامت کے اسکی شفاعت کروں۔ علامہ ابن عابدین لکھتے ہیں کہ  
 رحمتی نے نقل کیا ہے کہ حضرت عارف ملا جامی علیہ الرحمۃ حج کے علاوہ خاص زیارت کے لئے اپنے وطن سے مدینہ  
 منورہ آتے تھے تاکہ اس سفر میں سوا زیارت کے اور کچھ انکا مقصود نہ ہو شیخ عبدالحق محدث دہلوی  
 جزبہ القلوب میں لکھتے ہیں کہ حق یہ ہے کہ مسجد شریف کی زیارت کی بھی نیت کرنا مباحی  
 اخلاص کے نہیں ہے اور اس مسجد کی زیارت بھی تو خاص آپ ہی کی نسبت سے کی جاتی ہے  
 لہذا اسکی زیارت کی نیت بھی عین تعظیم آپ ہی کی ہے ۱۲



کیا نعمت ہو گی کہ اُس مردار و عالم کے سامنے تمھارا اور تمھارے باپ کا نام لیا جائے اور  
تمھارا تحفہ پیش کیا جائے۔ جان میدم در آرزوای قاصد آخر باز گوید: در مجلس  
آن نازنین حرمے کہ از مای رودی۔

(۴) اثنائے راہ میں جس قدر مقامات متبرکہ ملین مثلاً وہ مساجد جن میں حضرت یسار علیہ السلام  
نے نماز پڑھی یا اور اسی قسم کے مقامات اُن سب کی زیارت سے مشرف ہو اور جب  
ذوالحلیفہ کی مسجد میں پہنچے تو وہاں دو رکعت نماز پڑھے۔

(۵) جب حرم شریف طیبہ مکرمہ کا قریب آجائے اور وہاں کی عمارات اور مقامات  
دکھائی دینے لگیں تو نہایت خشوع اور خضوع اور مسرت اور فرحت کو اپنے دل میں جگہ دے  
اور اس امر کا تصور کرے کہ اب ہم سلطان عالم کی بارگاہ میں پہنچنے چاہتے ہیں اور مقام  
مقدس کے عظمت و جلال کا خیال پیش از پیش رکھے اور کوئی بات خلافت ادب اپنے سے  
سرزد ہونے دے یہ وہ وقت ہے کہ جبکہ دل نورایان سے منور ہوتے ہیں آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کی محبت اُنکے سینوں میں مشتعل ہو جاتی ہے اور ایک غیب و جد و سرور کی کیفیت  
پیدا ہو جاتی ہے کہ پھر اُن کو اپنے تن بدن کا ہوش نہیں رہتا اس بن خودی کی حالت  
میں کبھی کسی سے کوئی بات خلافت شرع بھی صادر ہو جاتی ہے۔

وقت آن آمد کن عیان شوم جسم بگذارم سراسر جان شوم بوسے یار مہربانم میرسد  
بوی جان سوی جانم میرسد باز آمد آب مادر جوے ما باز آمد شاہ مادر گوی ما  
اور اگر کسی شخص کو یہ حالت نصیب نہ ہو تو اُس کو چاہیے کہ یہ تکلف اپنے اوپر یہ حالت پیدا  
کرے اور ذوق فوق والوں کی سی صورت بنائے اُتار اللہ اگر کچھ دیر یہ تکلف یہ حالت  
اپنے اوپر قائم رکھے گا تو پھر خود بخود ایک اصلی کیفیت پیدا ہو جائیگی۔

پھر جب جبل منہج کے قریب پہنچے تو اُس پر چڑھ کر عمارات مدینہ منورہ کا مشاہدہ کرے اور اُس شہر مقدس کی زیارت اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک دے۔ یہ بات ایک وق و نسوق کی ہر اکو سنوں سمجھنا چاہیے۔ پھر جب مدینہ منورہ بالکل سامنے آجائے تو خیال ادب و مقتضای شوق اپنی سواری اُتر پڑے اور اگر ممکن ہو تو وہاں سے مسجد شریف تک پیادہ پا جائے جب قبیلہ بنو نضیر کے لوگ حضور نبوی میں حاضر ہوئے تھے جیسے ہی اُن کی نظر اُس جلال پاک پر پڑی بغیر اسکے کہ اونٹ کو بٹھلا لیں بے اختیار اپنی سواریوں سے نیچے آ گئے اور حضرت نے انھیں منع نہیں فرمایا۔ پھر جب حرم شریف مدینہ منورہ کے اندر داخل ہونے لگے تو پہلے حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام با د ب تمام عرض کرے بعد اسکے یہ دعا مانگے اَللّٰهُمَّ هَذَا اَحْرَمُ بَيْتٍ لَكَ وَهَبْتَ وَحْيًا فَاَمْنٌ لِّيْ بِاللّٰهِ خُلِيْ فِيْهِ وَاجْعَلْهُ لِيْ وَقَايَةً مِّنَ النَّارِ وَاَمَّا نَا مِّنَ الْعَذَابِ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْفَائِزِيْنَ لِشَفَاعَةِ الْمُصْطَفٰى يَوْمَ الْمَآبِ

(۶) مدینہ منورہ کے حرم شریف میں داخل ہونے کیلئے خوب بھی طرح غسل کرے اور اگر غسل کا سامان حرم شریف سے باہر ممکن نہ ہو تو بعد داخل ہونے کے زیارت روضہ اقدس کیلئے جائیسے پہلے غسل کرے اور خوشبو کا استعمال کرے اور عیدہ لباس جو اس کو میسر ہو پہنے بہتر یہ ہے کہ سفید کپڑے ہوں کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید لباس سے زیادہ رغبت ہو اور نہایت ادب و وقار سے مدینہ منورہ کی زمین مقدس پر قدم رکھے اور اس بات کا خیال ہر وقت دل میں رکھے کہ وہ پاکیزہ زمین ہے جس سے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک

عہد و عہد ابدی برپا رہے گا حرم پر اور برتری دے کے اُترے کی جگہ پر پس نگھے ایمان داخل ہونے کی دولت عنایت کر اور اس کو پس لے دوزخ سے بچنے کا ذریعہ اور عذاب سے امان کا باعث بنادے اور نگھے اُن لوگوں میں سے کر جن کو قیامت کے دن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی ۱۲۔  
 عہد بعض جاہل لوگ مدینہ منورہ کے اندر داخل ہونے کیلئے احرام کا لباس پہنتے ہیں۔ بالکل بے اصل ہے اور اس کا لباس مکہ معظمہ کے لیے خاص ہے (جذب القلوب) ۱۳

قدوس مس کیا اور یہ وحی گلی کوچہ میں جہان سرور انبیا کے اصحاب چلتے پھرتے تھے (رضی اللہ  
عنہم وارضاهم) وحقیقت وہ زمین تو اس قابل ہے کہ وہاں آدمی سر کے بل چلے کسی نے کیا اچھا  
کہا ہے۔ بزمین کہ نشان کف پاسے تو بود سالہا بجدہ ارباب نظر خواہد بود  
(حدیث منورہ کے اندر پہنچ کر سب پہلے مسجد شریف میں بقصد زیارت حضرت سید المرسلین  
صلی اللہ علیہ وسلم کے جلنے اور اسکو ہر کام اور ہر چیز پر مقدم رکھنے ہاں اگر یہ سمجھے کہ اگر اسباب  
وغیرہ اچھے طور پر نہ رکھ لیا جائیگا تو تلف ہو جائیگا تو اپنا اسباب وغیرہ حفاظت سے رکھ کر  
باطمینان زیارت کیلئے آئے اور مسجد شریف میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے اَعُوذُ بِاللّٰهِ  
بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ عَلٰی رَسُوْلِكَ اَللّٰهُمَّ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہُ  
اور مسجد شریف میں نہایت ادب اور تعظیم کے ساتھ داخل ہو پہلے داہنا پاؤں مسجد میں رکھے اور  
یہ بات دل میں ہر وقت رہے کہ یہ مسجد حضرت خاتم الانبیا کی مسجد ہے یہ وہ مسجد ہے جہاں سرور  
انبیا نماز پڑھتے تھے۔ وعظ فرماتے تھے۔ اعتکاف کرتے تھے۔ یہاں وحی اترتی تھی۔ جبریل  
آتے تھے۔ اور مسجد شریف میں داخل ہوئیے پہلے تسبیح کہ کچھ صدقہ فقراے مدینہ طیبہ کو دیدے  
اور مسجد شریف میں پہنچ کر اعتکاف کی نیت کرے گو تھوڑی سی دیر کیلئے ہو کیونکہ یہ ایک بے شقت  
عبادت ہے جس کا ثواب بہت زیادہ ہے اور چاہیے کہ ہر مسجد میں داخل ہوتے وقت نیت  
اعتکاف کی کر لیا کرے مفت بے شقت ثواب ملتا ہے اسکو ہاتھ سے نہ جانے دے پھر مسجد  
شریف میں مبراقدس کے قریب دو رکعت نماز نیت تحیۃ المسجد پڑھے اور اس نماز میں زیادہ  
طویل نہ صرف قل یا ایہا الکافرون اور قل هو اللہ رکعت الفاکرے بعد تحیۃ المسجد دو رکعت نماز

عمر جمین (شیطان سے) خدا کی بناء مانگنا ہون اللہ کا نام لیکر (اس میں داخل ہونا ہون) رسول خدا پر سلام ہو  
ایسی آیت پر سلام ہو اور خدا کی رحمت اور اسکی برکتیں۔ یہ دعا ہر مسجد میں داخل ہوتے وقت تسبیح سے ۱۲ غنہ  
حقیر سے زیادہ اگر تھوڑی دیر کا اعتکاف صحیح نہیں لیکن فضائل اعمال میں غیر مذہب پر عمل کر لینا درست ہو بشرطیکہ  
پانچ مذہب کا گروہ لازم نہ آئے علامہ شامی وغیرہ نے اسکی تصریح کر دی ہے ۱۲

شکرانہ کی پڑھے کہ حق تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اسکو یہ دولت نصیب کی اور اس بارگاہ  
 عظمت جاہ میں اسکو پہنچایا جسکی آستان بوسی کی نمایاں ہے بڑے قدوسی جان دیتے ہیں  
 (۸) تحفۃ المسبوح اور ناز شکر کے بعد زیارت کی طرف متوجہ ہوا اور یہ سمجھ لے کہ میں اب اس با عظمت  
 بارگاہ میں جاتا ہوں جسکے سامنے تمام دنیا کے پرجلال بادشاہوں کی کچھ بھی وقعت نہیں جو خدا  
 کے تمام نیک بندوں کا سردار اور سب سے زیادہ اُس کا مقرب و محبوب ہے اور خدا سے دعا کرے کہ  
 اے اللہ اس مقام مقدس کے لائق ادب و تعظیم کی سمجھے تو فیق سے ادریس دل اور اعضا کو تمام  
 خلافت ادب باتوں سے محفوظ رکھ پیچیدہ کی بغیر عنایت یزدی کے اس درگاہ عرش اشتباہ کی شان  
 کے لائق ادب و تعظیم کسی سے ممکن نہیں ایک زائر و لدا دہ کہتا ہے

قدما آتینا فابراحمہ لاح من سنہ ضیاء انجلی الشمس والبدایہ وقمنا مقاماً  
 اشہداً للہ انہ یدکرنا من قوطہ ہبۃ الحشر اغرض جس قدر اُس کے مکان میں ہو  
 ظاہر باطن تعظیم ادب و خشوع و خضوع کا کوئی دقیقہ اٹھانے کی تیغ عمل حق محبت دہلوی  
 جذب لقلوب میں لکھتے ہیں کہ جن باتوں کی شریعت میں مخالفت ہو مثل سجدہ کرنے زمین پر نہ رکھنے  
 اور کٹھن شریف کے بوسہ دینے وغیرہ کے ان امور سے پرہیز کرے اور یہ خوب سمجھ لے کہ ان باتوں  
 میں کچھ بھی دینی ادب تو فرمان بزاری اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی پیروی ہے  
 ان اگر غلبہ شوق و بخود ہی میں کسی سے کوئی بات صادر ہو جائے تو وہ معذور ہے پھر نہایت  
 ادب کے ساتھ ناز کی طرح دامن ہا تھو بایں ہاتھ پر رکھ کر مبارک کی طرف منہ کر لے

عمر بن عبد الجبار احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر پہنچے تو ان کے نو سے ایک ایسی روشنی نکلی جیسے آفتاب  
 اور اہتباب کو شرمندہ کر دیا اور ہم اسی مقام میں کھڑے ہوئے کہ میں خدا کو گواہ بناتا ہوں کہ وہ  
 مقام اپنی ہیبت سے خضر کو یاد دلاتا تھا ۱۲  
 علامہ کربانی نے جو علماء حنفیہ میں ایک بڑے بزرگ ہیں اس بات کی تصریح کی ہے ۱۲

اور قبلہ کی طرف پشت کر کے چار گز کے فاصلہ پر کھڑا ہوا اور اس بات کا یقین کر لے کہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم اسکی حاضر و آفاقہ بین اور اسکو دیکھ رہے ہیں اور اسکے سلام کا جواب تجہین  
اور اسکی عطا پر آمین کہتے ہیں اور نہایت لطف عنایت اس شخص کے حال پر فرما رہے ہیں اسکی خوب  
پختہ کر کے نہایت درد ناک و ربا دہ آواز میں نہایت شوق و ذوق کیساتھ سجدہ آواز سے عرض کرتے

آپ پر سلام ہو اسے سرسرا اور خدا کے رسول	اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
آپ پر سلام ہو اور خدا کے نبی آپ پر سلام ہو	اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ
اور خدا کے پیاسے آپ پر سلام ہو اور نبی (سرا یا رحمت)	یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ الرَّحْمَةِ
آپ پر سلام ہو اور امت کی شفا کی پیالی آپ پر سلام ہو	اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا شَفِیْعَ الْاُمَمَةِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ
اور سب لوگوں کے مزار آپ پر سلام ہو اور نبیوں کے مہر	یَا سَیِّدَ الْمُسْلِمِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَاتَمَ
آپ پر سلام ہو اور مزیل آپ پر سلام ہو اسے	النَّبِیِّیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُزِیْلَ اَلسَّلَامِ
مذہب سلام ہو آپ پر اور آپ کے پاکیزہ باپ و دادوں اور	عَلَیْكَ یَا مُدْفِرَ اَلسَّلَامِ عَلَیْكَ عَلٰی اَصُوْلِكَ
آپ کی اہلیت پاک پر جن اللہ نے نجات کو دور کر دیا	اَلطَّیِّبِیْنَ اَهْلَ بَیْتِكَ اَطْهَارِیْنَ الَّذِیْنَ
اور انکو خوب پاک کر دیا اللہ آپ کو ہم سب کی طرف سے	اَوْھَبَ اللّٰهُ عَنْھُمْ الرَّجْسَ وَطَهَّرَھُمْ طَہْرًا
جزا سے ان جزاؤں کے بڑھکے جو کسی نبی کو اسکی قوم	جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ مَلْجَیْ نَبِیَّائِنَا عَنْ قَوْمِہٖ
کی طرف اور کسی رسول کو اسکی امت کی طرف دی ہو میں گواہی	وَرَسُوْلَہٗ عَنِ اٰمَتِہٖ اَشْھَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
دیتا ہوں کہ آپ کے رسول ہیں آپنے خدا کے پیغام پہنچا	قَدْ بَلَغْتَ لِرِسَالَتِہٖ وَاَوْفِیْتَ الْاِمَامَةَ وَنَصَحْتَ
اور امانت دے کر دی اور امت کی خیر خواہی کی اور (دین حق)	اَلْاِمَامَةَ وَاَوْفَعْتَ الْحُجَّةَ وَجَاهَدْتَ فِی سَبِیْلِ
کی خلیل رُشَن کر دی اور اللہ کی راہ میں خوب لڑا کیا اور میں	اللّٰهِ حَتّٰی جَہَادَہٗ قَالَتْ الدِّیْنُ حَتّٰی اَنَا وَ
کو مضبوط کر دیا یا تمنا کہ آپ کو موت بھی اللہ آپ کا صاف اور سلام	اَلْبَقِیْنَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ وَسَلَّمَ وَعَلٰی اٰلِہٖ



ہم آپ کے طریق پر ہوتے اور ہمارا آپ کے گروہ میں ضم کرے اور  
ہیں آپ کے حوض پر پہنچائے اور آپ کے جام میں سیراب کرے  
اور ہم نہ رموا ہوں نہ نہ شفاعت کیجئے شفاعت کیجئے شفاعت  
کیجئے یا رسول اللہ ای مردگار بخشدے ہم تو اور ہمارے  
اُن بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے  
دلوں میں مسلمانوں کا کینہ نہ رکھو ای مردگار  
ہم اے بے شک تو شفقت کرنے والا ہر ایمان ہے

أَنْ يُمَيِّنَا عَلَى اسْتِثْنَاكَ وَأَنْ يُخَشِّرَنَا فِي دُفْعِكَ  
وَأَنْ يُؤَيِّدَنَا حَوْضَكَ وَأَنْ يُسْقِنَنَا كَأْسَكَ  
عَدِّ خَرَابَا وَلَا نَدَاهِي الشَّفَاعَةَ الشَّفَاعَةَ  
الشَّفَاعَةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا  
وَلَا تُخَوِّنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ  
وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا  
رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ

زیارت کرنے والے کو چاہیے کہ جو دعا وہاں پڑھے اُسکے معنی ضرور معلوم کر لے معلمین نے زیارت چھ دعائیں  
اُسوقت پڑھاتے ہیں اگر ان کے معنی نہ معلوم ہو سکیں تو پھر اپنی زبان میں بھی جس قدر چاہے عرض  
معروض کرے اور اپنے ذوق و شوق کو نہ روکے مگر ادب کا خیال پیش از پیش رکھے بعض علمائے  
لکھا ہے کہ اُس مقام مقدس میں زیادہ گوئی بھی خلاف ادب ہے لہذا صرف صلوٰۃ و سلام پر اکتفا  
کرنا اولیٰ ہے مگر یہ بات ٹھیک نہیں کیونکہ جو شقائق دروہند ہزار آوازوں کے بعد اس قدر  
مصائب و غم برداشت کر کے اپنے حبیب کی خدمت میں پہنچا ہو کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنے دل کی کیفیت بھی  
اچھی طرح عرض نہ کرے یہ برا ظلم ہے کہ اُسوقت اُس سے کہا جائے کہ تولیے ہو و شکایت کو دل کے  
دل ہی میں رکھ جب اپنے عرض سے فارغ ہو تولیے دو ستون ہیں جس شخص نے عرض سلام  
کی وصیت کی ہو اُس کا سلام حضرت یسٰیٰ علیہ السلام کی خدمت اقدس میں عرض کر دے کہ  
یا رسول اللہ فلان ابن فلان نے حضور کو سلام عرض کیا ہے حضور اُسکے لیے پروردگار  
بزرگ سے شفاعت کریں ناظرین میں جو اقبال مند خوش نصیب ہوں اور اس کو یہ دولت  
نصیب ہو اور حضرت رحمتہ اللعالمین علیہ السلام کی زیارت وہ شرف ہو اُس سے۔

جو شخص میری اس وصیت کو پورا کرے حق جل شانہ اُس کو بطفیل حضرت جیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہزارے خیر دے اور صلاح دینا و آخرت اُس کو نصیب کرے اور ایمان پر اُس کی زندگی ختم کرے آمین ۔ سَلَامٌ عَلَیْكَ یَا نَسِیمَ الْعُذْبِیُّ بَلِّغْ بِالْإِیْمَانِ قَوْلِي صَدِّیْ  
مَوَاهُ بِحُسْنِی ظَاهِرًا مِنْهُ بَعِيدٌ بِبَعِیْنِ بَاطِنٍ قَلْبِي یَرَاهُ ۔

جب حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں اس طریقہ سے سلام نیا زاپنا اور اپنے  
اجاب کا عرض کر چکے تو حضرت امیر المؤمنین امام المتقین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے  
سر مبارک کے سامنے نہایت ادب سے کھڑے ہو کر اس عبارت میں سلام عرض کرے

اَللّٰهُمَّ عَلَيكَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللّٰهِ  
 صَلَّ اللّٰهُ عَلَيْكَ اَمَّا اَعْلَىٰ صَلَّ اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللّٰهِ  
 آپ پر سلام ہو اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ  
 آپ پر سلام ہو اے رسول خدا کے خاندان کے خاندان  
 عذر خواہ! ہم صبح میرا سلام اُس شخص کو پہنچا دے جسکی محبت میرے سینے میں جم گئی ہے پس میرا بدن  
 ظاہر اُن سے دوسرے کو نیکو دل باطن کی آنکھ سے انھیں دیکھ رہا ہے ۱۲



وَأَيُّسُهُ فِي الْغَارِ وَفِيهِ فِي الْأَسْفَارِ  
 آمِنُهُ فِي الْأَسْفَارِ جَزَاكَ اللَّهُ عَنَّا أَفْضَلَ  
 مَا جَزَى إِمَامًا مَعْنِ أُمَّةٍ نَبِيٍّ فَلَقَدْ خَلَقْتَهُ  
 بِأَحْسَنِ خَلْقٍ وَسَلَّمْتَ طَرِيقَهُ وَمِنْهَا جَاءَ  
 خَيْرُ مُسْلِمٍ وَقَاتَلْتَ أَهْلَ الْبُذَّةِ وَالْبُدْعِ  
 كَهْدَاتِ الْإِسْلَامِ وَتَشِيدَتْ أَرْكَانَهُ فَلَمُنْتُ  
 خَيْرَ مَا مَوْصَلَتْ الْأَحْصَامَ وَلَمْ تَزَلْ قَائِمًا  
 بِالْحَقِّ نَاصِرًا لِلدِّينِ لَا ضَلَالَةَ حَتَّى آتَاكَ  
 الْيَقِينُ سَلَّمَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ لَنَا دَوَامَ جِدِّكَ  
 وَالْحَقُّ مَعَ حُرِّيَّتِكَ وَقَوْلِ رَبِّنَا السَّلَامُ  
 عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

اور غار میں ان کے نبیل و سفروں میں ان کے رفیق اور ان کے  
 رازوں کے امین اللہ آپ کو ہماری طرف جزا کا تمام جزا کو  
 بڑھ کر جو اپنے کسی امام کو ان کے نبی کی امت کی طرف دی ہو بیشک  
 آپ نبی کی خلا بہت اچھی کی اور ان کے طریقہ اور روش پر چلے  
 اور اپنے مژدوں اور بدعتیوں کی جنگ کی اور اپنے اسلام کی  
 بنیاد ڈالی اور ان کے ارکان بلند کر دیے ہیں آپ بہت اچھے امام  
 تھے اور اپنے رسول کی قرابت اور ان کے شانہ کی سبک کیا  
 عیض حق پر اور دین پر اور ان کے بدعتیوں سے یہاں تک کہ آپ کو  
 تمہاری آپ پر سلام ہو جانے والے نے اپنی جگہ پر دایم اور اپنی  
 جماعت میں حضور ہو اور ہماری زیارت کے مقبول ہو سکی  
 دعا کیجیے آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں

پھر حضرت امیر المؤمنین امام المتقین محمد بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کی محاذات  
 میں اسی ادب کے ساتھ کھڑا ہوا اور ان کو سلام کرے اس عبارت سے

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ السَّلَامُ  
 عَلَيْكَ يَا مُظَهِّرَ الْإِسْلَامِ السَّلَامُ عَلَيْكَ  
 يَا مُكْرِئَ الْأَسْمَاءِ جَزَاكَ اللَّهُ عَنَّا أَفْضَلَ  
 الْجَوَائِدِ لَقَدْ تَصَدَّرَتْ الْإِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِينَ

آپ پر سلام ہو یا امیر المؤمنین آپ پر سلام ہو یا اسلام  
 کے غالب کرنے والے آپ پر سلام ہو یا جو ان کے نور نے  
 والے اللہ آپ کو ہماری طرف بڑی عمدہ جزا بیشک  
 آپ پر سلام کی اور مسلمانوں کی مدد کی۔ اور بعد

عہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت کی تو تین روز تک ایک ظاہر میں پوشیدہ رہے اس عرصہ میں سوا ابوبکر صدیق کے  
 اور کوئی ایک کمرہ نہ تھا یا غار کی مثل اس وقت شہر ہوئی ہے ۱۲ عہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی  
 وفات کے بعد عرب کی کئی قبیلے مژدہ ہو گئے تھے حضرت ابوبکر صدیق نے ان سے جدا کر دیا ۱۲

وَفَحَّتْ مَعْظَمَ الْبِلَادِ بَعْدَ سَيِّدِ الرَّسُلِينَ  
وَكُنْتُ الْإِنَامَ وَوَصَلْتُ الْأَرْحَامَ وَقَوِي  
بَابَ الْإِسْلَامِ وَكُنْتُ لِلْمُسْلِمِينَ بِأَمَامًا  
مُرْتَضًا وَهَادِيًا مُهْدِيًا جَعَلَتْ شَمْلَهُمْ  
وَأَعْنَتُ فَقِيرَهُمْ وَجَبَرْتُ كَسْرَهُمْ

پھر حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما دونوں سے مخاطب ہو کر عرض کرے کہ  
السلام علیکم یا محمد بنی رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم قد فقیہہ ووزیہ ومشیرہ و  
للمعانی وینہ علی القیام بالدين والقائمین  
بعده بمصابر المسلمین جزاکم اللہ احسن  
الجزا جئناکم نؤمِّلُ بکم اِلی رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم لیشفع لنا ویسأل  
للہ ربنا ان یتقبل سعینا ویمیننا علی  
لینہ ویمحسرنانی زمرہ

اور بعد ایلرسلین کے اکثر خیر اپنے فتح کئے اور آپ نے  
قیوں کی کفالت کی اور رسول خدا کی قرابت والوں کی نگہا  
نیک سلوک کیا اور اسلام آپ سے قوی ہو گیا اور آپ  
مسلمانوں کیلئے ایک پسندیدہ پیشوا اور ہدایت یافتہ رہا  
اپنے مسلمانوں کی تفریق کو جمع کیا اور ان کے فیر کی مذمت اور ان کے شکست

آپ دونوں پر سلام ہو اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس  
لینے والوں اور آپ کے رفیق اور آپ کے وزیر اور آپ کے شیر اور دین پر  
قائم رہنے والوں کی تفریق اور آپ کے بعد ایلرسلین کی مصلحت کو قائم  
رکھنے والوں اور آپ دونوں کو جو جزائے ہم آپ کے پاس ہیں  
آپ کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تفریق کرنے والے ہیں  
آپ ہماری شفاعت کریں اور ہمارے پروردگار اللہ سے دعا  
کریں کہ وہ ہماری کوشش کو قبول کرے اور ہمیں آپ کے  
مہم پر زور رکھے اور آپ کے گروہ میں ہمارا اثر کرے

مطرح پہلی بار حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے سامنے دست بستہ کھڑا ہوا تھا اسی  
کھڑا ہوا اور پھر تضرع و ناری شروع کرے اور جو جو خواہشیں کھتا ہے حضرت کے طہیل میں حق تعالیٰ مانگے  
اہل ذوق و شوق کے ساتھ حضرت حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کر کے  
اُن بیٹے اور حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے تنوں کے پاس آکر توبہ کرے اور جس قدر ممکن ہو

اُن تنوں میں حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو لٹا دیا تھا اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کی توجیہ فرماتا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اُنکی توبہ قبول فرمائی ۱۳

نوافل پڑھے پھر بعد اسکے اور آٹار ہوئے کی زیارت کرے جو معین زیارت بتاوتے ہیں پھر بعد اسکے  
جنت البقیع میں جائے اور وہاں کچھ مزارات مقدسہ کی زیارت کرے خصوصاً حضرت سید الشہداء  
حمزہ بن عبد المطلبؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عباس بن عبد المطلبؓ اور حضرت امام حسن  
اور بقیہ اہل بیتؑ اور حضرت امیر المومنین امام المتقین عثمان بن عفانؓ اور حضرت ابراہیم  
نزد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات اور حضرت صفیہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
اور باقی صحابہ کی (رضی اللہ عنہم وارضاهم) پھر ہندای احد کی زیارت کرے اور جب ان پہونچے  
تو یہ کہے سلام علیکم یا صبراۃ ففغم غفۃ اللہ اور ان تمام مشاہد و مزارات پر جا کر  
تاج پڑھے یعنی قرآن مجید کی سورتین پڑھ کر ان کا ثواب ان حضرات کی ارواح مقدسہ کو  
پہونچا وے پھر ہفتہ کے دن یا جس دن ممکن ہو مسجد قبا کی زیارت کیلئے بھی جائے اور  
وہاں پہونچ کر کم از کم دو رکعت نماز بہ نیت تحیۃ المسجد پڑھے۔

۱) جس دن وہ مایہ منورہ میں قیام ہو سکے اسکو غنیمت سمجھے اور وہ زیادہ غفلت میں  
نہ کاٹے اور جس قدر ہو سکے عبادت اور طاعت حق تعالیٰ کی کرے اور ہر روز اکثر حصہ اپنے  
وقت کا حضرت رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت میں صرف کیا کرے پھر یہ دولت  
کہاں نصیب ہوگی یہ رؤفہ اقدس کہاں ملے گا جو وقت ہے غنیمت ہے۔

۲) اپنا اکثر وقت مسجد شریف نبویؐ کی ملازمت میں صرف کرے وہاں اعتکاف کرے  
اور ہر قسم کی عبادت کیلئے وقت کو آباد کرے نماز روزہ صدقہ غرض جہد و عبادت میں ممکن ہوں  
اُس مسجد مقدس میں کرے اور جس قدر حصہ مسجد کا حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے  
زبان میں تھا شک وہ اُس سے افضل ہے جو آپ کے بعد اس میں اضافہ کیا گیا پس

خدا ز محمد آپ سب پر سلام ہو آپ کے صبر کی عرض میں پس کیا اچھا ہے (آپ کے لیے) آخرت کا گھر ۱۲



جب تک جو اقدس میں ہے جو شریفہ کی طرف نہایت شوق کی نگاہوں سے نظر کرتا رہے۔ کم از کم ایک قرآن مجید کا ختم اس مسجد عالی میں کرے اور اگر ممکن ہو تو کوئی کتاب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و فضائل میں ہو اس کو پڑھے یا کوئی شخص پڑھتا ہو تو اس سے سنے (۳) مدینہ منورہ کے رہنے والوں سے نہایت محبت اور ادب کے ساتھ پیش آئے اور اگرچہ انہیں کوئی بات خلاف شریعت دیکھ کر بھی انکی بُرائی نہ کرے اور ان سے خوشنودیش آئے ہاں خیال امر بالمعروف نہایت ادب کے ساتھ نرم و پیوسن الفاظ میں ان کو اس فعل کی غرابی سے مطلع کر دے۔

(۴) جب مدینہ منورہ میں قیام کی مدت ختم ہو جائے اور اس مقام مقدس سے چلنے لگے تو مسجد شریف کو رخصت کرے یعنی وہاں نماز پڑھکے دعا مانگے اور حسرت کے ساتھ وہاں سے جدا ہو کر حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور انہیں رضی اللہ عنہما کی زیارت حسب معمول کرے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے کہ پھر اس درگاہ اقدس کی زیارت سے اُسے مشرف فرمائے علامت مقبولیت دعا اور زیارت کی یہ ہے کہ اُس وقت بے اختیار آنکھوں سے آنسو بہ رہے ہوں اور دل میں یاس و حسرت بھری ہو اور اگر خدا نخواستہ کسی شخص پر یہ حالت طاری ہو تو وہ تکلف اپنے اوپر اس حالت کو طاری کرے پھر حضرت سے رخصت ہوئے وقت پچھلے بیرون نہ لوئے جس طرح کہ کعبہ مکرمہ سے رخصت ہوتے وقت پچھلے بیرون لوٹتے ہیں کیونکہ یہ طریقہ سلف سے منقول نہیں

عصرِ جلوتِ محدث و بڑی نے جذباتِ قلوب میں اسکی تصریح کی ہے اور لکھا ہے کہ پچھلے بیرون لوٹنا صرف کعبہ کے ساتھ مخصوص ہے جب کہ جب پچھلے بیرون لوٹنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہوتے وقت نہیں تو اور اولیاء اللہ کے رخصت ہوتے وقت کیوں جائز سمجھا جاتا ہو اور اکثر لوگ اسکو فرض واجب کی طرح عمل میں لاتے ہیں اور جو کبھی بزرگ مزار کی طرف لوٹتے وقت پشت کرتے وہ بے ادب سمجھا جاتا ہے اور موردِ طعن و تشنیع ہوتا ہے

(۵) پھر جب اپنے وطن کی طرف چلے تو وہاں کچھ مخالف اپنے اجابے اعزہ کیلئے ہمراہ لئے مثلاً مکہ معظمہ سے آپ فرم اور مدینہ منورہ کی کھجوریں پھر جب اپنے شہر کے قریب پہنچ جائے تو یہ دعا پڑھے **اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ خَیْرَهَا وَخَیْرَ مَا فِیْهَا وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَ شَرِّ مَا فِیْهَا** **اللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَنَا فِیْهَا قَرَارًا وَ رِیْقًا حَسَنًا** اور جب شہر میں پہنچ جائے تو یہ دعا پڑھے **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیْكَ لَهُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَ هُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ** **تَابِعُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ صَدَقَ وَعْدُهُ وَ نَصَرَ عَبْدُهُ وَ هَزَمَ الْاَخْزَابَ وَ حَذَّاهُ وَ اَعَزَّ جُنْدَهُ فَلَا شَیْءَ بَعْدَکَ** اور چاہیے کہ مکان پہنچنے سے پہلے اپنے اعزہ کو خبر کرے کہ فلان دن فلان وقت میں پہنچو گا بغیر اطلاع کے یکدم نہ پہنچ جاوے پھر جب اپنے مکان پہنچ جائے تو مکان کے اندر جانیسے پہلے جو مسجد مکان کے قریب ہو اس میں جائے اس میں دو رکعت نماز پڑھے اور خدای تعالیٰ کا شکر کرے کہ اس نعمت عظمیٰ پر حق تعالیٰ نے اُسے فائز کیا بعد اسکے اپنے مکان جائے پھر جب گھر میں پہنچ جائے تو دو رکعت نماز شکر پڑھے اور اللہ تعالیٰ کے اس احسان عظیم کا دل سے شکریہ ادا کرے۔ اس مبارک سفر سے لوٹنے کے بعد یہ سمجھ لے کہ میں تجدیدِ توبہ کر چکا ہوں اور توبہ بھی کبھی دوسرے سامنے نہیں بلکہ وہ توبہ جو حضرت سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ہوئی لہذا اس امر کا عزم قوی رکھ لے

عہ ترجہ ہائیں مجھے اس مقام کی خیریت و امان چیزوں کی خیریت جو اس مقام میں ہیں طلب کرنا ہوں اور اس مقام کے شر اور اُن چیزوں کے شر سے جو اس مقام میں ہیں تیری پناہ مانگتا ہوں اللہ مجھے یہاں قیام اور دوزخ عذاب سے محفوظ رکھے عہ ترجہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں وہ ایک ہی کوئی اسکا شریک نہیں اسی کی جو بادشاہت اور اسی کی ہر تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہموگ (اسکے گھر سے) لوٹے ہوئے آ رہے ہیں توبہ کر رہے ہیں عبادت کرنے والے اور سجدہ کرنے والے ہیں اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں اسے اپنا معبود سمجھا لیا اور اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی) مدد کی اور (کافروں کی) ہمتوں کو غود کیلئے بھگا دیا اور اپنے لشکر کو غالب کر دیا پس اسکے بعد کوئی چیز نہیں ہے ۴۸ اور اپنے پروردگار کی تعریف کرنے والے ہیں۔

کہ میں اب کبھی اس توبہ کو نہ توڑ دوں گا اور حق جل شانہ سے ہر نماز کے بعد خصوصاً بعد نماز صبح کے  
دُعا مانگا کرے کہ اے مجھے اس توبہ پر قائم رکھ اور اپنی نافرمانیوں سے بچا اور اپنی فرمانبرداری  
کی توفیق دے اور ایمان پر سیرا خاتمہ فرما۔

علماء نے لکھا ہے کہ حج مبرور کی علامت یہ ہے کہ جس حالت میں گیا تھا اُس سے بہتر حالت  
میں لوٹے اور دل میں حضرت سید المرسل کے اتباع سنت کا شوق پیدا ہو جائے اور دنیا  
و اہل دنیا کی محبت سے دل منہ ہو جائے اور آخرت و اہل دین کی محبت دل میں غالب ہو جائے۔  
خدا تعالیٰ کی عنایت سے حج و زیارت کا بیان ختم ہو گیا اب میں جب التزام حج کے متعلق  
چالیس صیغہ میں درج چالیس اقوال حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نقل کرتا ہوں  
جہاں حدیث لکھنے سے پہلے میں یہ چاہتا ہوں کہ مختصراً کے ساتھ حجۃ الوداع کے پورے واقعات  
لکھوں کیونکہ جو حدیثیں میں لکھ چکا ہوں کسی میں پورے واقعات اس حج کے نہیں ہیں کسی  
راوی نے ایک حدیث میں پورے واقعات نہیں بیان کئے بلکہ ضرورت وقت کے مناسب جس قدر  
مضمون اس واقعہ کا ہوتا تھا اسی قدر نقل کرتے تھے۔ ہنے کسی کتاب میں حجۃ الوداع کے  
واقعات اس اختصار و درسن ترتیب کے نہیں کیے جیسا کہ شرح سفر السعادتہ میں شیخ عبدالحق محدث  
دہلوی نے لکھے ہیں لہذا اسی کتاب سے ان واقعات کا انتخاب کیا جاتا ہے۔

### حجۃ الوداع کی مختصر کیفیت

یہ عمر اور لکھ چکے ہیں کہ حج کی فرضیت مسہر جری میں ہوئی اور مسہر جری میں اپنے اس حکم کی تعمیل کی۔  
حج کے بعد اسی ایک حج آپ نے کیا جو کہ حج اہک آخری حج تھا اور جس سال آپ نے حج کیا وہ سال آپ کی  
عمر گرامی آخری سال تھا اسی سال آپ نے یہاں سے رخصت ہوئے اور اس سال کو ہی ہار عام مجبور میں اپنے اپنے  
ذرائع و فراق کی خبر اشعار و کنایات میں بیان فرمائی چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق ان اشارات کو سمجھ گئے

اور اسی وقت رٹنے لگے کبھی کبھی بھی فرمایا کہ شاید سال بند میں تم بھگواناؤ گے حضرت ماسے یہاں تک فرمایا کہ  
 اے ساداتِ بین لوٹ کر تم سیری تو دیکھو گے اب حضرت معاذ بہت رٹنے حاصل کر اس حج کے آخر میں جو  
 خطبہ آپ نے پڑھا وہ بالکل صحاف بتا رہا ہے کہ اب غریب آپ نے کیا کو اپنے جمالِ لہریاں سے محروم فرمانے والے  
 ہیں ایسے الفاظ تھے کہ عام طور پر صحابہ کہنے لگے کہ کَاذِبٌ مُّوَطَّئٌ مُّؤَدَّعٍ یہ نصیحت تو گویا رخصت  
 ہونے والے کی ہو انہیں وجہ سے اس حج کا نام حجۃ الوداع مشہور ہوا۔

جب آپ نے اس حج کا ارادہ فرمایا تو صحابہ کو اطلاع دی سب نے حج کی تیاری کر دی اور یہ خریدینہ منور کے  
 اطراف قرب حور کے گاؤں میں پہنچی تو وہاں کے تمام مسلمان زمین میں آگئے اور راستہ میں چلتے چلتے  
 جیسے جیسے مسلمانوں کو خبر ہوتی جاتی تھی آتے جاتے گئے ایک رتھا کہ برپا تھا کہ حضرت اس سال حج کو  
 جاتے ہیں جو سنتا تھا وہ دوڑا چلا آتا تھا ایک جمع جان نواز تھی کہ رٹوں تھی اور پروا نہ لگا اسپر جمع تھا  
 اس قدر لوگ جمع ہوئے کہ حد سارے باہر اب تک صحیح تعداد انکی تحقیق نہیں معلوم ہوئی ان اس قدر  
 ضرور کہا گیا ہے کہ جس طرف نظر جاتی تھی کسی کے سوا کچھ دکھائی دیتا تھا بعض روایات میں ہے کہ ایک  
 لاکھ چودہ ہزار آدمی تھے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک لاکھ بیس ہزار اور اللہ تعالیٰ اعلم۔

ہفتہ کے دن چوہین فی یقعدہ کو اپنے ظہر کی نازدینہ مقدس کی مسجد میں پڑھی بعد نماز کے سربارک میں  
 تیل ڈالا اور کنگھی کی اور چادر اور تہ بند پہن کر کوچ فرمایا اور ذوالحلیفہ میں پہنچ کر تیام کروایا عصر  
 کی نماز وہاں قصر سے ادا فرمائی اور رات بھر اور دوسرے دن ظہر تک میں رہے تمام اہمات  
 المؤمنین اور فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اس سفر میں ہر راہ تھیں سب کو اپنے تمام اذواج کے یہاں  
 تھوڑی تھوڑی میر قیام فرمایا اور دوسرے دن ظہر کی نماز وہاں پڑھا کر اپنے اہرام کے لیے غسل  
 فرمایا اور خطمی اشنان بھی صفائی کی غرض سے پانی میں ملا دیا تھا غسل کے بعد عائشہ صدیقہ نے  
 ایک مرکب خوشبو جس میں مشک بھی تھا آپ کے سر اور بدن پر لگا دی اور اس قدر لگائی کہ مشک کا اثر



آپ کی عارضی و سرپرستی سے معلوم ہوتا تھا بعد اسکے آپ نے چادر اور تہ بندہ احرام کی پہن لی اور  
دو رکعت نماز احرام پڑھیں اور بدینہ کی گردن میں دو جوتیاں لٹکا دیں اور اسکی داہنی جانب اشعار کیا  
بعد اسکے احرام باندھ لیا صحیح یہ ہے کہ آپ نے قرآن کا احرام باندھا تھا بعد اسکے تلبیہ کی اور اپنی  
اونٹنی پر سوار ہو گئے پھر جب وہ اٹھی تو آپ نے دوبارہ تلبیہ کی اور بعد اسکے جب یک دن کے  
مقام پر چڑھنے کا اتفاق ہوا تو آپ نے پھر تلبیہ کی اور کبھی آپ فرماتے تھے لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ  
کبھی صرف استغاثت تھے لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ تلبیہ میں آپ نے یہ عبارت پڑھی لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ  
لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَكَ لَا اَشْرِيكَ لَكَ تلبیہ آپ نے  
بلند آواز سے کی اور تمام صحابہ کو آپ نے بھی حکم دیا صحابہ تلبیہ کی عبارت میں کچھ تغیر و تبدل کرتے  
تھے مگر آپ نے کسی کو منع نہیں فرمایا احرام کی حالت میں آپ نے اپنے سر کے بالوں کو حلی لگا کر چپکا لیا تھا تاکہ  
ٹوٹنے سے اور جوئیں غیر سے حفاظت ہے جب آپ تمام روحا میں ہوئے ایک انھی گوزر کو دیکھا  
صحابہ آپ نے منع کر دیا کہ اسکو نہ چھیڑنا تنہا میں اسکا شکار کرنے والا آگیا اور اُس نے کہا کہ  
یا رسول اللہ یہ شکار میں نے آپ کو دیدیا آپ جو چاہیں کریں حضرت ابو بکر صدیق سے  
فرمایا کہ اُسکو لاکر صحابہ میں تقسیم کر دو پھر تمام اُشیاء میں ایک ہرن کو دیکھا کہ ایک درخت کے  
نیچے سورا تھا اور وہ نہ می تھا آپ نے ایک شخص کو متعین کر دیا کہ کوئی محرم اسکو چھیڑنے نہ پائے  
پھر جب آپ مقام عرج میں پہنچے تو حضرت ابو بکر صدیق نے اپنے ایک غلام کو مارا اُس نے ایک  
ادنیٰ جیسر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی سباب تھا کھو دیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
اُس حال کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ اُنْظُرُوا اِلٰی هٰذَا الْحَرَمِ مَا يَصْنَعُ اس محرم کو دیکھو کہ کیا کر رہا ہے

عہ صاحب سفر السعادت نے تو نماز احرام کے منقول ہوئیے انکار کیا ہے لیکن نسخ جلد ہی محدث دہلوی نے نسخ میں مکتون ہوا  
ثابت کیا ہے ۱۲۷۷ عہ ترجمہ ای المدین نیرے دروازہ پر حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں سب تعریف اور نعمت  
نیرا ہی ہے اور ملک تیرا ہی ہے تیرا کوئی شریک نہیں ۱۲

اسکے سوا آپ نے کچھ نہیں فرمایا کہ تمھارا حج فاسد ہو گیا یا تم کو فدیہ دینا پڑیگا جب مقام ابوا دین  
 پہنچے تو صعب بن جنامہ نے ایک گوز خربڑہ پیش کیا آپ نے نہیں لیا اور فرمایا کہ ہم محرم ہیں۔  
 جب آپ وادی عسفان میں پہنچے فرمایا کہ میں ہوسی کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ جارہے ہیں اور  
 انگلیاں اپنے کان میں دیئے ہوئے بہت بلند آواز سے تلبیس کہہ رہے ہیں اور آپ نے یہ بھی  
 فرمایا کہ ہو اور صلح بھی اس وادی میں گزرا کرتے تھے جب آپ مقام سرف میں پہنچے  
 تو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو عذر زنا پیش آگیا وہ رو رہی تھیں آپ نے فرمایا تم کیوں روتی  
 ہو تو ایک تقدیری بات ہر اس میں تمھارا کیا اختیار ہے کوئی حرج نہیں ہو طواف کے تم تمام  
 اعمال حج کے ادا کرو عائشہ صدیقہ نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا لہذا آپ نے فرمایا کہ تم  
 عمرہ چھوڑ دو اور غسل کر کے حج کا احرام باندھ لو چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا بعد اسکے جب  
 پاک ہوئیں اور وقوف کر چکی تھیں تو طواف اور سعی کی آپ نے فرمایا کہ اب تم حج سے باہر  
 ہو گئیں بعد اسکے عمرہ کی قضا کیلئے آپ نے انکے بھائی عبد الرحمن سے فرمایا کہ تم انکو نیت تک ایجاؤ اور  
 وہاں سے عمرہ کا احرام بندھو کر لے آؤ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور انھوں نے عمرہ کی قضا کر لی۔  
 اسی مقام سرف میں آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ جسکے ہمراہ ہدی نہ ہو وہ چاہے تو اپنے احرام کو  
 عمرہ سے بدل دے ہاں جسکے پاس ہدی ہو وہ ایسا نہیں کر سکتا پھر جب آپ مکہ پہنچے  
 تو یہ حکم قطعی طور پر دیدیا اور فرمایا کہ اگر میں ہدی نہ لایا ہوتا تو میں بھی ایسا ہی کرتا۔  
 جب مکہ مکرمہ قریب آگیا تو آپ نے مقام ذی طوی میں نزول فرمایا اور کشتیہ کے رن پہنچے  
 کی پانچویں تاریخ صبح کی نماز پڑھ کر آپ نے غسل فرمایا اور طلوع آفتاب کے کچھ دیر بعد  
 جحون کے راستہ سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے جب آپ بابا اسلام میں پہنچے  
 اور کعبہ شریف پر آپ کی نظر مبارک پڑی تو آپ نے یہ دعا پڑھنی شروع کی۔

اللَّهُمَّ زِدْ بَيْتَكَ هَذَا تَسْرِيفًا وَتَعْظِيمًا وَتَكْرِيمًا وَمَهَابَةً بَعْدَ اسْمِكَ اَبَسِدْ مَعِ كَعْبَةِ كَيْطُوفِ  
 وَانْتِهِجِ السَّجْدَ نَبِيْنِ پُر مِی جِجْر اسود کے مقابل پہنچ کر استلام کیا اور طواف میں شمول  
 ہو گئے کعبہ کو اپنے بائیں ہاتھ کی طرف چھوڑا اور اپنے دائیں ہاتھ کی طرف سے طواف شروع  
 کیا طواف کے اندر کسی خاص مقام میں کوئی مخصوص عا آپ سے منقول نہیں مگر بان رکن یانی  
 اور حجر اسود کے درمیان میں اپنے یہ دعا پڑھی رَبَّنَا اِنَّا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقَدْ  
 جِئْنَاكَ الْبَاکِیْنَ اللَّهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ طَوَافِ مِیْن اپنے  
 سات شوط کیے پہلے تین شوطوں میں رمل فرمایا اور اخیر کی شوطوں میں رمل نہیں کیا اس  
 طواف میں اپنے اپنی چادر بصورت مضطباع اوڑھی تھی شوط میں جب حجر اسود کی محاذات  
 پہنچتے تو ایک لکڑی جھاپ کے ہاتھ میں بھی حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے اسکو بوس دیتے اور رکن یانی کی  
 محاذات پر جب پہنچتے تو اسکی طرف اشارہ کرتے مگر اسکو بوس نہ دیتے حجر اسود کے مقابل جب  
 پہنچتے تو اللہ اکبر کہتے جب طواف فارغ ہوئے تو مقام ابراہیم میں آئے اور یہ آیت پڑھی  
 وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مَعْصٰی اُوْرُوْا ہَاں دو رکعت نماز طواف پڑھی۔ پہلی رکعت میں سورہ  
 فاتحہ اور قل یا اہل الکافرون اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ اور قل ہو اللہ ہر نماز طواف سے  
 فارغ ہو کر پھر حجر اسود کی طرف تشریف لئے اور اسکا استلام کیا بعد اسکے بیچ کے دروازے سے کوہ  
 صفا کی طرف تشریف لیگئے صفا کے قریب پہنچ کر یہ آیت پڑھی اِنَّ الْمَصْفٰی وَالْمُرْوٰۃَ مِنْ  
 نَّعْمٰتِ اللّٰہِ اور فرمایا کہ جس کو اللہ نے پہلے ذکر فرمایا ہے اسی سے ہم طواف کی ابتدا کریں گے

ع اے اللہ اپنے اس گھر کی بزرگی اور عظمت اور کرامت اور عجب زیادہ فرما ۱۱ ترجمہ ای ہائے پروردگار  
 ہیں دنیا میں بھی بھلائی عنایت کرو اور آخرت میں بھی بھلائی عنایت کرو میں دور رخ کے عذاب سے بچا  
 اے اللہ میں تجھے دنیا و آخرت میں بخشش اور عافیت طلب کرتا ہوں ۱۲ ترجمہ اور مقام ابراہیم میں  
 نماز کی جگہ بناؤ ۱۱ ترجمہ بیشک صفا اور مروہ خدا کی نشانیوں میں سے ہیں ۱۲

پھر آپ صفا چڑھ گئے اور کعبہ مکرمہ کے مقابل کھڑے ہو کر یہ دعا پڑھی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ يَا أَلَهَ الْأَلِهَةِ اللَّهُمَّ وَحْدَهُ  
صَدَقَ وَعْدُهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ  
رَحْمَتِكَ وَغَائِظَ عِقَابِكَ وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بَرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِتِّكَاثٍ ادْعُ لِي ذَنْبًا  
لَا غَفْرَتَهُ وَلَا هَمًّا إِلَّا وَجَّهَهُ وَلَا كَرْبًا إِلَّا كَشَفْتَهُ وَلَا حَاجَةً إِلَّا قَضَيْتَ جَا پھر صفا سے اتر کر  
مردہ پر آئے اُنہی سے میں چونکہ لوگوں کا جو دم زیادہ ہو گیا تھا اس لیے ادنیٰ پر سوار ہو کر  
اپنے سعی کو پورا کیا ابتلا سعی کی اپنے صفا سے کی اور اختتام اُس کام وہ پر کیا جب مردہ پر چڑھے  
تو وہی دعا جو اپنے صفا پر پڑھی تھی مردہ پر بھی پڑھی اور درمیان میں آپ یہ دعا پڑھتے تھے  
رَبِّ اغْفِرْ ذُنُوبَنَا نَكَ أَنْتَ الْأَعْلَى الْأَكْرَمُ سعی سے فارغ ہو کر اپنے صحابہ کو حکم دیا کہ  
جسکے ہمراہ ہدی نہ ہو وہ احرام سے باہر ہو جائے چنانچہ سب احرام سے باہر ہو گئے اور آپ کی  
تعمیل حکم سے ہتھوں نے سر نہ ڈائے اور بعض نے بال کتر وادیئے سر نہ ڈائے انوں کے لیے اپنے  
تین بار فرمایا اللَّهُمَّ ارْحَمْنَا لِحُلُقَيْنِ كَتَرْنَا وَالْوَنَ نے اس دعا کی کہ حضور ہلو کیوں  
مردم رکھتے ہیں اس وقت اپنے اُنکے لیے بھی سراقہ بن مالک نے پوچھا کہ حضور یہ بات صرف  
ہمارے لیے خاص ہے یا تمام امت کیلئے اپنے فرمایا ہمیشہ کیلئے اور تمام لوگوں کے لیے  
ابو بکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان اور علی اور طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم احرام سے باہر نہیں ہو

عہ ترجمہ اس کے سو کوئی خدا نہیں اُسکا کوئی شریک نہیں اُسی کی ہر بادشاہت اور اُسی کیلئے ہے تعریف اور وہ  
ہر چیز پر قادر ہے اس کے سو کوئی خدا نہیں وہ اکیلا ہے جس نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندہ کی مدد کی اور (کافروں)  
کی جماعتوں کو سنے نہا بیگا دیا اے اللہ تم تجھے تیری رحمت کے اسباب اور تیری مغفرت کے وسائل اور ہر چیز میں  
حصہ اور ہر گناہ سے سلامتی کی درخواست کرتے ہیں تو ہمارے ہر گناہ کو بخشدے اور ہر غم کو دور کر دے اور ہر تکلیف کو  
دفع فرما اور حاجت کو روا کر اے ترجمہ ای میرے پروردگار بخشدے اور رحم کر بیشک عزت والا بزرگ ہے  
اے ترجمہ اے اللہ سر نہ ڈانے والوں پر رحم فرما اے اللہ یعنی ایام حج میں عمر کرنا ۱۲

کیونکہ اُن لوگوں کے ہمراہ ہی تھی ازواج مطہرات اور بنی بی فاطمہ زہرا احرام سے باہر ہو گئی تھیں کیونکہ انکے ہمراہ ہی نہ تھی۔

چاروں کے بعد یعنی ذبح کی آٹھویں تاریخ کو اپنے بی بی جاجیکا قصد کیا جو جو صحابہ احرام سے باہر ہو گئے تھے انھوں نے اس دن حج کا احرام باندھا نظر اور عصر کی نماز اپنے منیٰ میں پڑھی اور رات کو وہیں رہے دوسرے دن نوین تاریخ کو جب آفتاب نکل آیا آپ عرفات کی طرف متوجہ ہوئے کوئی صحابی تکبیر کہتے تھے کوئی تلبیہ آپ نے کسی پر انکار نہیں فرمایا۔

جب آپ مقام غزوہ میں پہنچے تو وہاں نزول فرمایا وہاں آپ کے حکم سے اونی خیمہ آپ کے لیے پہلے سے نصب کر دیا تھا۔ زوال آفتاب کے بعد اپنے اونٹنی پر سوار ہو کر نہایت تبلیغ اور مؤثر خطبہ پڑھا تمام اسلام کے اصول اُسین تعلیم فرمائے اور تمام کفر و شرک کی باتوں کی جڑ کاٹ دی رسوم کو بالکل مٹا دیا اور جو باتیں تمام مذاہب میں ممنوع ہیں اُنکا ذکر فرمایا۔ جابیہ کے زمانہ کے خون اور سود و نکو مہاف کر دیا اور مرد و نکو عورتوں میں خوش خلقی اور ملائمت

کر نیکی تاکید فرمائی اور رز و جین کے باہمی حقوق یاد دلانے اور لوگوں کو کتاب خدا پر عمل کر نیکا حکم دیا اور فرمایا کہ جو کوئی کتاب خدا پر عمل کرے گا وہ گمراہ نہ ہوگا پھر صحابہ سے پوچھا کہ تم لوگ میرے حق میں کیا کہتے ہو سب نے یک زبان ہو کر عرض کیا کہ ہم سب گواہ ہیں کہ آپنے خدا کے احکام پہنچائے اور امت کی خیر خواہی جیسی کہ چاہیے کی اور تمام حقوق رسالت کو اپنے ادا فرمایا یہ سن کر اپنے پشت شہادت اسمان کی طرف اٹھائی اور اسکو گھمایا اور فرمایا کہ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ پھر فرمایا کہ جو لوگ اس مجمع میں ہیں وہ عاقلین کو یہ تمام احکام پہنچائیں

یعنی اسلام سے پہلے جو کسی کسی کو قتل کر دیا تھا اسکی بابت آپنے کہہ دیا کہ اب اس سے قصاص نہ لیا جائیگا اور جو روپیہ کسی نے کسی کو سودی قرض دیا تھا اور اسکا سودا سیر بانی تھا وہ بھی حاق کر دیا۔ ترجمہ اعوانہ گواہ رہنا۔ اے اللہ گواہ رہنا۔ اے اللہ گواہ رہنا۔ ۱۲

اسکے بعد اپنے نھر کی نماز پڑھی نظر اور عصر دونوں کی نماز یہاں ایک ساتھ پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ سوار ہو گئے اور عرفات آئے وہاں دامن کوہ کے پاس قبلہ رو کھڑے ہو کر سواری پر آئے وقوف فرمایا اور نہایت الخاح ذراری کے ساتھ بہت درد ناک لفاظی میں اپنے حق تعالیٰ سے دعائیں شریعت کی جب علانگ چکے تو فرمایا کہ عرفات میں کھڑا ہونا کچھ خاص اسی مقام پر ضروری نہیں بلکہ تمام جنگل عرفات کا موقف ہے جہاں چاہو کھڑے ہو عرفات ہی میں یہ آیت نازل ہوئی اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ اَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيتُ لَكُمْ الْاِسْلَامَ دِينًا ترجمہ (اے مسلمانوں) آج میں نے تمہارا دین تمہارے لیے کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا یہ آیت اگرچہ تمام اہل اسلام کیلئے نہایت مسرت اور فرحت کا باعث ہے لیکن صحابہ میں جو لوگ تیز نظر اور دقیقہ رس تھے وہ اس آیت کے سنتے ہی نہایت دل شکستہ اور محزون ہو گئے۔ سمجھ گئے کہ اب زمانہ فراق قریب ہے کیونکہ آپ کا دنیا میں آنا اور رہنا محض تعلیم دین اور تعلیم کیلئے تھا جب وہ کام پورا ہو گیا تو آپ کا قیام دنیا میں کس لیے ہو گا پھر اس کے بعد اپنے یہ بھی فرمایا کہ اپنے دین کے مسائل مجھ سے یاد کرو آئندہ سال شاید مجھے پاؤ یا نہ پاؤ۔ اسی دن عرفات میں ایک صحابی اونٹ کے اوپر سے گر پڑے اور انکی وفات ہو گئی آپ نے فرمایا کہ ان کو غسل دیکر احرام کے لباس میں دفن کر دو اور خوشبو نہ لگاؤ اور سر اور چہرہ کو نہ بند کر دو اور فرمایا کہ قیامت کے دن وہ دلیک کہتے ہوئے میدان حشر میں آئیں گے۔

جب آفتاب غروب ہو گیا تو اپنے اسامہ بن زید کو اپنے ہمراہ سوار کر لیا اور مزدلفہ کی طرف چلے اُس وقت لوگوں کا ہجوم تو تھا ہی سمجھوں نے تیز روی کرنی چاہی ایک کے اوپر ایک گرنے لگا تو اپنے انکو منع فرمایا کہ جلدی کرنے میں کوئی فائدہ اور کچھ ثواب نہیں

غرض نہایت سکون و وقار کے ساتھ وہاں سے آپ روانہ ہوئے جب راہ کشادہ اور میدان وسیع ملتا تو اونٹنی کو کچھ تیز بھی کر دیتے تھے جس راستہ سے عرفات میں آئے تھے اُس راستہ سے نہیں لوٹے بلکہ دوسرے راستہ سے یہی عادت آپ کی عید گاہ جانے میں بھی تھی کہ جس راستے سے تشریف لیجاتے اس راستے سے لوٹتے نہ تھے اُسنائے راہ میں ایک مقام پر اُتر کر خفیف وضو فرمایا اُسامہ نے پوچھا کہ کیا مغرب کی نماز پڑھیے گا آپ نے فرمایا کہ مغرب کی نماز آگے چل کر مزدلفہ میں پڑھیں گے پھر مزدلفہ میں پہنچ کر آپ نے پورا وضو کیا اور اذان پڑھی گئی اور اسباب وغیرہ اتار دیے پہلے آپ نے مغرب کی نماز ادا کی بعد اُسکے اسباب وغیرہ لوگوں نے اونٹوں سے اتارا اور عشا کی نماز پڑھی مغرب اور عشا کے فرض کے درمیان میں کوئی نفل نماز اپنے نہیں پڑھی پھر رات بھر آپ مزدلفہ میں رہے اور شب بیداری نہیں کی عورتوں اور بچوں کو صبح ہوئی سے پہلے اپنے شخصت کر دیا کہ منی چلے جائیں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو انکے ہمراہ کر دیا اور یہ فرما دیا کہ آفتاب نکلنے سے پہلے رمی کریں پھر فجر کا وقت آتے ہی بہت اول وقت اپنے فجر کی نماز پڑھ لی اور سوار ہو کر مشعر حرام میں آئے اور وہاں وقوف فرمایا اور قبلہ رو ہو کر اُمت کیلئے نہایت تضرع و زاری کے ساتھ دعا مانگتے رہے یہاں تک کہ جب طلوع آفتاب کا وقت قریب آگیا تو آپ بنی کیطرف روانہ ہوئے اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے ہمراہ سوار کیا اور آپ نے فضل بن عباس سے یہ حکم دیا کہ وہ راستہ سے کنکریاں رمی کیلئے چُن لیں انھوں نے سات کنکریاں چُن کر حضور کے ہاتھ میں دیں اپنے اپنے کف مبارک میں اُنکو لیکر غبار وغیرہ سے صاف کیا اور فرماتے رہے کہ اسی قسم کی کنکریوں سے رمی کرنی چاہیے اور اے لوگو دین میں زیادتی نہ کرو اگلے لوگ اسی سے برابر ہوئے۔ اُسی راہ میں ایک عورت ملی اور اُس نے آپ سے پوچھا کہ میرا باپ

بہت بڑھا ہوا دنٹ پر نہیں بیٹھ سکتا میں اُسکی طرف سے حج کر سکتی ہوں۔ آپ نے  
 فرمایا ہاں فضل بن عباس اس عورت کی طرف دیکھنے لگے تو اپنے اُنکی آنکھیں بند  
 کر دیں اور اُنکی گردن پھیر دی۔ پھر ایک بڑھیا ملی اور اُسنے کہا کہ میری ماں بہت کمزور ہے  
 اور بہت بوڑھی ہو گیا میں اُسکی طرف سے حج کر سکتی ہوں اپنے فرمایا ہاں۔ پھر جب آپ  
 وادی محشر میں پہنچے تو وہاں سے اونٹنی کو بہت تیز دوڑایا اور بہت عجلت کے ساتھ  
 وہاں سے نکل آئے اور فرمایا کہ یہاں دشمنانِ خدا پر عذاب ہوا تھا اس مقام پر اصحاب  
 فیل پر عذاب ہوا تھا جو کعبہ مکرمہ کے گرنے کیلئے آئے تھے۔  
 پھر جب آپ حجۃ العقبہ کے محاذی پہنچ گئے تو کھڑے ہو گئے کعبہ مکرمہ اُسوقت آپکے  
 بائیں ہاتھ کی طرف تھا اور منی داہنے ہاتھ کی طرف اور سواری پر سے اپنے سات لنگران  
 ایک ایک کر کے حجۃ العقبہ پر اتریں رومی کرتے وقت بلال اور اسامہ بن زید حاضر رکاب  
 تھے ایک تو اونٹ کی مہار بکڑے ہوئے تھے اور دوسرے آپکے اوپر سایہ کے بنے تھے  
 رومی کے بعد اپنے تلبیہ موقوف کر دیا اور اُسکے بعد اپنی فود گاہ میں جو مسجد خیف کے قریب  
 تھی تشریف لے گئے اور وہاں ایک نہایت بلند اور بنایت موثر اور در داغیز خطبہ  
 پڑھا اور ایسی آواز سے پڑھا کہ تمام حاضرین نے بخوبی اُسکو سنا اس بات کو بھی علمائے  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں شمار کیا ہے کیونکہ قوت بشری سے یہ بات باہر ہو کہ  
 اتنے کثیر جمع کیلئے ایک شخص کی آواز کفایت کر جائے اس خطبہ میں آپ نے لوگوں کو ماہِ حرام کی  
 فضیلت اور ذبحِ حجہ کی دسویں تاریخ کی بزرگی سنائی اور ان مہینوں میں جدالِ قتال کی  
 ممانعت کی اور فرمایا کہ حج کے مناسک سے کھلو شاید میں دوبارہ حج کر دوں گا اور یہ بھی حکم دیا کہ  
 میرے جو بھلا شرار ہو اُسکی طاعت کرنا بشرطیکہ وہ کتابِ اللہ پر عمل کرے اور فرمایا کہ میرے بعد کافر



نہ بچانا اور باہر خون ریزی تک نہ فساد نہ کرنا بعد اسکے لوگوں سے اپنے رخصتی کے کھانے کے  
اور اپنے فراق کی تلخ تر خبر باشاراتِ وضع و سب کو سنائی اور حکم دیا کہ جو احکام تم لوگوں  
نے مجھ سے سنے ہیں وہ اُن لوگوں کو پہنچا دینا جنھوں نے نہیں سنے۔

خطبہ پڑھ کر آپ قربانی کے مقام پر آئے اور وہاں تریسٹھ اونٹ اپنے اپنے ہاتھ سے  
قربانی کیے اس خاص عدد کے اختیار کرنے میں بھی انہی عمر کے ختم ہونے کی طرف اشارہ فرمایا  
آپ نے تریسٹھ برس کی عمر میں وفات پائی تو گویا عمر کے ہر سال کی عوض میں ایک اونٹ  
قربانی فرمایا اور پھر حضرت علی رضی کو حکم دیا کہ سینتیس اونٹ تم قربانی کر دو تاکہ سنو  
پوسے ہو جائیں۔ اونٹوں کی کیفیت تھی کہ پانچ پانچ چھ چھ اونٹ قربانی کے لیے آپ کے  
قریب لائے جاتے تھے ایک اونٹ دوسرے اونٹ پر گر پڑتا تھا اور ہر اونٹ بھی چاہتا تھا  
کہ پہلے میں مشرف کیا جاؤں پھر اپنے حضرت علی رضی کو حکم دیا کہ اونٹوں کی مکالمین اور  
انکی جھولین سکیں تو تقسیم کر دیں اور گوشت بنانے والوں کی اجرت اپنے علیہ سے  
دلوانی جب قربانی سے آپ فارغ ہو گئے تو لوگوں سے یہ بھی فرما دیا کہ یہ نہ خیال کرنا  
کہ جس جگہ میں نے قربانی کی ہے وہاں کے سوا اور کہیں قربانی جائز نہیں بلکہ تمام منی میں  
جہاں قربانی کرو درست ہے پھر اپنے سر منڈوانے کے واسطے حکم دیا حضرت عمر بن عبد اللہ لائے  
اور استر لیکر کھڑے ہو گئے اپنے فرمایا کہ اے محمد دیکھو اس وقت رسول اللہ نے تھیں سر قبضہ دیا  
ہر اور تھلے ہاتھ میں استر ہر مقصود یہ تھا کہ اس نعمت کی قدر دانی کرو اور خدا کا شکر بجالاؤ  
انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کا فضل و احسان ہے اپنے فرمایا بیشک پھر اپنے حکم دیا کہ پہلے  
دائیں جانب کے بال مونڈو۔ دائیں جانب کے بال تو سب اپنے حضرت ابو طلحہ کو دیدے اور  
بائیں جانب کے بالوں کی نسبت فرمایا کہ لوگوں کو تقسیم کر دو تمام لوگوں کو ایک ایک بال دو بال پہنچے

بالوں کی تقسیم میں بھی اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ اب جدائی کا زمانہ قریب ہے اور وہ وقت اب کچھ دنوں کے بعد آنے والا ہے کہ جواکھیں ہمیشہ اُس جالِ بیتال سے منور رہتی تھیں اپنے محبوب کے دیدار کو ترس جائیں اور لوگ اس بات کی تمنا کرنے لگیں کہ کاش حضرت کی کوئی نشانی ہوتی اُسی کو دیکھ کے ہم اپنے دل کو کچھلتے۔ اسی وجہ سے حضرت نے اپنے موے مبارک لوگوں کو تقسیم فرمائے تاکہ آئندہ اُن عاشقانِ بیدل کی تسکین طمانیت کا سبب اور رحمت و برکت کا باعث ہو۔ بعد اُسکے آپ نے ناخونوں کو بھی ترشہ بویا اور اُن کو بھی لوگوں میں تقسیم فرمایا۔

اب بھی بعض صاحبِ نصیب لوگوں کے پاس آپ کے موے مبارک موجود ہیں اور انہیں بعض بعض کی نسبت تو یقین ہو سکتا ہے کہ وہ بیشک ہی موے اقدس ہیں جو کسی وقت حضرت کے جسمِ انور سے تعلق رکھتے تھے اس امر کا یقین حاصل کرنے کیلئے دو باتوں کی ضرورت ہے اول یہ کہ سندانِ بالوں کی بواسطہ ثقات کسی صحابی تک پہنچی ہوئی ہو۔ اور اسکے راویوں میں تمام وہ شرطیں موجود ہوں جو ایک حدیث کے راویوں میں ہونی چاہئیں۔ **دوسرے** یہ کہ کوئی صاحبِ دل اپنے وجدان سے اُن بالوں کے انوارِ تجلیات کا شاہدہ کوین مگر یہ دوسرا طریقہ صرف انہیں لوگوں کے لیے ہے جو اس مشربِ عالی سے بہرہ ور ہوں۔

جو موے مبارک کسی خاندان میں زمانہ قدیم سے وراثتہ چلے آتے ہوں اور کوئی لکھی ہوئی سند انکے ساتھ نہ ہو انکی نسبت اگرچہ یقین نہیں ہو سکتا لیکن اس خیال سے کہ شاید وہ ایسے ہی ہوں جیسے کہ بیان کیے جاتے ہیں انکی تعظیم و محبت میں کمی نہ کرنی چاہیئے۔

واقعی مسلمان بڑے خوش قسمت ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہر گنہگار اُمّت پر طے  
کی خیریت کے سامان اللہ جل شانہ نے اُنکے لیے ہیکر دیے ہیں اُنکے پاس اُنکے  
نبی کی وہ وہ نشانیاں موجود ہیں جو آج کسی اُمّت کو نصیب نہیں رہے بڑی نشانی  
اس شخص پر صلی اللہ علیہ وسلم کی جو آپ کا ایک نذہ معجزہ ہر ہمارے پاس قرآن عظیم ہے  
جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے اس وقت تک باوجودیکہ تیرہ سو برس سے زائد  
ہو گئے اسی طرح بے کم و کاست بے تغیر و تبدل چلا آ رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ تاقیام  
قیامت ہمارے پاس رہے گا دوسری نشانی آپ کی ہمارے پاس آپ کے احادیث ہیں  
احادیث کی حفاظت اور ہمہ سانی میں بھی جو اہتمام ہمارے اگلوں نے کیا اُس کا  
دسواں حصہ بھی کسی اُمّت کو نصیب نہیں ہوا۔ اسکے بعد اور نشانیاں بھی ہمارے  
پاس ہیں جو خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مجمع صفات سے تعلق رکھتی  
ہیں مثل موسیٰ مبارک اور نقشب نعلین اور نقش قدم شریف کے۔

وہ مسلمان کیسے خوش نصیب ہیں جبکہ بابرکت مہراں موسیٰ مبارک سے آباد ہیں  
وہ آنکھیں کس درجہ تعظیم کے قابل ہیں جنہوں نے اُن مقدس بالوں کی زیارت کی ہے  
اگلے زمانے میں متور تھا کہ ان موسیٰ مبارک کے ذریعہ سے اکثر بیماروں کی دوا کی جاتی  
تھی اور انکو نفا ہوتی تھی وہ لوگ ان موسیٰ مبارک کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے  
تھے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ابن سیرین سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت  
عید سے حضرت عبیدہ بن جراح سے سالتا ہے صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں مسلمان ہو چکے  
تھے لیکن ملاقات کی نوبت نہیں آئی کہ ہمارے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک  
ہر پہنے اُسے حضرت انس کے پاس پایا ہے تو انہوں نے (نہایت حسرت سے) کہا

کہ بیشک اگر میرے پاس حضرت کا کوئی موئے مبارک ہوتا تو مجھے دنیا سے اور  
تمام اُن چیزوں سے جو دنیا میں ہیں زیادہ محبوب ہوتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانیوں کا جو ذکر آیا تو ایک اور عجیب اور مقدس نشانی  
جو راشدہ حال میں دستیاب ہوئی جو اسکا ذکر کیے بغیر جی نہیں پاتا۔ سلطان عبد المجید خان  
خلیفہ ترکی کے عہد میں بعض عباسی سیاحوں کو کسی سرزمین میں دو خط آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کے دستیاب ہوئے ہرن کی جھلی پر لکھے ہوئے عبارت اُن خطوط کی صحیح بخاری کی  
روایت کردہ خط سے بالکل مطابق جو اُن سیاحوں نے اُن خطوط مقدسہ کو خلیفہ کے  
یہاں نذر کیا اور خلیفہ نے انکو تبرکات کے خزانہ میں رکھ لیا اور ایک بیش بہا  
صلہ اُن سیاحوں کو عنایت کیا اُن خطوط مقدسہ کے فوٹو اکثر بلاد اسلامیہ میں اجازت  
سلطانی بھیجے گئے بخدا اُنکے میرے بعض احباب کے پاس بھی اُنکے فوٹو آئے اور خدا  
کا شکر ہے کہ میں اُنکی زیارت سے مشرف ہوا ہوں۔ الغرض بالون کی تقسیم کے بعد  
زوال سے پہلے آپ کہ تشریف لائے اور طواف وداع کیا طواف کے بعد اپنے  
آب زمزم کھڑے ہو کر پیا۔ یہ طواف آپ نے سوار ہو کر کیا تھا وجہ یہ تھی کہ ہجوم  
بہت زیادہ ہو گیا تھا اور یہ بھی مقصود تھا کہ تمام حاضرین آپ کے طواف کو دیکھیں  
اور آپ کے جلال جہان آرا سے اپنی آنکھیں روشن کریں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ  
آپ کے پیر میں کچھ چوٹ آگئی تھی پھر آپ نے ظہر کی نماز مکہ میں پڑھ کر منی کی طرف مراجعت  
فرمائی اور رات کو وہیں رہے دوسرے دن نماز ظہر سے پہلے زوال کے بعد پیادہ پا  
تیمون جبرون کی رمی فرمائی۔ پہلے اُسکی جو مسجد خیف کے قریب ہے اور اُسکی  
رمی کے بعد تھوڑی دور آگے بڑھ کر آپ نے کھڑے ہو کر اتنی دیر تک دعا کی

جتنی دیر میں کوئی سورہ بقہ پڑھے پھر اُسکے بعد دوا کی جڑ کی رمی کی اور اُسکی رمی کے بعد بھی داسنے ہاتھ کی طرف ہٹ کر اتنی ہی دیر تک آپ نے دعا کی پھر حجرۃ العقبہ کی رمی کی اور اُسکی رمی کے بعد نہ آپ نے دعا کی اور نہ دال توقف فرمایا۔

منی میں آپ نے پورے دو روز قیام کیا یعنی گیارہویں اور بارہویں تاریخ کو اور ہر روز اسی طرح رمی کی اور تیرہویں تاریخ کو نماز ظہر کے بعد رمی کر کے آپ مکہ کی طرف روانہ ہوئے اثنائے راہ میں آپ محض مین اُترے اور ظہر عصر مغرب عشا کی نماز میں وہیں پڑھیں بعد اُسکے آپ تھوڑی دیر سوئے بعد اُسکے آپ بیدار ہوئے اور کوچ کیا اور مکہ میں آکر رات ہی کو طواف وداع کیا اس طواف میں رمل نہیں کیا عائشہ صدیقہ نے اپنے چھوٹے ہوئے عمر کی قضا بھی اسی شب میں کی۔ رات ختم نہ ہوئی تھی کہ عمر سے فراغت ہو گئی پس اپنے کوچ کا اعلان دیدیا اور مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے صبح کی نماز کعبہ کرمہ کے سامنے پڑھ کر چلے تھے۔ پھر جب آپ مقام غدیر خم میں پہنچے تو وہاں آپ نے کچھ دیر قیام فرمایا چونکہ آپ نے اس سال اپنی امت کے لیے آئندہ اور موجودہ اصلاح کے تمام مباح طر کر دیے تھے اور جن جن مفاسد کا آگے چل کر آپ کو اندیشہ تھا انکا سد باب کر دیا تھا آپ کو اپنی امت میں دو باتوں کا زیادہ اندیشہ تھا ایک تو باہمی خون ریزی کا دوسرے باہمی رنجش کا چنانچہ آپ نے ان دو باتوں کے متعلق حج کے خطبوں میں بہت تبلیغ اور مؤثر نصیحت فرمائی اور اپنے خلفاء کی اطاعت کا بھی حکم دیا۔ آپ کو یہ بھی بذریعہ وحی معلوم ہوا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کچھ لوگ بغض و عداوت رکھیں گے اور ان کو نہایت مظلومانہ حالت میں شہید کرینگے

عمر یہ واقعہ شرح سفر السعاده میں نہیں ہے، عمر غیر خم ایک چشمہ کا نام ہے مقام حنفہ سے تین میل پر واقع ہے ۱۲

اور انکی عداوت کو اپنا جزو ایمان بنائیں گے جیسا کہ احادیث میں مروی ہے کہ آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا تھا کہ تمھاری ڈاڑھی تمھارے خون سے  
ایک ن رنگین ہوگی یہ بھی فرمایا تھا کہ کچھ لوگ تم سے بغض عداوت رکھیں گے جس طرح یہود  
عیسیٰ سے بغض رکھتے ہیں اور انکی والدہ پر ہتان لگاتے ہیں چنانچہ ایسا ہی واقعہ بھی  
ہوا۔ فرقہ خوارج نے جو کچھ کیا وہ تو ایراج و سر کی کتابوں میں مذکور ہے المختصر آنحضرت  
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فساد عظیم کی اصلاح کے لیے مقام غدیر خم میں ایک خطبہ پڑھا  
اس میں اپنے اہل بیت سے محبت رکھنے کا لوگوں کو حکم دیا بعد ازاں حضرت علی رضی کی  
محبت کو مثل اپنی محبت کے لازم و واجب کر دیا الفاظ اس حدیث کے یہ ہیں  
الْحَذِیْبَةُ عَلٰی فَقَالَ السَّمْعُ تَعْلَمُونَ اِنِّیْ اَوَّلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ قَالُوا بَلٰی قَالَ  
اَلَسَمْعُ تَعْلَمُونَ اِنِّیْ اَوَّلٰی بِکُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ قَالُوا بَلٰی فَقَالَ اَللّٰهُمَّ مَنْ کُنْتُ  
مَوْلَاہُ فَعَلٰی مَوْلَاہُ اَللّٰهُمَّ وَاَلَاہُ وَاَلَاہُ وَہَا دَمٌ عَادَاہُ قَلْبِیْہِ عَمْرٍ بَعْدَ ذٰلِکَ  
فَقَالَ تَهْنِیْا یَا اِبْنَ اَبِی طَالِبٍ صَبَحْتُ اَمْسِیْتُ مَوْلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ رَوَاہُ اَحْمَدُ  
(مشکوٰۃ) ترجمہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ کیا  
تم لوگ نہیں جانتے کہ میں مومنوں کا انکی جان سے بھی زیادہ دوست ہوں سب  
لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں (ہم جانتے ہیں) آپ نے فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ  
میں ہر مومن کا اسکی جان سے زیادہ دوست ہوں سب لوگوں نے عرض کیا کہ  
ہاں ہم جانتے ہیں پھر آپ نے فرمایا کہ اے اللہ میں جس کا مولیٰ (یعنی محبوب)  
ہوں علی بھی اسکے مولیٰ یعنی محبوب ہیں اے اللہ تو اس شخص سے محبت کر جو علی سے  
محبت کرے اور اس شخص سے عداوت رکھ جو علی سے عداوت رکھے بعد اسکے

حضرت عمر حضرت علی سے ملے اور اُنہیں کہا کہ مبارک ہو اے ابن ابی طالب تم ہمیشہ کے لیے ہر مومن و مومنہ کے مولیٰ (یعنی محبوب) ہو گئے۔ اسی طرح اور بھی بعض اصحاب نے حضرت علی مرتضیٰ کو اس فضیلت کی مبارکباد دی۔

حضرت شیعہ اس حدیث حضرت علی مرتضیٰ کی خلافِ بلا فصل ثابت کرتے ہیں اور انکا خیال ہے کہ اس حدیث سے انکا دعویٰ بہت اچھی طرح ثابت رہتا ہے۔ اس کا جواب ہم دیتے ہیں کہ بیشک یہ حدیث ہماری کتابوں میں ہو کر چونکہ اصول عقائد میں فریقین کے یہ امر طر ہو چکا ہے کہ وہ عقائد جن پر نجات آخرت موقوف ہے نیز دھارے ثابت نہیں ہو سکتے بلکہ وہ یا تو قرآن سے ثابت ہو گئے یا کسی حدیث متواتر سے سو قرآن سے خلافِ بلا فصل کا ثابت کرنا تو ان حضرات کے حوصلے اور بہت سے باہر ہے اگرچہ اُنکے علمائے بہت کوشش کی اور اپنی قابلیت اور ذہانت کے بہت کچھ جوہر دکھائے لیکن اس مسئلہ کو قرآن سے ایک خفیف سا تعلق بھی نہیں ہے سیکے مجبور ہو کر قدس شیعہ کو تحریف قرآن کا مسئلہ ایجاد کرنا پڑا اصحاب و آئین ائمہ اہلبیت اس مضمون کی بنائی گئیں کہ اس قرآن میں بہت کچھ تحریف ہو گئی جو مسئلہ امت و خلافت بلا فصل قرآن میں مذکور تھا مگر دشمنان اہل بیت نکال ڈالا قرآن کی تحریف کا مسئلہ اور اس کے متعلق ائمہ اہل بیت کی روایتیں اصول کافی اور احتجاج طبرسی اور تفسیر علی بن ابراہیم قمی وغیرہ میں کثرت موجود ہیں جنہیں سے کچھ مشتق نمونہ اخیر وار ہیں انے انتصار الاسلام رد استقصا والاغلام میں نقل کی ہیں۔

الخصم جہ قرآن سے اس مسئلہ کو کوئی تعلق نہ ہو سکا تو اس میں تحریف کے قائل ہوئے جب تحریف کی شناخت پر ان کو اطلاع ہوئی تو تاخرین تحریف معنوی سے کام لیا مگر باطل کو حق بنانا اور حق کو باطل بنانا کس کے امکان میں ہے اس تحریف معنوی سے بھی کچھ سود نہ ہوا بالآخر حدیثوں کی طرف جھکے لیکن خدا کی قدرت کوئی حدیث بھی اُنکو اپنے مدعا کے موافق کتب اہل سنت میں نہ ملی۔

اب یہی حدیث غیر خرم ہر اسکی مختصر حالت میں بیان کرنا ہوں اسی پر تمام اُن احادیث کو قیاس کرنا چاہیے جو شعبی اصبی اہل سنت کی کتابوں سے خلافِ بلا فصل مرتضوی کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔

**اول** تو اس حدیث کی صحت میں بڑا اختلاف ہے بڑے بڑے اکابر محدثین نے جن پر فقہ حدیث کا دار مدار ہے اس حدیث کی تصحیف کی ہے چنانچہ علامہ ابن تیمیہ نہاج السنین فرماتے ہیں اما قولہ من کنت مولاه فقد ابغضت فی العاصم و لکن ہو مدارواہ العلماء قتنا زاع المتاس فی صحیحہ و عہداتی در صحیحہ آری





اَلْبُيُوتِ تَابُوتِ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدُهُ وَنَصْرُ عِبْدِهِ  
 وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهُ بَعْدَ اسْكَآپِ نَهَايَتِ خَيْرِ وَخُبِي كَسَا تَحْمَدِ مَدِيْنَهٗ مَبْنُوْرَهٗ مِيْن  
 وَاخْلُ مَوْعِے اَوْ رَاسِ شَهْرِ مَقْدِسِ كُو اِنِّے جَالِ جَانِ اَرَا سَے پھر مَنُوْرَ فَرَا يَا  
 م۔ اور ناصر کے لغت میں وارد ہو چکا ہے تو وہ معنی کیوں نہ مراد لیے جائیں اور دوسرے معنی کیوں نہ مراد لیے جائیں کوئی بڑا  
 تزییح آنکویان کرنی لازم تھی خیر اس میں درگزر کیجیے مولیٰ کے معنی حاکم کے کسی لغت میں وارد نہیں ہوئے اگر  
 کسی لغت میں مولیٰ معنی حاکم لکھا ہو تو گو حضرات شیعہ وجہ تزییح نہ بیان کر سکیں تب بھی ہم تسلیم کر لیں گے کہ اس  
 حدیث میں خواہ مخواہ یہی معنی یا دین گرا فوسوس کہ حضرات شیعہ قیامت تک اس بات کو ثابت نہیں کر سکتے کہ  
 لغت عرب میں مولیٰ معنی حاکم مستعمل ہے۔ مولوی حامد حسین صاحب نیز علی مقتدین شیعہ اس بات کی بہت کوشش کی  
 کہ کسی طرح مولیٰ کو حاکم کے معنی میں ثابت کرویں چنانچہ انھوں نے یہ دعویٰ کیا کہ مولیٰ معنی اولیٰ بھی آتا ہے بعض  
 بے دلیل یہاں اولیٰ سے اولیٰ بالتصرف یا اولیٰ بالعموم مراد ہے مگر جو عبارتیں انھوں نے اس دعویٰ کے ثبوت میں نقل  
 کیں ان سے صرف یہی قدر ثابت ہوتا ہے کہ مولیٰ معنی مکان اولیٰ کے بعض علماء کے نزدیک مستعمل ہوتا ہے لیکن بالقرینہ  
 معنی اس حدیث میں ان لیے جائیں۔ اور اولیٰ سے اولیٰ بالتصرف مراد لیا جاتا تو معنی حدیث یہ ہو جاتا کہ میں  
 جس کے تصرف کا محل میرے حکوم بنے کیلئے اولیٰ ہوں علی بھی اس کے حکوم بنے کیلئے اولیٰ ہیں دیکھیے حدیث معنی کیسے آئے ہو گئے  
 رسول اور علی کو چکا حاکم کے حکوم میں نیلے لائق بنادیا اگر خلافت بلا فصل کا یہی مطلب ہے تو حضرات شیعہ کو مبارک ہے خوشی  
 اس کفر کو اپنا جزو ایمان بنائیں غرض کہ یہ حدیث اپنی سند کے اعتبار سے قابلِ رد ہے کوئی مسئلہ اعتقاد یا حکام اس سے ثابت  
 کیا جائے حدیث غلام تصوی پر لالت کرتی ہے چہ جائیکہ بفضل و بفضل یہ مقام اس بحث سے مناسبت تھا لیکن بات میں  
 بات محل سی آتی ہے حدیث خیر خیر کا چونکہ ذکر آگیا اس لیے ہم نے کچھ اس کے مباحث بھی بیان کر دیے اگرچہ جو کچھ ہم نے لکھا ہے وہ  
 بہت مختصر ہے زیادہ تفصیل اس حدیث کے متعلق اگر کوئی دیکھنا چاہے تو وہ نصیحتہ الشیعہ کی تیسری جلد کو دیکھے  
 جس کے مصنف مرحوم نے حق سبحانہ تعالیٰ کی تائید سے ہمیشہ کیلئے اس بحث کا خاتمہ کر دیا فرماہ اللہ خیر الخیر ۱۲  
 ع۔ نزد اس کا کلمہ ہر کوئی سبوح سوا اللہ نہیں وہ ایک ہر کوئی اس کا شریک نہیں اس کی عبادت اور اس کی عبادت  
 ہے تشریف آردہ ہر چیز پر قادر ہے ہم (جنگ کر کے) تلو بہ کرتے ہو عبادت کرتے ہو سجد کرتے ہو اپنے پروردگار کی  
 تعریف کرتے ہو لوٹے ہیں اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا اور سچا ہے کہ وہی اور (کفار کی) جماعت کو کسی ایک نے نہیں

محرم سے ہجرت کا گیارھواں سال شروع ہوا اور صفر کی اٹھائیسویں تاریخ کو دوسرے اور بخاری میں آپ مبتلا ہو گئے اور کیشنبہ کے دن مرض میں شدت ہو گئی اور دوشنبہ کے دن دوپہر کے وقت بارہویں ربیع الاول کو آپ نے دنیا سے رحلت فرمائی اور رفیق اعلیٰ جل مجدہ کے حوالہ عترت میں سکونت اختیار کی۔  
 اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

اگرچہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد وفات کے بھی اپنی امت مرحومہ کے خیال اور خیر خواہی کو نہیں چھوڑا مگر جو فیوض و برکات کہ حضرت کی موجودگی میں اس عالم پر نازل ہو رہے تھے اب وہ کہاں درحقیقت مسلمانوں کے لئے اس سے زیادہ مصیبت اور کیا ہو سکتی ہے۔

اِحْبِدْ كُلَّ مَصِيبَةٍ وَتَحَلَّ وَاعْلَمْ بِأَنَّ الْمَرْءَ غَيْرُ مُخَلَّدٍ  
 وَإِذَا ذَكَرْتَ مَصِيبَةً تَسْلُوْهَا فَادْكُرْ مَصَابِكَ بِالنَّبِيِّ مُحَمَّدٍ

حجۃ الوداع کے حالات و واقعات ختم ہو گئے خدا کی عنایت سے حج و زیارت کے مسائل عمدہ بسط و تفصیل سے بیان ہو چکے اب میں اپنے التزام کے موافق چالیس حدیثیں حج کے بیان میں نقل کرتا ہوں اور اسکے بعد حسب تصور چالیس آثار حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقل کروں گا۔ وہ نستعین۔

بعض لوگوں کا قول ہے کہ صبح کے وقت آپ کی وفات ہوئی۔ (جذب القلوب) ۱۲

ترجمہ۔ ہر مصیبت پر صبر کرو اور دل کو سخت کر لو۔ اور یقین کر لو کہ آدمی ہمیشہ زندہ نہیں رہتا۔

اور جب تم کسی ایسی مصیبت کو یاد کرو جس سے تم بے قرار ہو جاؤ۔ تو تم اپنی اس مصیبت کو خیال کرو جو

محمد نبی (صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات) سے تمہیں پہونچی ۱۳

حَامِدًا وَمُصَلِّيًا  
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## پہل حدیث ج

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرمایا  
یہ ہے سنا کہ جو شخص اللہ کے لیے حج کرے پھر نہ رخصت کرے  
نہ گناہ کی بات تو دہرا حج کرے (مثل اس کے کوٹیکا  
جس دن اُس کو اُسکی ماں نے جنا۔

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا ایک عمرہ و سر عمرہ مکہ ان دو نوک در میان کے  
گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور (یعنی حسین کوئی خلاف  
بات کی حالت) کی جزا رسول جنت کچھ نہیں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان میں عمرہ حج کی  
برابری کرتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
راکب (میسے غائب) اور فرمایا کہ اولو کون تہرج  
فرض کر دیا گیا لہذا تم حج کرو ایک شخص نے عرض کیا کیا ہر سال  
یا رسول اللہ (حج فرمائیے) تو آپ چپکے ہاتھ لگے اُسے

(۱) عن ابی ہریرۃ قال سمعت النبی  
صلی اللہ علیہ وسلم یقول من حج اللہ  
فلم یرقت ولم یفسق رجع کیوم  
ولدا تہامہ (البخاری)

(۲) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم العمرۃ انی العمرۃ کفارة  
لما بینکما والحدیث المبرور لیس لہ جزاء الا  
الجنتۃ (متفق علیہ)

(۳) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم ان عمرۃ فی رمضان  
تعدل حجتہ (متفق علیہ)

(۴) عن ابی ہریرۃ قال خطبنا رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا ایہا  
الناس قد فرض علیکم الحج فحجوا فقال  
رسول اللہ علیہ وسلم یا رسول اللہ فسکت حتی قالوا

ثَلَاثًا قَالَ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجِبَتْ لِيَ الْمَالُ  
ثُمَّ قَالَ ذُرْنِي مَا تَرَكْتُكُمْ فَأَنَا هَالِكٌ مِنْ  
كَانَ قَبْلَكُمْ بِلُزَّةِ سَوَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ  
عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأَتُوا مِنْهُ  
مَا اسْتَطَعْتُمْ وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَارْجِعُوا  
(رواه مسلم)

(۵) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَدْ أَدَّاهُ ثَلَاثَةٌ  
الْغَاثِيُّ الْحَلِيمُ وَالْمُعْتَمِرُ (النَّسَائِيُّ)  
(۶) عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَقِيتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ صَافِيًا  
وَمَرَّكَانَ يَسْتَغْفِرُكَ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بَيْتَهُ  
فَإِنَّهُ مَغْفُورٌ لَهُ (مسند احمد)

(۷) عَنْ ابْنِ أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَمْتَعِهِ مِنَ الْحَاجَّةِ  
ظَاهِرَةً أَوْ سُلْطَانًا جَائِرًا أَوْ عَرَضًا حَاسِسًا  
فَأَتَى لِي بِحُجَّتِهِمْ أَنْ تَشَاءَ يَهُودِيٌّ  
وَأَنْ تَشَاءَ نَصْرَانِيٌّ - (الدارمی)

(۸) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

تین تہ کہا اپنے فرمایا اگر میں تین تہ سال تمہارے  
رضخ جاتا اور پھر تم ہرگز نہ کر سکتے ہو اس کے اپنے فرمایا کہ تم مجھ سے  
پوچھنا کہ جو جب تک میں مجھ کو اس کے جو لوگ سے پہلے  
وہ اپنے زیادہ پوچھنا اور اپنے پیغمبر کے اختلاف کرنے کی وجہ سے  
ہلاک ہو پس میں تم کو جن بات کا حکم دوں تم اپنی طاقت اور  
اس کو بجالاؤ اور جب میں تم کو کسی بات سے منع کروں تم اس کو چھوڑ دو

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ خدا کے انبیاء میں قسم کے لوگ ہیں  
جہاد کرنے والے جہاد کرنے والے عمر کرنے والے۔

حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
فرمایا کہ جب تک کسی حاجی کے ساتھ اس کو سلام کرو اور اس سے  
مصافحہ کرو اور اس کے کو تھکے دیکھ کر اس کے لیے استغفار کرنا قبل  
اس کے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو کیونکہ وہ بخشا ہوا ہے۔

حضرت ابو امامہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا جس شخص کو حج کرنا ہے کوئی کھلی ہوئی ضرورت یا  
کوئی پادشاہ ظالم یا کوئی مرض شدید نہ ہو کہ اسے اور وہ  
بیہرح کیے مرجائے تو (اس کے حق میں کیساں ہے)  
چاہے یہودی مرجائے چاہے نصرانی مرجائے۔

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

من خرج حاجاً أو معتمراً أو غازياً ثم مات  
في طريقه كتب الله له اجر الغازی الحج  
والمعتمر واه اليهقی (مشکوٰۃ)

(۹) عن ابن عباس قال ان النبي صلی  
الله علیه وسلم وقت لاهل المدينة  
ذال الحليفة ولاهل الشام الحجفة ولاهل  
بجدة قون المنازل هن لهن ولهن اتي  
عليهن من غيرهن ممن اراد الحج والعمرة  
ومن كان دون ذلك فمن حيث  
انشأ حتى اهل مكة من مكة  
(البخاری)

(۱۰) عن عائشة انها قالت يا رسول الله  
اعتمرتم ولها اعتمر قل يا عبد الرحمن  
اذهب باخاك فاعمرها من التعبد  
على ناقة فاعمرت (البخاری)  
(۱۱) عن ابی سعید الخدری عن النبي  
صلی الله علیه وسلم قال نجب البيت و  
ليعتمرون به فخرج يابوج وياجوج (البخاری)

فرمایا جو شخص حج کرنے کیلئے یا عمرہ کرنے کیلئے یا جہاد کوئے  
کیلئے (اپنے گھر سے) نکلے پھر راستے میں مر جائے تو اس کے لیے  
غازی و حاجی اور عمرہ کرنے والے کا ثواب لکھ دیا جائیگا  
حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ  
والوں کے لیے ذوال الحلیفہ اور شام والوں کیلئے حجفہ کو اور  
بجہاد والوں کے لیے قرن المنازل کو میقات قرار فرمایا یہ مقامات  
ان لوگوں کی بھی میقات ہیں اور جو شخص کسی اور جگہ کا پٹنہ والا  
حج یا عمرہ کے ارادہ سے ان پر پہنچے گا اسے اسکی بھی دی  
میقات ہیں اور جو شخص ان مقامات کے آگے یا رکھنے والا ہو  
وہاں احرام باندھ (وہی میقات) یہاں تک کہ  
والے مکہ سے احرام باندھ لیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ  
اے لوگوں نے عمرہ کر لیا اور حج نہیں کیا آپ نے فرمایا کہ  
او عبد الرحمن پی میں کو لیجاؤ تو انھوں نے حضرت عائشہ کو  
اونٹ پر سوار کر کے مقام تنیم سے عمرہ کرا دیا اور انھوں نے عمرہ کر لیا  
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے روایت کرتے  
ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ یابوج ویاجوج عمرہ یا حج کے  
خروج کے بعد بھی ہوگا۔

یہ حکم حج کرنے والے کا عمرہ کرنے والے کیلئے اگر وہ میقات کے آگے ہو تو اس پر احرام باندھ کر عمرہ کرے  
اس کے بعد کسی حدیث سے ظاہر ہے حضرت عائشہ نے مقام تنیم سے یابوج ویاجوج عمرہ کا احرام باندھا ۱۲

- (۱۲) عن عبد الله بن عمر أن جلا قال يا رسول الله ما يلبس الحرم من الثياب قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يلبس القميص ولا العمامة ولا السراويل ولا البرانس ولا الخفاف ولا حذاء الجذعين ولا فيلبس خفين ليقطعا أسفل من الكعبين ولا تلبسوا من الثياب شيئا مسفرا (أو سورا البخاری)
- (۱۳) عن عائشة قالت كنت احطيت رسول الله صلى الله عليه وسلم لاحرامه حين يحرم وحله قبل ان يطوف (البخاری)
- (۱۴) عن ابن عباس ان اسامة كان دعى النبي صلى الله عليه وسلم من عرفة او المزدلفة ثم اردوا فلفضل من المزدلفة الى منى قال فكلوا كما قال لم يزل النبي صلى الله عليه وسلم يلبس حتى رعى حجرة العقبة (البخاری)
- (۱۵) عن عبد الله بن عمر ان تلبية رسول الله صلى الله عليه وسلم لبیک الله لبیک لا شریک لك لبیک ان الحمد والنعمة لك
- حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! حرم کس قسم کے کپڑے پہنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ قمیض پہنے اور نہ عمامہ یا الجامدہ یا ران کوٹ اور سورے لیکن اگر کوئی شخص نعلین پہنے تو دو مونے پہنے اور انکو تختہ کے نیچے کاٹ دے اور لاؤ لوگوں تم اس قسم کپڑے پہنیں زعفران یا عریس (ایک شہوار گھاس) لگا دو۔
- حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ لگا دیکر تھی جب پہلے احرام باندھتے تھے اور احرام باہر ہونیکے وقت بھی قبل اسکے کہ آپ طواف (زیارت) کریں
- حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ عروہ سے دریافت کیا کہ اسلحہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ بعد اسکے اپنے ذریعہ یعنی تک فضل کو ردیف کر لیا تھا یہ دونوں بیان کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم برابر تلبیہ کہتے رہے یہاں تک کہ آپ نے حمرۃ العقبة کی رمی کی۔
- حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا تلبیہ عنایت سے تھا ترجمہ اللہ بار بار کیجئے اور آپ کے حاضر ہونے پر بجا کر حاجت پتا ہو کوئی تیرا شریک نہیں ہیں حاضر ہونے تک ہر طرح کی اور احسان کیجیے یہ ہے۔

معہ معلوم ہو کہ احرام باندھنے وقت اگر شہو لگائی جائے تو کچھ حرج نہیں گھاسکا اثر بعد احرام کے باقی رہے ۱۶

والملك لا شريك له (بخاری)

(۱۶) عن سالم بن ابيه قال ايت رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم حين يقدم مكة اذا

استلم الركن الاسود اول ما يطوف يجب

ثلاثة اطواف من المسبوع (بخاری)

(۱۷) عن ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم

اذا طاف بالبیت طواف الاول يجب ثلثة اطواف

وثلثة رعة وان كان يسعى بطن المسيل اذا

طاف بين الصفا والمروة (بخاری)

(۱۸) عن ابن عمر يقول قدم النبي صلى الله

عليه وسلم طاف بالبیت سبعاً واصلی

خلف المقام ركعتين ثم خرج الى الصفا وقد

قال الله عز وجل لقد كان لکم فی رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم اسوة حسنة

(۱۹) عن ام سلمة قالت شاکوا الی رسول

الله صلی اللہ علیہ وسلم انی اشتکی خفالی

طوفی من وراء الناس وانت راكبة

فطاعت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم

نصلي الى حبيب البيت وهو يقرأ

اور بادشاہی تیری ہی ہو کوئی تیرا شریک نہیں۔

سالم اپنے والد (ابن عمر) سے راوی ہیں کہتے تھے کہ

میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جس وقت آپ مکہ آئے

تھے کہ جب آپ حجر اسود کا استلام کر چکے تو سب سے پہلے

سات نمونوں کے تین نمونوں میں رمل کرتے تھے۔

حضرت ابن عمرؓ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ پہلا

طواف کرتے تو تین نمونوں میں رمل کرتے تھے اور چار

میں رشی کرتے تھے اور جب مرکہ و دریا میں طواف

کرتے تو بطن مسیل میں سعی کرتے تھے۔

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف

لائے اور آپ کے ساتھ ساتواں یہ کہ اور تمام ابراہیمؑ کے پیچھے دو

رکعتیں پڑھی بعد اسکے صفا کی طرف تشریف لے گئے اور

بیشک اللہ عزوجل فرمایا کہ تم لوگوں کے لیے رسول خدا کے

(افعال) میں ایک عمدہ اقتدا ہے۔

حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

عرض کیا کہ میں بیمار ہوں (طواف کس طرح کروں۔ آپ نے

فرمایا کہ تم سوار ہو کر آؤ میں کے پیچھے طواف کرو پھر پیچھے

(سوار ہو کر) طواف کیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

کے کچھ ایک گز شین پنا پڑے تھے اور آپ (منازل سوقت)

بالطور و کتاب مسطور (بخاری)

(۲۰) عن ابن عمر قال سئذن العباس بن

عبد المطلب رسول الله صلى الله عليه وسلم

ان نبیت یمکة لیا لی منی من اجل سقایتہ

فاذن له (بخاری)

(۲۱) عن يعلى بن امية قال ان رسول

الله صلى الله عليه وسلم طال بالبيت تضطجعا

بنوا خضر (الترمذی و ابوداود)

(۲۲) عن جابر بن رسول الله صلى الله

عليه وسلم قال خرجت مهننا و منی

كلها فخر فاخر و افي رحا لكم

و قفت مهننا و عرفة كلها موقف

و قفت مهننا و الجمع كلها موقف

(مسلم)

(۲۳) عن جابر قال عی رسول الله صلى الله

عليه وسلم بالجوف يوم النحر فمضى و اما بعد

ذلك فاذا زالت الشمس (متفق عليه)

(۲۴) عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم

و الطور و کتاب مسطور پڑھ رہے تھے

حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ عباس بن عبد المطلب نے

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کی اجازت

طلب کی کہ پانی پلانے کیلئے منی کے رٹانے میں کہ میں

رہیں تو آپ نے انھیں اجازت دیدی۔

حضرت یعلی بن امیہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ

علیہ وسلم نے ایک سبز چادر سے تہطباع کر کے

کعبہ کا طواف کیا۔

حضرت جابر سے روایت ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا کہ میں اس مقام پر قربانی کر لی ہوں اور منی کا

کل میدان قربانی کی جگہ ہے پس تم اپنے اپنے

قیام گاہ میں قربانی کرو اور میں نے (عرفات میں) اس جگہ

وقوف کیا اور عرفات کا کل جنگل موقف ہوا اور میں نے

(مزدین) اس جگہ توقف کیا اور ذبح کا کل میدان موقف

حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

قربانی والے دن کو ہر کی رو چاہے دقت کی تھی اور لیکن بعد

اس کے تو جب آداب اہل جا تھا (سورہ فراتے تھے) حضرت

ابن عمر روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

کے معلوم ہوا کہ اگر کوئی ایسی شے ضرورت پیش آجائے تو منی میں رہنا کچھ حرج نہیں ۱۱



خلق راسه فی حجة الوداع واناس من

اصحابه وقصر بعضهم (متفق عليه)

(۲۵) عن ابن عباس قال قال رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم لیس علی النساء الخلق

انما علی النساء القصر ابوداود والدارق

(۲۶) عن عبد الله بن عمر بن الخطاب

رسول الله صلى الله عليه وسلم وقف في

حجة الوداع بمضى للناس يسألونه

فجاء رجل فقال لما شعر فقلت قبل

ان اذبح فقال اذبح ولا حرج فجاء

اخر فقال لما شعر فخرت قبل ان اذرى

فقال ارم ولا حرج فما سئل النبي

صلی اللہ علیہ وسلم عن شئ قد ام

ولا اخر الا قال افعل ولا حرج

(متفق عليه)

(۲۷) عن ابن عباس قال كان الناس فيهم فون

في كل ج فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم

اور آپ کے بعض صحابہ حجة الوداع میں اپنا سر منڈو لیا تھا

اور آپ کے بعض صحابہ نے بال کتروائے تھے۔

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ

وسلم فرمایا کہ عورتوں پر سر منڈوانا واجب نہیں بلکہ

عورتوں پر صرف بالوں کا کتروانا واجب ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص روایت ہے کہ رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم حجة الوداع میں منی کے مقام پر لوگوں کے

ساتھ گئے لوگ آپ سے مسائل پوچھتے تھے ایک شخص آیا

اور اُسے کہا کہ منی نادانستگی میں قبل قربانی کر نیکی سر

منڈو لیا اپنے فرمایا اب قربانی کرے اور کچھ حرج نہیں

ایک شخص آیا اور اُسے کہا کہ منی نادانستگی میں قبل ہی کر نیکی

قربانی کر لی ہے آپ نے فرمایا اب یہی کر لے اور کچھ حرج نہیں

غرض (اس ن) نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز کی بابت

پوچھا گیا خواہ وہ مقدم کر دیگی یا مؤخر کر دیگی آپ نے

یہی فرمایا کہ اب کر لے اور کچھ حرج نہیں۔

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ لوگ ہر حالت میں لوٹ

آیا کرتے تھے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ

معلوم ہو کہ سر منڈوانا اور کتروانا دونوں درست کتروانے کی حد یہ ہے کہ کم از کم چار اھل بال کتروائے ۲۷ حصہ خفیہ کے

زیادہ کچھ نہیں ہو سکتا بلکہ اگر کچھ میں فساد نہ آئے گا تاہم جنابیت نسوی اور جہانہ دینی بڑی جنایت ضرور ہوگی اور

اسکی جزا دینی بڑی کیونکہ ان اعمال میں ترتیب واجب اور رک واجب جزا لازم ہوگی جیسے کہ تفصیل اسکی اوپر بیان ہو چکی ۱۲

لا ینفرن احدکم حتی یکون اخر ھما بالبیت  
الا انه یخفف عن الخائف (متفق علیہ)

(۲۸) عن ابن عباس عن النبی ﷺ

وسلم تزوج مہنو وهو عمر متفق علیہ)

(۲۹) عن ام الحصبین لت ایت سامة و

بالا واحدھا اخذ خطام ناقة رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم والاخر افع ثوبہ یستاره

من المحر حتی لعی حمرة العقبۃ (مسلم)

(۳۰) عن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم قال لحم الصيد لکم فی الاحرام حلال

ما کم تصیدہ او یصا و لکم (الترمذی)

(۳۱) عن ابن عباس قال قد احصر رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم فخلق (اسہ وجامع

نساءہ وغرمہ دیکھتا حتی اعتمر عا ما

قابلا (البخاری)

(۳۲) عن ابن عمر فروعا عن جعفر

قبری بعد موتی کان کن زارنی فی حیاتی

(رواہ فی شعب الایمان) مشکوٰۃ

(۳۳) عن جابر قال خط النبی ﷺ

تم ہیں کوئی شخص دھنسا نہ کہ وہ آخری زیارت کعبہ کی

کر لے کر حیض والی عورت سے یہ معاف ہے۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے بحالت احرام حضرت سہونہ سے نکاح کیا۔

حضرت ام حصین کہتی ہیں کہ میں نے اسامہ و ربیعہ کو دیکھا

ان دونوں میں ایک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی

کی ٹیکل کپڑے پہنے ہوئے اور دوسرا اپنا کپڑا اتارنے ہوئے آپ پر

دھوپ سایہ کر رہا تھا یہاں تک کہ آپ نے ہمرۃ العقبہ کی کٹی کر لی

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا اشکار کا گوشت تمہارے لیے حلال احرام میں جائز ہے

تا وقتیکہ تم اسکو نکال کر نہ کھا کرے گے شکار نہ کیا جائے۔

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

محصر ہو گئے تو آپ نے اپنا سر منڈوا ڈالا اور نبی بی بیوں سے

ہم بستری فرمائی اور انہی ہدیہ کی قربانی کر لی یہاں تک کہ

سارے آئندہ میں آپ نے عمرہ کیا۔

حضرت ابن عمر فروعا روایت ہے کہ جو شخص حج کرے

اور بعد پیری ہو تو کعبہ کی قبر کی زیارت کرے وہ مثل اسکے

ہوگا جو پیری زندگی میں میری زیارت کرے۔

حضرت جابر کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کے

مکہ حین افتحہ و علیہ عامۃ سوداء  
بغیا حرام (الداری)

(۳۴) عن ابی شریح العدوی نہ قال

لعمرو بن سعید و هو یبعت البعوث الی

مکہ أنذن لی ایہا الامیر احداثک

تقولاً قام بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم الغد من یوم الفتح سمعہ

اذنای ووعاہ قلبی ابصرۃ عینای

حین تکلم بہ انہ حمد اللہ و اتنی

علیہ ثم قال ان مکہ حرمہا

اللہ و لم یحرمہا الناس ولا یحل

لاصرہ یؤمن باللہ و الیوم لا یر

ان یسفک بہادما و یعضد بہما

شجرۃ فان احد ترخص لقتال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقولوا

ان اللہ اذن لرسولہ صلی اللہ علیہ وسلم

کہ میں تشریف لینگے جب اپنے اسکو فتح کیا اور آپ کے  
سر پر اس وقت ایک سیاہ عامہ تھا۔

حضرت ابو شریح عدوی سے روایت ہے کہ انھوں نے

عمرو بن سعید سے کہا اور وہ کہہ کی طرف لشکر کشی کر رہا تھا

کہ اے امیر مجھے اجازت دو تو میں تم سے ایک ایسی بات

بیان کروں جو یوم فتح کے دو ستر دن رسول خدا صلی اللہ

علیہ وسلم کھڑے ہو بیان فرمائی تھی میری دونوں کانوں نے

اسکو سنا ہے اور میری دل اسکو یاد رکھا ہے اور میری

آنکھیں آپ کو دیکھ رہی تھیں جب آپ نے بات بیان

کر رہے تھے آپ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی بعد اسکے

فرمایا کہ زمین ال قتال کو اللہ حرام کیا ہے اس کو

آدمیوں نے حرام نہیں کیا اور کسی ایسے شخص کو جو اللہ پر اور

پچھلے دن پر ایمان رکھتا ہو یہ جائز نہیں کہ وہ ان دونوں پر

کرے یا وہ ان رخت کاٹے پس اگر کوئی شخص رسول خدا صلی اللہ

علیہ وسلم کی جنگ کے سبب اس کو جائز کہ تو تم کہنا

کہ اللہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی

ص یہ عمرو بن سعید نے دیکھ کر کہ حکم دینہ تھا حضرت عبداللہ بن زبیر انھوں نے کہ میں خلیفہ اے لڑنے کیلئے اُسے کہ

کی طرف لشکر روانہ کیا تھا تو حضرت ابو شریح صحابی اُس سے حدیث بیان کی جس میں کہ میں ال قتال کی ممانعت یعنی مکر اس کو نہ

نہ مانا اور اپنے ارادے سے باز نہ آیا اس پر کہ یہ عمرو بن سعید کہ ایک زہر جڑھ حضرت علی کو شہید کرنے کا اسی شخص ہی اُسے لے کر آیا تھا

ولم ياذن لكم وافي اذن لي فيها ساعة  
من نهار وقد عاهدتكم اليوم بحكمتها  
بلا مصل لي يبلغ الشاهد الغائب ففعل  
لابي شرح ما قال لك عمرو بن سعد  
قال انا اعلم منك بذلك يا ابا بشر  
ان الحوم لا يعيد عاصيا ولا غارابا  
ولا غارا عجبته

(البخاری)

(۳۵) عن المسائل رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اتاني جبريل فاعرفني ان  
امرا صحابي او من معي ان يرفعو  
اصواتهم بلا هلال يا التلبية (البخاری)  
(۳۶) عن ابن عباس قال ان رسول الله  
صلى الله عليه وسلم سمع رجلا يقول البياض  
عن شبرمة قال من شبرمة قال اخبرني او  
قريب لي قال حججت عن نفسك قال قال  
حج عن نفسك ثم حج عن شبرمة (ابوداؤد)

اجازت یدہ ہی تھی اور تم کو اجازت نہیں دی اور میرے لئے  
بھی نہ میں صرف تھوڑی دیر کی اجازت ہی تھی اور آج  
اسکی حرمت دینی ہی ہو گئی جیسی اسکی حرمت کل تھی اور  
حاضر کو چاہیے کہ غائب کی خبر ہو جائے حضرت ابو ثریح  
سے پوچھا گیا کہ عمرو بن سعد آپ کو کیا جواب دیا انھوں  
نے کہا یہ جواب دیا کہ ابو ثریح میں سناتے کہ تم سے زیادہ  
جانتا ہوں حرم کسی گناہ کو پناہ نہیں دیتا اور نذرین کے  
بھاگ جانے والے کو اور نذرین کے بھاگ جانے والے کو۔

حضرت سائبؓ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا کہ جبریلؑ پاس آئے اور مجھ سے کہا کہ میں اپنے  
صحابہ کو یاد دہرائی کہ جو لوگ میرے ساتھ ہیں انکو یہ حکم دے  
کہ وہ اپنی آوازیں تکیہ کے ساتھ بلند نہ کریں۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ایک شخص کو لبیک عن شبرمة کہتے سنا تو اپنے پوچھا  
کہ شبرمة کون ہے اس نے کہا کہ میرا بھائی یا میرا عزیز ہے  
فرمایا تو اپنی طرف سے حج کر چکا ہے اس نے کہا نہیں آپ نے  
فرمایا تو اپنی طرف سے پہلے حج کر لے بعد اس کے شبرمة لبیک عن حج کر

غہ گویا وہ حضرت عبد الرحمن بن زید سے کہیں جنگ کرنا اس سے پہلے جائز سمجھتا تھا کہ وہ انکو گناہ اور دینی باتھا

عسہ ترجمہ میں شبرمة کی طرف سے لبیک کہتا ہوں ۱۲

(۳۷) عن عمر بن الاوص قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول في حجة الوداع اي يوم هذا قالوا يوم الحج الاكبر قال فان ما علمكم واما لكم واعلم بئنا حرام كحرمه يومكم هذا في بلدكم هذا الا لا يجني جان على نفسه الا لا يجني جان على ولده ولا مولود على والديه الا وان الشيطان قد يئس ان يعبد في بلدكم هذا ابدا ولكن ستكون له طاعة فيما تحترون من اعمالكم فسيرضى به (الترمذي وصححه)

(۳۸) عن يحيى بن سعيد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان جالسا وقد حفر قبر بالمدينة فاطلع رجل في القبر فقال بئس موضع المؤمن فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم بئس ما قلت قال لرجل في لمارد هذا انما اردت القتل في سبيل الله

عمر بن اوص کہتے ہیں نبی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں یہ پوچھتے ہوئے سن کر کہ کون دن ہو گا تو انہوں نے کہا کہ حج اکبر کا دن ہے آپ نے فرمایا تو تمہارے خون اور تمہارا مال اور تمہاری آبرو میں تم میں باہم (میشہ کیلئے) ایسی حرام ہیں جیسے انکی حرمت آج کے دن تمہارے اس شہر میں (معلوم) ہے آگاہ رہو کوئی شخص اپنی جان پر کوئی جنایت کرے آگاہ رہو کوئی شخص اپنے پیٹ پر اور بیٹا اپنے باپ کی جنایت کرے آگاہ رہو شیطان اس بات سے مایوس ہو گا کہ تمہارا اس شہر میں کبھی اسکی عبادت کی جائے ان عنقریب ان اعمال میں جنگ و تم حیران بنے ہو اسکی طاعت کی جائیگی اور وہ اس خوش ہو جائیگا۔

حضرت یحییٰ بن سعید روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ ہوئے تھے اور ایک قبر مدینہ میں کھودی جا رہی تھی تو ایک شخص قبر میں جھانکا اور اسے کہا کہ مومن کا کیا برا ٹھکانا ہے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے بہت برا کہا اس شخص نے عرض کیا کہ میری مطلب تھا میں نے تو میرا دل توئی کھجی قتل فی سبیل اللہ مسلمانوں کے لیے

ان جان پر جنایت کرنا مطلب ہے کہ کوئی ایسی جنایت کرے جس اسکی جان بچائی ہے اور ان کی جنایت کرنا مطلب ہے کہ کسی ایسے جرم کا ارتکاب کرے جس کا پاپا خور ہو جائے یا بتلا جاوے جو اس قسم کا مطلب ہے جنایت کرنے کا ہے ۱۲

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا مثل  
القتل في سبيل الله ما على الارض بقعة  
احب الى ان يكون قبري بها منها ثلث  
مرات رواه مالك عرسلا  
(مشکوٰۃ)

(۳۹) عن علي رضي الله عنه قال ما  
كتبنا عن رسول الله صلى الله عليه  
وسلم الا القرآن وما في هذه الصحيفة  
قال قال رسول الله صلى الله عليه  
وسلم المداينة حرام ما بين عير الى  
ثور فمن احدث فيها حدا او اوى  
مخدا فاعليه لعنة الله والملائكة  
والناس اجمعين لا يقبل منه صرف  
ولا عدل ذمة المسلمين واحدة  
يسعى بها ادناهم فمن اخفر  
مسلم فاعليه لعنة الله والملائكة  
والناس اجمعين لا يقبل

زیادہ گزین مرچانا اچھا نہیں) تو رسول خدا صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں قتل فی سبیل اللہ کے برابر کوئی  
چیز نہیں مگر اسے زمین پر کوئی مقام ایسا نہیں ہے کہ مجھ  
وہاں اپنی قبر کا فوائد میں سے زیادہ محبوب ہو رہے  
تین مرتبہ آپ نے فرمایا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہفتے رسول خدا صلی اللہ  
علیہ وسلم سے کچھ نہیں لکھا سو آقرآن کے اور سوا اسکے  
جو اس صحیفہ میں ہے (اس صحیفہ میں یہ ہے کہ) رسول خدا  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مدینہ غیر (نامی پہاڑ)  
سے لیکے (تور) نامی پہاڑ) تک حرام ہے جو شخص ہاں  
کوئی نئی بات (ظلم و بدعت کی) کرے یا کسی نئی بات  
کے کر نیوالے کو جگہ سے اُسپر اللہ کی اور فرشتوں کی اور تمام  
آدمیوں کی لعنت اس سے کہ کوئی عبادت قبول ہوگی عطا  
تمام مسلمانوں کا ذمہ ایک ہے جو ان میں کا ادنیٰ شخص بھی  
اس ذمہ کی پیروی کر سکتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان کی  
آبروریزی کرے اُسپر خدا کی اور فرشتوں کی اور تمام  
آدمیوں کی لعنت اس کی کوئی عبادت قبول ہوگی

عہ یعنی اگر کوئی مسلمان کسی کا فر کو امان دیدے تو تمام مسلمانوں پر اس امان کا بڑا لازم ہے گواہان دینے  
والاہبت ادنیٰ درجہ کا آدمی ہو۔ ۱۲

صرف ولا عدل ومن دان قومًا بغیر اذن  
موالیہ فعلیہ لعنة الله والمملکة  
والناس اجمعین لا یقبل منه صرف  
ولا عدل (متفق علیہ)

(م) عن عمرو بن شعیب عن ابيه عن  
جدة ان النبي صلى الله عليه وسلم  
قال خير الدعاء دعاء يوم عرفه  
وخير ما قلت انا والبنیون من  
قبلي لا اله الا الله وحده لا شریک  
له له الملك وله الحمد وهو على  
کل شیء قدير (الترمذی)

نه طاعت اور جو شخص کسی قوم سے بغیر اپنے موالی کے  
اجازت کی ولا پیدا کرے اس پر خدا کی اور فرشتوں کی اور  
تمام لوگوں کی لعنت اس کی کوئی عبادت مقبول ہوگی  
نه طاعت۔

عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ انکے دادا سے راوی  
ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعدہ دعا عرفہ کے  
دن والی دعا ہر اور سے عمدہ کلام جو میں نے اور  
مجھے ملے گی نبیوں نے کیا ہے یہ ہر (ترجمہ) اللہ سوا  
کوئی خدا نہیں وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں  
اُسی کی ہر بادشاہت اور اسی کی ہر تعریف  
اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

کے موالی جمع ہر موالی کی جو شخص کسی غلام کو آزاد کرے وہ اُس غلام کا موالی ہے یہی بیان مراد ہے۔ یہ غلام اگر  
بیکھرا مال چھوڑ دے اور کوئی وارث اس کا نہ ہو تو اس کا مال اسکے آزاد کرینوالے کو ملتا ہے اسی کو ولا کہتے ہیں پس  
اگر کوئی شخص اپنے موالی کا حق قطع کر کے کسی دوسرے کو اپنا وارث بنائے تو یہ ناجائز ہے ۱۲

حَامِدًا وَمُصَلِّيًا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## چہل ثار امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

(۱) ابو بکر عن شیخ قال عمر بن الخطاب من حج هذا البيت لا يرد غيرة خرج من ذنوبه كيوم ولدته امه۔

ابو بکر اشیخ سے راوی ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا جو شخص اس گھر کے چکر لگا کر اس کے سوا اور کچھ ارادہ نہ رکھتا ہو وہ اپنے گناہوں کی مثل اس دن کی مثل جائیگا جس دن اُسے اُسکی جان لے جاتا تھا۔

(۲) ابو بکر عن موسى بن سعيد قال عمر تلقوا الحج والعمارة والخرافة فليدعوا لكم قبل ان يتدنسوا۔

ابو بکر موسیٰ بن سعید راوی ہیں کہ حضرت عمر نے فرمایا حج کرنے والوں اور عمارت کرنے والوں اور خرافوں سے ملو اور وہ تمہارے لیے دعا گوں قبل اسکے کہ گناہ میں شامہوں یاں۔

(۳) مالك عن سعيد بن المسيب بن عمر بن ابی سلمة استاذ عمر بن الخطاب ان يعتمر في شوال فاذن له فاعتمر ثم قفل الى اهله ولم يحج۔

امام مالک سعید بن مسیب راوی ہیں کہ عمر بن ابی سلمہ نے حضرت عمر بن خطاب سے اس بات کی اجازت چاہی کہ شوال میں عمرہ کریں تو حضرت عمر انکو اجازت دیدی اور انھوں نے عمرہ کر لیا پھر اپنے گھر والوں کے پاس لے آئے اور حج نہیں کیا۔

(۴) البيهقي عن عمر بن الخطاب قال لا السبيل

بيهقي روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب نے کہا سبیل

عمر ابو بکر محمد بن ابی بکر کے ایک شخص ہیں انکی ایک کتاب ہے جو مصنف ابی حنیفہ کا نام مشہور ہے یہ روایتیں کسی کتاب کی ہیں عمر یعنی آیت میں جو ذکر کر کے حج پر فرض ہے جو سبیل کی مقدار رکھتا ہو ان سبیل کی مقدار ارادہ اور سوار می مراد ہے ۱۲



الزاد والراحلة -

(۵) ابوبکر عن منیة بنت عمر سمعت عمر

بن الخطاب يقول اجموا هذه الذرية

ولا تاكلوا ارزاقها وتدعوا اربابها

فی اعناقها قيل الذرية هم هنا النساء -

(۶) البغوی روی ان عمر اذن ازواج

النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الخرجة

بجھما فبعث معہن عثمان بن عفان

وعبد الرحمن قلت اختلفوا فی المرأة

تتوج من غیر محرم فاحتج الشافعی

بھذا علی انه يجوز خروجها من غیر

محرم اذا كان معها نسوة ثقات

وللنفاء ان يقولوا فی الاثر انه جعل

معہن عثمان وعبد الرحمن بمعنى

ما فظنہن وتوقیرہن ان كان معہن

محارمہن والله اعلم -

(۷) البخاری عن ابن عمر لما فتح ہذا

(سے مراد) زاد وراحلہ ہے -

ابوبکر منیہ بنت عمر سے راوی ہیں کہ میں نے عمر بن خطاب

یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ان ذریات کو حج کراؤ اور انکا

مال خوردہ کر دو نہ کر جاؤ کہ انکے حقوق انکی گردنوں پر

رجائیں۔ ذریات سے مراد عورتیں ہیں۔

بغوی راوی ہیں کہ حضرت عمر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

ازواج کو اپنے ایخرج میں جا رتن حج کی دی تھی لہذا

ہمراہ عثمان بن عفان اور عبد الرحمن کو کر دیا تھا میں کہتا ہوں

کہ عورت کے اوپر میں نے اختلاف کیا ہے کہ کیا وہ بغیر محرم کے

باہر نکل سکتی ہیں تو امام شافعی نے اسی حدیث سے اسبات پر

استلال کیا ہے بغیر محرم کے سکا نکلنا درست ہے بشرطیکہ

اسکے ہمراہ ہرگز عورتیں نہ ہوں اور جو لوگ جائز کہتے

ہیں انھیں اختیار ہے کہ کہیں اس اثر میں جو یہ کہہ کر حضرت

عمر انکے ہمراہ عثمان اور عبد الرحمن کو کر دیا تھا تو یہ شخص

انکی محافظت اور توقیر کے لئے اگرچہ ان کے

ساتھ ان کے محارم بھی تھے۔

بخاری حضرت ابن عمر راوی ہیں کہ جب دونوں شہر

۵۰ یعنی ایسا تذکرہ مال اپنے تصرف میں لے آئے کہ وہ فقیر ہو جائیں اور حج نہ کر سکیں اور اسکی وجہ یہ ہلا انکی گردن پر ہے ۱۲

عمر نے شیخ علی اسد شہر دہلی کا قول ہے خفیہ کے نزدیک بغیر محرم کے عورت کا سفر ناجائز ہے انکی طرف سے جواب ہی ہے جو حضرت شیخ نے ذکر کیا ہے

المصرا ان تو اعمرو فقاوا یا امیر المؤمنین  
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
حلالہل نجد قرنا وهو جو عن طریقہ  
وانا ان اردنا قرنا شق علینا قال  
فتظرو احدا وها من طریقکم نجد  
لهم ذات عرق۔

(۸) ابو بکر عن الحسن ان عمران بن حصین  
احرم من البصر فقد علی عرقا غلطاً فقال  
یحدث الناس رجلاً من اصحاب النبی  
صلی اللہ علیہ وسلم احرم من الامصار  
(۹) ابو بکر عن مسلم بن سلمان ان رجلاً احرم  
من الکوفة فراه عرساً الھیأة فاخذ به  
وجعل یأذیه فی الحلق ویقول نظروا  
الی ما صنع هذا بنفسه وقد سع  
الله علیہ قلت معناه الکراهیة  
المقتدی ولین خیف علیہ ان یفوت  
حقوق الاحرام۔

(۱۰) ابو بکر عن ابن عمر جدہ عن الخطاب

(یعنی البصر اور کوفہ) فتح ہو کر لوگوں نے کہا کہ ای امیر المؤمنین  
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نجد الوان کیلئے کوئی مقام مقرر  
فرمایا تھا اور وہ ہمارا راستہ مٹا ہوا ہے اور ہم اگر قرن  
جائنا چاہیں تو ہر شاق ہوگا حضرت عمر نے کہا کہ تم اس کے  
مخافات پر اپنی راہ میں کوئی مقام تجویز کر لو چنانچہ  
حضرت عمر نے اس کے لیے ذات عرق کو مقرر کر دیا۔

ابو بکر حسن بصری راوی ہیں کہ عمران بن حصین بصرہ  
احرام باندھ کر حضرت عمر کے پاس آئے تو حضرت عمر نے  
اپنی سختی کی اور فرمایا کہ لو کہیں گے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم صحابہ میں درویشان شہر احرام باندھ کر آئے  
ابو بکر مسلم بن سلمان راوی ہیں کہ ایک شخص نے کوفہ احرام  
باندھا تھا حضرت عمر اس کو بری حالت میں دیکھا تو اسے  
پکڑ لیا اور لوگوں میں اس کو گشت دیا اور یہ فرماتے جاتے  
تھے کہ اس شخص کو کیونٹے نبی جان کے ساتھ کیا رہا اس کے  
کیا حال نکلا اس نے سوت ہی تھی میں کہتا ہوں کہ اس کا  
مطلب ہو کر پیشوا کیلئے (یہ بات) مکروہ ہے اور اس  
شخص کیلئے جس کے حقوق احرام فوت ہو چکا خون ہو۔  
ابو بکر حضرت ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب

عہ معلوم ہو کر بیقات سے پہلے احرام باندھ لینا نہ چاہیے ۱۲

کچھ خوشبو پانی تو جسکے پاس خوشبو تھی اُسے دُاشا حضرت  
سعاویہ بھی اپنی خوشبودار چادر اتار ڈالی میں کہتا  
ہوں کہ اہل فقہ اس شر پر عمل نہیں کیا کیونکہ انکے  
نزدیک حضرت عائشہ کی روایت یہ بہت ہر دو گنتی  
ہیں کہ گویا میں سونے والی اصل علیہ السلام سے من احرام  
کے تین بعد تک خوشبو کی چکانے کی تھی میں کہتا ہوں  
کہ زیادہ لگ کر کہہ جاؤ کہ بدن پر خوشبو لگانا جائز  
ہو کیونکہ میل اسکو خراب دیکھا اور کپڑے پنا جائز ہو کیونکہ کپڑے  
پر خوشبو جیسی تھی ویسی ہی باقی رہیگی۔

ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کا تلبیہ تھا  
(ترجمہ) اے اللہ میں بار بار تیرے دروازہ پر حاضر ہوں کوئی  
تیرا شریک نہیں میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں بیشک کی طرح کی  
تعریف اور احسان تیرے ہی ہے اور بادشاہ کی کوئی تیرا شریک  
نہیں میں حاضر ہوں خوف اور امید کے میں حاضر ہوں اور  
نعمتوں اور عہد بزرگی والے۔

ابو بکرؓ کا قسم راوی ہیں کہ حضرت عمرؓ نے کہا اے اہل مکہ  
کیا بات ہے کہ میں کم کو در میں تیل ڈالے ہو دکھتا ہوں

رجا فتوحہ صلحہا فرجہ معاویہ قال فی  
حلفۃ کانت علیہ یعنی مطیبة قلت لم  
یاخذ بهذا اهل الفقه لما صح عندهم من  
حدیث عائشہ کافی انظر فی بیعہ الطیب  
مفرق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد  
ثلث من احرام اخرجہ الشیخا قلت لا وجہ  
ان یقال استلذت الطیب علی البدن یجوز  
لان الدن بکمالہ وعلی الثوب لا یجوز  
لان الطیب یتقی فی الثوب لکما کان۔

(۱۱) ابو بکر عن المسور بن مخرمۃ کانت  
تلبیۃ عمر لیک اللهم لیک لا شریک  
لک لیک ان الحمد والنعمة لک و  
الملک لا شریک لک لیک مرغوبا و  
مرغوبا لیک لیک ذالغما رو  
الفضل الحسن۔

(۱۲) ابو بکر عن القاسم قال عمر یا  
اهل مکة مالی اراکم صدهتین

عمرؓ نے فرمایا کہ بدن پر اگر احرام پہنے خوشبو لگائی تو اب بعد احرام کے جسم سے اسکا زائل کرنا ضروری  
نہیں بخلاف کپڑے کے پس حضرت عمرؓ کا کپڑے کی خوشبو سے مانعت کرنا موانع خفیہہ کے ہے ۱۲

والحاجر شعنا غبرا اذا رايتهم هلال  
ذی الحجۃ فاهلوا۔

(۱۳) ابوبکر عن ابی ائل خرجنا لحجۃ

ومعنا الصبی بن معبد فاحرم للحج والعمرة  
فقد منا الی عمر فذکر ذلک لہ فقال

ہدیت لسنة نبیک صلی اللہ علیہ  
وسلم۔

(۱۴) ابو حنیفہ عن حماد عن ابراہیم عن

عمر بن الخطاب لہ انما نھی عن الافراد فاما

القران فلا۔ قال محمد یعنی بقولہ نھی عن  
الافراد افراد العمرة۔

(۱۵) ابوبکر عن طاؤس عن ابن عباس

اتبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وابوبکر وعمر و عثمان و اول من نھی  
عنہا معاویۃ۔

(۱۶) احمد بن حنبل عن ابی سعید

خطب عمر الناس فقال ان اللہ عز وجل

نہی انبیہ ما شاء وان نبی اللہ قد مضی

لسبیلہ فاتوا بالحج والعمرة لہ کما

حالاکہ حاجی لوگ پر انڈیو غبار اکودہ معنی ہیں تم حج

ذی الحجہ کا چاند دیکھو تو احرام باندھ لیا کرو۔

ابوبکر ابو ائل سے راوی ہیں کہ ہم حج کر نیکی لے نکلے اور

ہمارے ہمراہ صبی بن معبد بھی انھوں نے حج و عمرہ دونوں کا احرام

باندھ لیا بعد اسکے ہم حضور کے پاس گئے اور صبی بن معبد نے

اسکا ذکر کیا تو انھوں نے کہا کہ تم نے نبی صلی اللہ علیہ

وسلم کے سنت کی ہدایت پائی۔

امام ابو حنیفہ حاکم سے وہ ابراہیم سے وہ حضرت عمر بن

خطاب کے راوی ہیں کہ انھوں نے صرف افراد سے منع

فرمایا جو قرآن سے۔ امام محمد کہتے ہیں کہ افراد سے

مرد صرف عمرہ کا کرنا۔

ابوبکر طاؤس سے وہ حضرت ابن عباس سے راوی ہیں کہ

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر و

عثمان نے (برابر) تتبع کیا ہر اور سب سے پہلے جس نے

تبع سے منع کیا وہ معاویہ ہیں۔

امام احمد بن حنبل ابو سعید راوی ہیں کہ حضرت عمر نے

پڑھنا (اسین) بیان کیا کہ اللہ عز وجل نے اپنے نبی

کیلئے جو چاہا خاص کر دیا اور بیشک نبی خدا اپنی راہ

چلے گئے پس تم حج عمرہ کو اللہ کیلئے پورا کر دیا

امرکم اللہ عزوجل -

(۱۶) احمد بن حنبل عن جابر بن عبد اللہ

تتبعنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع

ابی بکر فلما ولی عمر بن الخطاب خطب للناس

فقال ان القرآن هو القرآن ان رسول اللہ

هو الرسول کاذا متعتک محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم احدکم متعة الحج و

الآخری متعة النساء۔ معاً لیستاً بعدہ۔

(۱۷) مالک ابو بکر عن ابن عمر قال اخصوا

بین جمکم وعمر تکھفان ذلک اتم الحج

وانتم لعمرته ان یعتمر فی غیر

اشهر الحج۔

قلت وهذا اشد المواضع التي

اختلف فیها علی عمرو ولا وجه

عندی ان اکل کلام محمل وکان عمر

یختار الافراد ویخص فی التمتع و

کہ اللہ عزوجل نے مجھیں اس کا حکم دیا ہے۔

امام احمد بن حنبل حضرت جابر بن عبد اللہ سے راوی

ہیں کہ مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر کیساتھ کیا گیا

جب عمر بن خطاب نے خطبہ پڑھی تو انھوں نے لوگوں سے مخاطب ہو کر

فرمایا کہ قرآن ہی قرآن ہے اور اللہ کا رسول اللہ ہی

رسول ہیں دو متعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ

پہلے ایک متعہ الحج دوسرا متعہ النساء یعنی یہ دونوں

آپ کے بعد نہیں رہے۔

امام مالک ابو بکر حضرت ابن عمر سے راوی ہیں کہ حضرت

عمر فرمایا اے پیغمبر کے درمیان میں فصل کرو کیونکہ اس میں

تھاراج بھی کامل ہوگا اور عمر بھی کج کے مہینوں کے

علاوہ اور مہینوں میں عمر کرو۔ میں کہتا ہوں کہ جن

مسائل پر حضرت عمر مختلف روایتیں نقل کی گئی ہیں

ان میں سے بہت زیادہ مشکل یہ مقام ہے اور سب سے نزدیک

عمدات یہ ہے کہ ہر گفتگو کا ایک خاص مطلب ہے تاہم حضرت

عمر فرماؤ کہ ہر گتھ تھے اور تمتع اور قرآن کی بھی

متعہ یہ قول شاہ ولی اللہ صاحب کا ہے واقعی نہایت نفیس فیصلہ کیا ہے اور جتنی قدر اس کی خوبیاں ظاہر ہوئی

ہیں تمتع کے بارے میں اکثر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ حضرت عمر اس کے عدم جواز کے قائل تھے جیسا کہ بعض روایتوں کا ظاہر ہے تاہم اگرچہ

اس فیصلہ پر غور کر سکیے بعض اوقات کہل جاتا ہے کہ حضرت عمر اس کے عدم جواز کے قائل نہ تھے بلکہ وہ جس چیز کو ناجائز

<p>اجازت دیتے تھے اور حضرت ابن عباسؓ کا یہ کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ عمرؓ نے منع کیا جو اسکا مطلب یہ کہ طواف قدیم کا طواف فاضل ہے نہ کہ اور بعد طواف قدیم کے سعی کرنا (و لو گ کیا کرتے تھے) اور حضرت عمرؓ کا یہ فرمانا کہ اللہ نے نبی کیلئے جو باہا خاص کر لیا اس کو حج کا عمرہ بدل دینا کہ یہ ما نہ نبوت کیلئے خاص تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مذہب الہیت کے لئے کیا ارادہ کیا تھا جو وہ لوگ کہتے تھے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا سخت برائی ہے اور لیکن وہ افراد جس سے حضرت عمرؓ نے منع کیا یہ وہ افراد ہیں جن میں طواف قدیم ترک کر دیا جائے۔ ابو بکرؓ راوی ہیں کہ حضرت عمرؓ سے بعد حج کے عمرہ کرنا بابت پوچھا گیا تھا انھوں نے کہا کہ کرنا ہی بہتر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اسکا یہ مطلب کہ میقات کے عمرہ کرنا بہتر ہے بہتر تو نیم فرسہ سے عمرہ کرنا ہے اور حج کے مہینوں کے سوا اور مہینوں میں عمرہ کرنا حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا ہی بہتر ہے۔</p> <p>ابو بکرؓ و رب بن ابی جراحؓ سے راوی ہیں کہ انھوں نے حضرت عمرؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب نبی شخص حج کے ارادے سے آئے تو اسے چاہیے کہ ستر تہہ کی طواف</p>	<p>القرآن اما قول ابن عباس تمتع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکرؓ عمرؓ فغناہ تقدیم طواف قدیم قبل طواف الفاضل وجعل السعی عقیب طواف قدیم واما قوله خص لنبیہ ما شاء فهو فخر الحج بالعرفہ خاص بزمکن النبوة اذ هذا النبی صلی اللہ علیہ وسلم مذهب الجاہلیۃ من قولہما العرفۃ فی اشهر الحج من الفجر الفجر واما الافراد الذی نفی عنہ فهو ترک طواف القدوم</p> <p>(۱۹) ابو بکرؓ سئل عن عمرہ عن العرفۃ بعد الحج فقال ہی خیر من لاشئ۔ قلت معناه ان العرفۃ من المیقات افضل بكثير من العرفۃ من التمتع نحوہ والعرفۃ فی غیر اشهر الحج افضل بكثير من العرفۃ فی اشهر الحج۔</p> <p>(۲۰) ابو بکرؓ عن وہب بن الاعدع سمع عمرؓ يقول اذا قدم الرجل حاجا فایطوف بالبيت سبعاً</p>
---	--

<p>کرے بعد اسکے مقام پر پہنچ کر رکعت پڑھے      امام شافعی غلطہ بن طاووس سے روایت ہیں کہ انھوں نے      کہا میں نے حضرت عمر کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر کوئی گن      طواف میں باتیں کرے تو کیونکہ تم گویا نماز میں ہو      ابو بکر عیسیٰ بن عامر بن ربیعہ سے روایت ہیں کہ حضرت      عمر بن خطاب نے حجر اسود سے لے کر حجر اسود      تک رمل کیا۔</p>	<p>ثم يصل عند المقام ركعتين۔      (۲۱) الشافعي عن غنظلة بن طاووس سمعت      عمر يقول قلوا الكلام في الطواف فانما      انتم في صلوة۔      (۲۲) ابو بكر عن عبد الله بن عامر بن      ربيعة ان عمر بن الخطاب رمل حابين      الحجرا الى الحجر۔</p>
<p>امام احمد بن حنبل نے یہ روایت کیا ہے کہ امام شافعی نے      روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے فرمایا دونوں رمل      اور شافعیوں کا کہہ کر لیا اب کیا مفید ہو اور یہ کہ شافعیوں نے      اسلام کو غالب دیا اور کفر کو اور کفر والوں کو شکوایا      مگر باوجود اسکے ہم جو باتیں رسول خدا صلی اللہ      علیہ وسلم کے زمانہ میں کرتے تھے انکو ترک کرینگے      ابو بکر عیسیٰ بن ربیعہ سے روایت ہیں کہ حضرت عمر نے      حجر اسود کا استلام کیا اور اسکو بوسہ دیا اور فرمایا کہ      اگر میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا</p>	<p>(۲۳) احمد بن حنبل عن زيد بن اسلم      عن ابيه قال عرفنا الرملان والمكشفت      عن المنكبت قد اطأ الله الاسلام و      نفى الكفر واهلك معه ذلك لاندع      شيئا لئلا نفعل على عهد رسول الله      صلى الله عليه وسلم۔      (۲۴) ابو بكر عن عابس بن ربيعة      استلم عمر الحجر وقيل لولا اني      رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم</p>

میں نے بھی پورے شوط میں رمل کرتے تھے ۱۲

میں نے شافعیوں کے کہنے سے رمل اور اضطباع کی حکمت یہ تھی کہ کفار قریش نے مسلمانوں  
 کی نسبت کہا تھا کہ انکو دین کے بخارنے کو درگزر دیا ہے اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 حکم دیا کہ اگر اگر کے طواف کرو ۱۳

قبلك ما قبلتك

(۲۵) ابو بکر عن یعلی بن امیة قال لی

عمر امارایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم یستلم منها الا الحجر قلت بلی

قال فما لك به اسوة حسنة

قلت بلی۔

(۲۶) ابو بکر عن وہب بن الاعدع

انه سمع عمر یقول یبدا بالصفا

ویستقبل البیت ثم یمسح بکبیر

بین کل تکبیر حمدا لله وصلوة علی النبی

صلی اللہ علیہ وسلم ومسألة لنفسه

وعلی المروة مثل ذلک۔

(۲۷) ابو بکر عن بکر سعید مع عمر فی

بطن المسیل۔

(۲۸) ابو بکر عن هشام بن عروة عن

ابیہ ان عمر کان یلبی علی الصفا والمروة

ویشد صوتہ ویعرف صوتہ باللیل

ولایری وجہہ۔

(۲۹) ابو بکر عن علقمة والاسود عن عمر

بوسۃ یتے نہ دیکھا ہوتا تو میں مجھے بوسہ نہ دیتا۔

ابو بکر یعلی بن امیہ روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا

مجھے حضرت عمر نے فرمایا کہ کیا تم نے رسول خدا صلی اللہ

علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ کعبین فخر حجر اسود کو بوسہ

دیتے تھے میں نے عرض کیا کہ ہاں (یہ سن دیکھا ہے) حضرت

عمرؓ نے کہا تو کیا تم کو اپنے بھائی عقیلؓ نے دیکھا کہ ہاں (یہ سن

ابو بکر وہب بن الاعدع راوی ہیں کہ انھوں نے حضرت عمر کو

یہ کہتے ہوئے سنا کہ صفا (طواف کی) ابتدا کیجائے

اور کعبہ کی طرف منہ کر کے سات مرتبہ تکبیر کری جائے ہر دو

تکبیر کے درمیان بین السد کی حمد اور نبی صلی اللہ

علیہ وسلم پر درود پڑھا جائے اور اپنے لئے دعا

مانگی جائے اور اسی طرح مردہ پر بھی۔

ابو بکر سے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے

حضرت عمرؓ کے ہمراہ بطن مسیل میں بھی کیا۔

ابو بکر ہشام بن عروہ سے وہ اپنے باپ سے روایت

کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ صفا و مروہ پر تلبیہ کرتے تھے

اور اپنی آواز بلند کرتے تھے رات کو کوئی آواز سنائی

دیتی تھی اور اُنکا چہرہ نہ دکھائی دیتا تھا۔

ابو بکر علقمة اور اسود سے حضرت عمرؓ راوی ہیں کہ



انه جمع بين الظهر والعصر بعرفات

ثم وقفت

(۱۰ ص) ابو بکر عن الاسود انه صلاهما

بجمع

(۱۱ ص) احمد بن حنبل عن عمر بن ميمون

صلى بنا عمر بن الخطاب بجمع الصبح ثم

وقف وقال ان المشركين كانوا

لا يفيضون حتى تطلع الشمس وان

رسول الله صلى الله عليه وسلم خالفهم

ثما فاض قبل ان تطلع الشمس

(۱۲ ص) مالك عن عبد الله بن دينار

عن ابن عمر خطب الناس بعرفة و

علمهم اما ليج فقال لهم فيما قال

اذا جئتم من منى فمضى فقد حل

له ما حرم على الحاج الا النساء

والطيب لا يمس احد نساء ولا طيبا

حتى يطوف بالبيت

قلت ترك الفقهاء قوله و

الطيب اما يحرم عندا هم

حضرت عمر نے عرفات میں نظر اور عصر کی نماز ایک

ساتھ پڑھی بعد اسکے وقوف کیا۔

ابو بکر اس سے راوی ہیں کہ حضرت عمر مزدلفہ

میں مغرب اور عشا کی نماز ایک ساتھ پڑھی۔

امام احمد بن حنبل عمرو بن ميمون سے راوی ہیں کہ میں

حضرت عمر بن خطابؓ نے مزدلفہ میں صبح کی نماز پڑھائی

بعد اسکے وقوف کیا اور فرمایا کہ مشرکین (مزدلفہ)

نہ جاتے تھے جب تک کہ آفتاب محل آئے اور بیشک

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی مخالفت کی تھی لہذا

آپ نے قبل طلوع آفتاب کے کوچ کر دیا تھا۔

امام مالک عبد اللہ بن دينار سے وہ حضرت ابن عمر سے

روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر عرفات میں لوگوں کے

ساتھ خطبہ پڑھا اور انھیں حج کا طریقہ تعلیم کیا پس

انہی گفتگو میں یہ کہہ کر کہ جب تم منی پہنچو تو جو شخص

رجی کر چکے اسکے لیے تمام و چیزیں جو حاجی کے لیے

حرام ہوتی ہیں حلال ہو جاتی ہیں سوا عورتوں کے اور خوشبو

کے لہذا کوئی شخص بغیر طواف کے عورت و خوشبو کے

قریب جانے میں کہتا ہو کہ فقہاء حضرت عمر کا یہ قول کہ خوشبو

حرام ہے ترک کر دیا ہے کیونکہ ان کے یہاں

من حدیث عائشة وغیرہا ان النبی  
صلی اللہ علیہ وسلم تطیب قبل طواف الافاضة  
(۳۳) ابو بکر عن ابن اسحق سئل عن عمر  
عن لاهلال متى یقطع فقال اهل  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی رمی  
الحجر و ابو بکر وعمر

(۳۴) مالک عن عیسیٰ بن سعید ان  
عمر بن الخطاب و درجلا من مر  
الظهران لم یکن ودع البیت حتی  
ودع۔

(۳۵) مالک انه بلغه ان عمر بن  
الخطاب کان یقف عند الحجرین  
وقفا طویلا حتی یمل القائم۔

(۳۶) ابو بکر عن سلیمان بن ربیعۃ  
نظرنا عمر فاتی الحجۃ الثالثة فرماها  
ولم یقف عندها۔

(۳۷) مالک عن عطاء بن ابی رباح  
ان عمر بن الخطاب قال لیعلی بن امیۃ  
وهو یصحب علی عمر بن الخطاب ماء

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل طواف افاضہ کے خوشبو لگائی  
ابو بکر بن اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ سے  
اہلال کی بابت پوچھا گیا کہ کب توف کیا جائے تو  
انھوں نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے  
رمی تک ہلال کیا تھا اور ابو بکر و عمر نے بھی۔

امام مالک یحییٰ بن سعید راوی ہیں کہ حضرت عمرؓ  
بن خطاب نے مرالظہران سے ایک شخص کو واپس  
کر دیا اس نے طواف و داع نہ کیا تھا یہاں تک  
کہ وہ طواف و داع کر آیا۔

امام مالک کہتے ہیں کہ ان کو یہ خبر ملی ہے کہ حضرت عمرؓ  
بن خطاب دنوں حجروں کے پاس بہت دیر تک توف  
کرتے تھے یہاں تک کہ کھڑا ہو نہ سکتا تھا۔

ابو بکر سلیمان بن ربیعہ راوی ہیں کہ ہننے حضرت  
عمرؓ کو دیکھا کہ وہ تیسرے حجروں کے پاس آئے اور اسے  
رمی کی اور اس کے پاس وقوف نہیں کیا۔

امام مالک عطاء بن ابی رباح سے روایت کرتے  
ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب نے یعلیٰ بن امیہؓ کو اور وہ  
حضرت عمر بن خطابؓ کی پانی ڈال رہے تھے

وہو یغتسل لصبب علی راسی صلب  
فلن یزید الماء الاشعثاً۔

(۳۸) ابو حنیفہ عن ابی سلمہ عن

رجل عن ابی ہریرۃ مدرسات

فی البحرین یسأ لونه عن لحم

الصید یصیدہ الحلال هل

یصلح للحرم ان یاکلہ فافتیہم

یا کلہ و فی نفسہ منہ شیء ثم

قد مت علی عمر بن الخطاب فذاکرت

ما قلت لہم فقال لو قلت

غیر ذلک لم تقل بین اثنین

ما بقیت۔

(۳۹) مالک عن عبد الملك بن قدير

عن محمد بن سيرين ان رجلا جاء الى

عمر بن الخطاب فقال انی اجریت انا

وصاحب لی فرسین الی ثقیف ثنیۃ

فاصبنا ظلیا و نحن محرمان فاذا

اور وہ غسل کر رہے تھے کہ میرے سر پر پانی ڈالو

کیونکہ پانی پر لگنہ موئی اور بھی زیادہ کر دیگا۔

امام ابو حنیفہ ابو سلمہ سے وہ ایک شخص سے و حضرت

ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا میں

(مقام) بحرین میں گیا تو لوگ مجھے شکار سے

گوشت کی بابت پوچھنے لگے کہ اگر اسکو غیر محرم

شکار کر کر تو کیا محرم کو جائز ہو کہ اسے کھائے میں نے

ان لوگوں کو اس کے کھانے کا فتویٰ یا اور میرے دل میں اس کی

طرف تردد تھا پھر میں حضرت عمر بن خطاب کے

پاس آیا تو جو کچھ میں ان لوگوں کے کھاتھا اسکا ذکر

اُس نے کیا انھوں نے کہا کہ اگر تم اس کے سوا اور کچھ کہتے تو

جب تک نہ کہتے کبھی آدمیوں کے درمیان کچھ نہ کہنے پاتے

امام مالک عبد الملك بن قدير سے وہ محمد بن سيرين سے

راوی ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر بن خطاب کے پاس آیا

اور اُس نے کہا کہ میں اور میرا ایک ساتھی نے ایک ہرن کے

پچھے ٹھوڑا دوڑا یا تو ہم نے ایک ہرن کو شکار کیا

اور ہم (اُس وقت) محرم تھے پس آپ کی

معلوم ہوا کہ حالت احرام میں غسل کرنا منع نہیں ۱۲  
محمد مطلب یہ کہ یہ فتویٰ تھا راجح ہے مگر اس کے خلاف تم کہتے تودہ غلط ہوتا اور اس غلط فتویٰ کی نثر میں  
تھارے لیے خطی مانت کر دی جاتی کہ پھر بھی تم کسی کو مسئلہ نہ بتاتے ۱۲

توی فقال عمر لرجل الی جنبہ تعال  
 حتی احکم انا وانت قال فحکما علیہ  
 ببغیر فوئی لرجل وهو یقول هذا  
 احکم المومنین ثم یستطع ان یحکم  
 فی طبی حتی دعارجلا یحکم معہ  
 فسمع عمر قول الرجل فسأله هل تقرأ  
 سورة المائدة قال لا قال فخلی تعرف  
 هذا الرجل الذی حکم معی فقال لا فقال  
 عمر لو اخبرتني انک تقرأ المائدة لأوجعت  
 ضرباً ثم قال ان الله تبارک وتعالی یقول  
 فی کتابہ یحکم به ذوا عدل منکم  
 ھدی یا بالغ الکعبة وھذا عبد الرحمن  
 ابن عوف -

رواہ عن لید بن اسلم عن ابيه  
 عن عمر قال اللهم اذ قتی شھادة  
 فی سبیلک و اجعل موتی فی بلد  
 رسولک - ( البخاری )

کیا اسے ہر حضرت عمر ایک شخص سے جانے پہلو میں بیٹھا  
 ہوا تھا یہ کہا کہ آؤ تاکہ ہم تم دونوں حکم دیں چنانچہ ان  
 دونوں نے اس شخص سے ایک ونٹ قرانی کر کے حکم دیا  
 تو وہ شخص کتاب پڑھ کر کہ یہ امیر المؤمنین ہیں ایک  
 کے بار میں حکم نہیں دے سکتے یہاں تک کہ ایک اور شخص کو  
 بلایا جو ان کے ساتھ حکم کرے پس حضرت عمر اس شخص کا  
 کہنا سنا فاسک پوچھا کہ کیا تو سورہ مائدہ پڑھتا  
 ہے اُس نے کہا نہیں حضرت عمر کہا کہ تو اس شخص کو  
 جانتا ہے جس نے میرے ساتھ حکم دیا ہے اُس نے کہا نہیں  
 حضرت عمر کہا اگر تو مجھے بیان کر کہ سورہ مائدہ  
 پڑھا ہو اور تو میں تجھ کو بہت مارتا پھر انھوں نے کہا کہ  
 امیر بزرگ بڑا ہی کتاب میں فرماتا ہے - حکم بہ  
 ذوا عدل منکم ھدی یا بالغ الکعبة اور یہ عبد الرحمن  
 بن عوف ہے وہ حضرت عمر سے روایت  
 کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے کہا اے اللہ مجھے اپنی راہ  
 میں شہادت نصیب کر اور میری موت اپنے  
 رسول کے شہر میں کر۔

ابن عوف بن

عمر نے حجہ اسکایہ ہر کہ دو عدالتوں کے آدمی اس شکار کے بدلہ کا حکم دیں وہ ہری ہو کہ تک پہنچنے  
 والے مطلب یہ ہر کہ اس آیت میں حکم ہر کہ دو آدمی شکار کی جزا تجویز کریں اس سے پہلے تھا تجویز کرنا پس نہ

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۱	حوض لفظ حج کے لغوی اور اصطلاحی معنی	۲۰	حج کے فرضیت ساقط ہونے کی شرطیں
"	" حج کی فرضیت اسی امر کے ساتھ خاص ہے	۲۱	" حج کا مسنون و مستحب طریقہ۔
۲	" حج کی فرضیت کس سن میں ہوئی۔	"	" تمام اعمال حج تاریخ و اہمیت تفصیل
"	" بعد فرضیت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حج کیے	۲۹	" حج کے فرائض
"	" حاشیہ سفر فرضیت میں علماء کا اختلاف و تفریق حق	"	" حج کے واجبات۔
"	" حج کی تاکید و فضیلت۔	۳۰	" حج کے مسائل۔
۳	" حج کی تاکید و فضیلت میں احادیث۔	"	" احرام کے مسائل اُس کے شرائط
۵	" مکہ مکرمہ کی فضیلت	"	" سنن مستحبات منوعات و غیرہ تفصیل
۷	" اصطلاحی الفاظ اور مقامات کے ناموں کی تشریح	۲۵	" تبلیہ کے مسائل۔
۹	" مکہ کی آبادی کا مختصر حال	"	" طواف کے مسائل۔
۱۳	" حج کے فوائد اور اس کی حکمتیں	۳۷	" رمل کے مسائل۔
۱۵	" حج کے احکام یعنی کس صورت میں فرض ہے	۳۸	" استلام کے مسائل۔
"	" کس صورت میں اجنبی کس صورت میں حرام مکروہ۔	"	" سعی کے مسائل۔
۱۶	" حج کے واجب ہونے کی شرطیں	"	" وقوف کے مسائل۔
۴۱	" حج کے صحیح ہونے کی شرطیں۔	۳۹	" رجم کے مسائل۔

صفحہ	حاشیہ	مضمون	صفحہ	حاشیہ	مضمون
۴۱	حوض	حلق و تقصیر کے مسائل	۷۱	حوض	احرام پر احرام باندھنے کا بیان
۴۲	"	عمرہ کا بیان	۷۲	"	احصار کا بیان
۴۳	"	قرآن کا بیان	"	"	احصار کی صورتیں
۴۴	"	تسبیح کا بیان	۷۵	"	احصار کا حکم
۴۵	"	عورتوں کے حج و عمرہ کا طریقہ	۷۷	"	دوسری طرف سے حج کرنا کا بیان
۴۶	"	جنایتوں کا بیان	۸۴	"	حج کی نذر ماننے کا بیان
۴۷	"	احرام کی جنایتیں	۸۶	"	حج کے متفرق مسائل
"	"	احرام کی جنایتیں جن میں ایک نذر ہے	۸۹	"	در انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت
۵۲	"	احرام کی جنایتیں جن میں دو نذر ہیں	"	"	باسعادت کا بیان
"	"	واجب ہوتی ہیں	۹۰	"	مدینہ منورہ کے فضائل
۵۵	"	احرام کی وہ جنایتیں جن میں صدقہ	"	"	مدینہ منورہ کے نام
"	"	واجب ہوتا ہے	۹۱	"	مدینہ کے فضائل میں احادیث
۵۹	"	مفسد حج و عمرہ	۹۴	"	سجدہ سبوحی سجدہ قبا اور نذر شریعت کی فضیلت
۶۰	"	شکار کی جزا اور شکار کی صورتیں	۹۵	"	مدینہ اور مکہ میں باہم کون افضل ہے
"	"	اور تعریف بہ تفصیل	۹۶	"	زیارت رخصۃ مقدسہ کے فضائل اور
۶۵	"	حرم کی جنایتیں	"	"	اسکی ترغیب احادیث و آیات
۶۹	"	میقات بغیر احرام باندھنے سے	۹۸	"	ایک اعرابی کا قصہ
"	"	حرم کے اندر چلے جائیکا بیان	۹۹	"	حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا خاص زیارت

صفحہ	حاشیہ	مضمون	صفحہ	حاشیہ	مضمون
۹۹	حوض	روضہ اقدس کیلئے ملک شام سے آنا			لوگوں میں تقسیم کرانا۔
۱۰۰	"	حضرت عمر اور ابن عمر اور عیسیٰ بن عبد اللہ بن کز	۱۳۲	"	مقام غدیر خم میں حضرت علی رضی کی
		زیارت روضہ اقدس کیلئے اہتمام کرنا			فقیہیت کا بیان۔
۱۰۱	"	بعض لوگوں نے زیارت کیلئے سفر	۱۳۴	حاشیہ	شیعوں کا حدیث غدیر خم سے خلافت
		کرنے کو ناجائز کہا ہے۔			بلا فصل ہر تضحوی پر استدلال اور انکے
۱۰۲	حاشیہ	علامہ ابن تیمیہ اور انکے پیروکاروں کا			استدلال کا ابطال
		سفر زیارت کو ناجائز کہنا اور انکی	۱۳۵	حوض	سفر حج سے مع الحرجہ واپس ہو کر
		غلط فہمی کا اظہار۔			سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ
۱۰۳	حوض	زیارت کا طریقہ اور اسکے آداب			منورہ پہنچنا۔
۱۰۸	"	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت	۱۳۸	"	حج و عمرہ کے فضائل حج کی ناکندہ اور
		ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ			عمر میں ایک مرتبہ اسکی فرضیت
		عنہما کے سلام کی دعائیں۔	۱۳۹	"	حج و عمرہ کے احرام کے میقتل
۱۰۹	"	حجۃ الوداع کے واقعات نہایت	۱۴۱	"	احرام کا لباس
		بسط و تفصیل لکھا آنحضرت صلی اللہ	"	"	احرام کے وقت خوشبو کا استعمال۔
		علیہ وسلم کا اعمال حج کو ادا کرنا خطبہ	"	"	رنجی تک تبلیہ کا موقوف نہ کرنا۔
		پڑھنا و اشارات و خدوہ و گون کو	"	"	تہلیلہ کی عبارت۔
۱۲۸	"	اپنے وفات کی خبر سننا۔	۱۴۲	"	حجرا سود کا موسم اور طواف کے پہلے
		آنحضرت کا اپنے سوت بستر کو			تین شو طون میں رمل کرنا۔

صفحہ	حاشیہ	مضمون	صفحہ	حاشیہ	مضمون
۱۴۲	حوض	صفامروہ کا طواف -	۱۴۶	حوض	فتح مکہ جو حضرت مکین قتال کیا تھا
"	"	نماز طواف	"	"	وہ آپ ہی کے ساتھ مخصوص تھا۔
"	"	بیار کیلے سوار ہو کر طواف کرنا	۱۴۷	"	تلبیہ کا بلند آواز سے کہنا۔
۱۴۳	"	کسی ضرورت میں شب بے رہنا	"	"	دوسرے کی طرف سے حج کرنا۔
"	"	طواف میں اضطباع -	۱۴۸	"	باہمی جو زری کی حالت مکین
"	"	قربانی اور وقوف	"	"	غیر اسد کی پریشی کہی نہوگی۔
"	"	رحمی کے اوقات -	"	"	سیدین بن جن ہونے کی فضیلت اور
۱۴۴	"	احرام اہر متے وقت سر شہداء اور	۱۴۹	"	آنحضرت کا اسکی تمنا کرنا۔
"	"	بالون کا کڑوا ڈاندا دونوں دست ہیں	"	"	مدینہ کی فضیلت وہاں ظلم و بدعت
"	"	عورتوں کیلئے بالون کا کڑوا ڈاندا	"	"	کرنے والے کی بھرائی اور اس کا
"	"	اعمال حج میں تقدیم و تاخیر -	"	"	ماہوں ہونا -
۱۴۵	"	طواف و دارع کا ضروری ہونا۔	۱۵۱	"	حج و عمرہ کی فضیلت -
"	"	احرام کی حالت میں نکاح کرنا	"	"	حج کے مہینوں میں صرف عمر کرنے کی اجازت
"	"	دھوپ کی مخالفت کیلئے چادر تانا	۱۵۲	"	عورتوں کیلئے حج کرانے کی تاکید بصرہ
"	"	محرم کو شکار کا گوشت کھانا۔	"	"	افور کو فہ والون کیلئے منقبات کا فقر
"	"	احصا کا حکم -	"	"	منقبات پہلے احرام باندھنے کی مدت
"	"	زیرت قبر قدس نبوی کی فضیلت	۱۵۴	"	محرم کے پاس خورشید کا ہونا کیسا ہے
۱۴۶	"	حرمین جہاں قتال کی ممانعت	۱۵۵	"	قرآن کا مندوں ہونا۔



صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۱۵۵	حضرت عمرؓ سے تنبیہ کے بارہ بین جو مختلف روایتیں مروی ہیں ان میں	۱۶۴	محرم کن اعلیٰ بعد حرام باہر ہوتا ہے
۱۵۷	یا عم تطبیق۔	"	آفاق کیلئے طواف دوار کا ضروری ہونا
۱۵۷	طواف کعبہ کا ذکر۔	"	رجی ہن و ہجرون کے پاس کچھ دیر ٹھہرنا۔
۱۵۸	طواف میں بات کرنا اچھا نہیں۔	"	محرم کیلئے غسل کر نیکی اجازت۔
"	رمل اور اقصطبلع کا حکم۔	۱۶۳	محرم کو شکار کا گوشت کھانا جائز ہے
۱۵۸	حجر اسود کا بوسہ۔	"	بشرطیکہ اسکی اعانت یا شرکت
۱۵۹	صفاء مردہ کا طواف اور سعی۔	"	اس شکار کے قتل میں ہو۔
۱۶۰	عرفات میں اور مزدلفہ میں وقت کی نازین ایک ساتھ پڑھنا۔	۱۶۳	شکار کی جزا۔
"	مزدلفہ سے ردا لگی کا وقت۔	"	حضرت عمرؓ کا اس بات کی تسکیر تاکہ
"	"	"	خدا یا مجھے اپنی راہ میں شہادت
"	"	"	اور مدینہ میں موت عنایت فرما۔

اللہ عزوجل کی تائید سے علم الفقہ کی پانچویں جلد جبین حج  
وزیارت کا بیان ہے بخیر و خوبی تمام ہو گئی، واللہ الحمد کثیراً  
اب چھٹی شروع ہوتی ہے۔

بن ہوئے سب کے وجہ و سبب ایسی عمدہ تقریر سے بیان کیے ہیں کہ پوری تشریف ہو جاتی ہے سب کو معلوم کیا ہوں  
 کے دیکھنے سے وہ نتیجہ حاصل ہوگا جو اس عبارت سے حاصل ہوتا ہے قیمت ۱۰ روپے جلد ۱۰ و ۱۱  
**مختصر سیرت نبویہ** جو پہلے المصنف کے ساتھ شائع ہو چکی تھی و ولادت شریف سے اخیر عمر تک آپ کے  
 ضروری ضروری حالات نہایت مختصر بنایا دیکر ہر مسلمان پر فرض ہو گئے ہیں قیمت ۲  
**سیرۃ الحبیب الشفیع** مختصر سیرت قدس نبوی علیہ السلام جو صرف قرآن مجید سے لکھی گئی ہے یہ سیرت مقدسہ  
**من کتاب الغزیز الرفیع** ایک مقدمہ اور چار باب و ایک خانہ پر مشتمل ہے مقدمہ میں نہایت ضروری چار  
 مسائل کا بیان ہے باب اول میں عرب کے زمانہ جاہلیت کا بیان و مین آپ کے حالات قبل از نبوت کا بیان مین نبوت  
 و دلائل نبوت کا باب چہارم میں حالات بعد از نبوت کا خانہ مین ان عظیم الشان نعمتوں کا چکنا و چوکنا مسلمانوں کو  
 جسم ۱۰ جو قیمت ۲

**آفتاب صدق و صفا شیعوں کے** مایہ ناز رسالہ آئینہ حق ناما کا جواب جس کے لیے بھائی  
 روپیہ کا العام شہر کیا گیا تھا۔ لائق دید و قیمت ۲  
**ایڈیٹر اصلاح کی ہر قیمت** اس رسالہ میں ایڈیٹر اصلاح کے لیے سیوان جانا اور ایڈیٹر  
 اصلاح کا بے بعد دیگرے چار عدد تراش کر مناظرہ سے فرار کرنا مع تحریرات طرفین درج ہے قیمت ۲  
**ترجمہ از الہ الخفا** جلد اول و ثلث للبعث بادامی للبعث سادہ سفید للبعث زرد للبعث  
**ترجمہ فتاویٰ غزنوی** حضرت مولانا شاہ عبدالغفریہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے فتووں  
 کا اردو میں ترجمہ ہر قسم کے مسائل دینیہ قیمت ۱۰  
**تفسیر آیہ تطہیر** کہ بیت تطہیر کی بے نظیر تفسیر شیعوں کی اس تحریف کا جواب کہ کلمے از واج مطالعات  
 کے اس آیت میں انھوں نے آل عبا کو مراد لیا لہذا اہل سنت کی قرآن اور سنت سے تحقیق قیمت ۲  
**تفسیر آیہ مودۃ القرنی** آیہ لا آتیکم علیہ اجر کی تفسیر تمام کتب تفسیر کی عبارت  
 شیعوں کے اس اقتدار کا جواب کہ محبت اہل بیت اور رسالت ہے قیمت ۲

**مقدمہ تفسیرات خلافت** از مدیر الخبسم قیمت ۲  
**تبلیغ الحائریین** مع کلمہ قبلہ شیعہ حاکمی صاحب مجتہد پنجاب کے رسالہ موعظہ تحریف قرآن کا جواب  
 جس نے زلزلہ ڈال دیا آج تک جواب نہ دے سکے۔ ثابت کر دیا کہ شیعوں کا ایمان قرآن شریف پر محال ہے اور

شیون پر اتنا ہے اُنکے یہاں کوئی تحریف کی روایت نہیں محمد بن ہالینس کے لطف مسائل مذہب شیعہ کو

درہ فاروقی شیعہ سنی کا دلچسپ مناظرہ نظم میں - قیمت ۲۰

نبوت کی ضرورت مولانا عاشق الہی صاحب میرٹھی قیمت ۲۰

مقدس بشارات عیسائیوں کی کتابوں کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشخبریاں امر

تحفہ تیموریہ حضرت استاد الحدیث مولانا شاہ عبدالغنی صاحب مہاجر مدنی نے یہ رسالہ مسائل ایک

خاندان شاہی دہلی کے لیے لکھا تھا قیمت ۲۰

تحقیق لیلیان بدعات کی تحقیق اور رد - جاجا دلچسپ نظیں مصنف مولوی حافظ اکرام حسین صاحب کوہی

پردہ مروجہ کا شرعی ثبوت ایک مدرسی صاحب نے ایک ہزار روپیہ جواب کے لیے مقرر کیا تھا

مناظرہ بیہوشی بین شیعہ جہری میں شیعوں سے مسئلہ خلافت پر مناظرہ ہوا اور قرآن شریف و حقیقت

برسہ خلافت ثابت کی گئی - قیمت ۳۰

فتح مبین شیعوں کے قبلہ و کعبہ اذیت و اصلاح کا زبانی مناظرہ سے عاجز اگر مغلوب ہونا قیمت ۳۰

مناظرہ امر و ہمہ ہر دو جلد شیعوں کے قبلہ و کعبہ مولوی سبط حسن صاحب کے امر و ہمہ میں مناظرہ ہوا

صیحہ رنگون رنگون بن خواجہ کمال الدین مرزا کی حضرت میراجم کا مقابلہ مرزا بیت کی زمین جاس کتاب

مجموعہ وظائف مقبولہ جس میں چھ رسالے ہیں - حزب البحر - حزب اعظم - دعائی غنی - چہل سار اعظم

اساتذہ اصحاب بدر - شجرہ حشمتہ منظوم قیمت ۶۰

حسن الوصایا بہترین و عظیم ہر قسم کی نصیحتیں آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ سے قیمت ۸۰

تقدیر و تدبیر مسائل تقدیر کی بحث اور یہ کہ تدبیر کرنا شرعاً کس درجہ میں ہے فلسفیانہ طریق سے ان اہم

مسائل شرعیہ کو بیان کیا ہے - قیمت ۴۰

قصہ سبیل الی المولیٰ حبیب تصویف کی ایک عمدہ کتاب ہے قیمت ۳۰

ہزیمت شیعیاں پنجاب - ضلع کوہرا نوالہ کا بہت آموز واقعہ قیمت ۴۰

انوار صحابہ روح صحابہ میں عمدہ قصائد ہیں - قیمت ۱۰

ہفت سورہ مترجم مولانا عاشق الہی صاحب میرٹھی قیمت ۱۰

فتویٰ تعزیرہ داری تعزیرہ داری کی حرمت میں مولانا شاہ عبد الغزیز صاحب بلوچی کا فتویٰ قیمت

